چہرے کا پردہ

واجب، مستحب یا بدعت؟

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ : ڈاکٹر اسرار احمدؒ بانی تنظیم اسلامی

پیش لفظ : حافظ عاکف سعید امیر تنظیم اسلامی

مؤلف : حافظ محمد زبیر ریسرچ ایسوسی ایٹ شعبہ تحقیق اسلامی قرآن اکیڈمی

مکتبہ رحمۃ للعالمین۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔

- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ (الاحزاب:۵۹)

''اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیں اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو اور اہل ایمان کی عورتوں کو کہ وہ اپنے جلباب (چادروں) کا بعض حصہ اپنے (چہروں کے) اوپر لٹکا لیا کریں۔ ان کا یہ عمل اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔''

چہرے کا پردہ

واجب، مستحب یا بدعت

www.Kitab unnat.com

مقدمہ: ڈاکٹر اسرار احمدؒ (بانیٔ تنظیم اسلامی)

پیش لفظ: حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

مؤلف: حافظ محمد زبیر

ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی

ریسرچ اسکالر، مجلس تحقیق اسلامی، لاہور

پی ایچ ڈی ریسرچ فیلو، شیخ زید اسلامک سنٹر

مکتبہ رحمۃ للعالمین

نذیر پارک، غازی روڈ، لاہور۔ 0301-4870097

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں!

نام کتاب	:	چہرے کا پردہ: واجب، مستحب یا بدعت؟
مصنف	:	حافظ محمد زبیر ریسرچ ایسوسی ایٹ شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی
		☆ ریسرچ اسکالر، مجلس تحقیق اسلامی، لاہور
		☆ پی ایچ ڈی ریسرچ فیلو، شیخ زید اسلامک سنٹر
ترتیب وتہذیب	:	محمد خلیق
کمپوزنگ	:	حافظ محبوب احمد
ڈیزائننگ	:	علی رضا
ناشر	:	مکتبہ رحمۃ للعالمین، لاہور
صفحات	:	224
قیمت	:	175 روپے
تعداد اشاعت	:	550
سن اشاعت طبع اول	:	صفر المظفر 1431ھ (بمطابق جنوری 2010ء)
سن اشاعت طبع دوم	:	ذوالحجہ 1431ھ (بمطابق نومبر 2010ء)

ملنے کے پتے

☆ لاہور: (i) عبدالمتین مجاہد: معرفت 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 0300-4199099

(ii) مکتبہ رحمۃ للعالمین، نذیر پارک، غازی روڈ، لاہور۔ 0301-4870097

☆ کراچی: قرآن اکیڈمی: DM-55، درخشاں، خیابان راحت، فیز 6، ڈیفنس، کراچی

☆ ملتان: قرآن اکیڈمی: 25۔ آفیسرز کالونی، ملتان

☆ فیصل آباد: دفتر تنظیم اسلامی: P-157، صادق مارکیٹ، ریلوے روڈ، فیصل آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فہرست مضامین

مقدمہ 05

پیش لفظ 07

"دار التذکیر" کی خدمت میں 10

تمہید 12

باب اول

چہرے کا پردہ: آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں ———— 21

فصل اول: آیتِ جلباب 23

فصل دوم: آیتِ زینت 37

فصل سوم: آیتِ حجاب 53

فصل چہارم: آیتِ قواعد 65

باب دوم

چہرے کا پردہ: احادیث مبارکہ کی روشنی میں ———— 73

فصل اول: مثبتین حجاب کے دلائل 75

فصل دوم: قائلین استحباب حجاب اور احادیث مبارکہ 94

باب سوم

چہرے کا پردہ: آثار صحابہؓ اور تابعینؒ کی روشنی میں ———— 125

فصل اوّل: آثار صحابہؓ و تابعینؒ 127

فصل دوم: قائلین استحباب حجاب اور آثار صحابہؓ و تابعینؒ 130

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باب چہارم

چہرے کا پردہ: مذاہب اربعہ کی روشنی میں — 139

فصل اول: احناف کا مذہب 141

فصل دوم: مالکیہ کا مذہب 145

فصل سوم: شوافع کا مذہب 150

فصل چہارم: حنابلہ کا مذہب 154

فصل پنجم: مسلمان علماء کا اتفاق 160

باب پنجم

چہرے کا پردہ اور تواتر عملی — 165

فصل اول: چہرے کا پردہ اور تواتر عملی 167

باب ششم

چہرے کا پردہ اور چند شبہات کا جواب — 171

فصل اوّل: پہلا شبہ 173

فصل دوم: دوسرا شبہ 178

فصل سوم: تیسرا شبہ 180

فصل چہارم: چوتھا شبہ 186

فصل پنجم: پانچواں شبہ 197

فصل ششم: چھٹا شبہ 200

فصل ہفتم: ساتواں شبہ 205

تبصرہ جات 211

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مقدمہ

خاندان کا ادارہ انسانی معاشرے کا ایک بنیادی یونٹ ہے۔ یہ ادارہ مستحکم اور صحیح بنیادوں پر استوار ہو گا تو پورا معاشرہ بھی مستحکم اور صحت مند ہو گا اور اس میں اگر کجی' ضعف اور اضمحلال آ گیا تو پورے معاشرے پر اس کے نہایت دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ خاندان کے ادارے کی تین بنیادی جہات ہیں: والدین اور اولاد کا تعلق' بھائی بہنوں کا باہمی رشتہ اخوت اور میاں بیوی کا تعلق۔ شوہر اور بیوی کے تعلق میں سب سے زیادہ نازک معاملہ باہمی اعتماد کا ہے۔ اگر بیوی یہ محسوس کرے کہ میرا شوہر ادھر اُدھر متوجہ ہے یا گندگی میں منہ مارتا ہے' تو ظاہر ہے اب شوہر کے لیے اس کے دل میں وہ جذبات و احساسات نہیں ہو سکتے' جو اس رشتے کی مضبوطی کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح اگر شوہر کو بیوی کے بارے میں یہ گمان ہو جائے تو سمجھیے خاندان کا ادارہ ہی منہدم ہو گیا۔

خاندان کے اس ادارے کو مضبوط کرنے اور اس کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے قرآن نے دو قسم کے احکامات جاری کیے ہیں۔ ایک طرف تو زنا اور اس سے متعلقہ جرائم پر حدود و تعزیرات کے نام سے سخت ترین سزائیں متعین کر دی ہیں جبکہ دوسری طرف مرد و عورت کے باہمی میل جول اور ان کے مابین نفسانی خواہشات کو ابھارنے والے محرکات پر قدغنیں لگا دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں پردے کے احکامات کئی ایک مقامات پر بیان ہوئے ہیں۔ سورۃ نور میں گھر میں مسلمان خواتین کے پردے کے احکامات بیان ہوئے ہیں جبکہ سورۃ اُحزاب میں گھر سے باہر کے پردے کا بیان ہے۔ عرب معاشرے میں خواتین جب اپنے گھر سے باہر نکلتی تھیں تو ایک بڑی سی چادر کو اپنے پورے جسم پر اچھی طرح لپیٹ لیتی تھیں' جس کو قرآن نے 'جلباب' کا نام دیا ہے۔ گویا کہ اس دور میں بھی شریف خواتین میں چادر اوڑھنے کا رواج پہلے ہی سے چلا آ رہا تھا۔ قرآن نے اس میں اتنا اضافہ کر دیا کہ ﴿یدنین علیھن من جلابیبھن﴾ یعنی جب وہ باہر نکلیں تو اس جلباب کا گھونگھٹ اپنے چہروں پر بھی ڈال لیا کریں۔ یہ وہ پہلی شکل ہے جو گھر سے باہر نکلتے وقت خواتین کے ایک بڑی چادر لینے کی صورت میں ہماری تہذیب کا حصہ بنی جبکہ مروجہ برقع اسی 'جلباب' ہی کی ایک ارتقائی شکل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرد کا لازمی ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے جبکہ عورت کا ستر اس کا سارا جسم ہے سوائے اس کے ہاتھوں' پاؤں اور چہرے کے۔ جبکہ اجنبی اور نامحرم مردوں کے سامنے عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا بھی فرض ہے۔ عورت اور مرد کے لیے ستر و حجاب کے بنیادی اُحکامات میں اس فرق کی بنیادی وجوہات دو ہیں۔ پہلی وجہ تو دونوں کی جسمانی ساخت کا فرق ہے۔ عورتوں میں مردوں کے لیے ایک حسن اور کشش رکھی گئی ہے۔ دونوں کی شکل و شباہت میں فرق ہے۔ عورت کی آواز میں بھی مرد کے لیے دلچسپی کا سامان ہے۔ دوسری بات یہ ہے مرد وعورت کی نفسیاتی کیفیات میں بھی فرق ہے۔ مرد کی فطرت میں اقدام اور فعل ہے جبکہ عورت کی سرشت میں گریز اور انفعال ہے۔ مرد کی حیثیت طالب کی سی ہے اور عورت کی مطلوب کی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے مرد و عورت کے ایک دوسرے کے لیے باہمی ضرورت ہونے کے باوجود' دونوں کے لیے ستر وحجاب کے احکامات میں فرق رکھا ہے۔ عورتوں کے لیے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیا گیا ہے جبکہ مردوں کو عورتوں سے پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اسی طرح دونوں کے ستر میں بھی فرق ہے۔

آخر میں' میں تمام قارئین کو دعوت غور وفکر دیتا ہوں۔ طرز معاشرت کے لیے ایک طرف تو وہ ضوابط و ہدایات ہیں جو قرآن وسنت سے حاصل ہوتے ہیں۔ دوسری طرف وہ مادر پدر آزاد روش ہے جسے مغربی تہذیب اور ہندو ثقافت کے زیر اثر جملہ ذرائع کے ذریعہ فروغ دیا جا رہا ہے۔ اب ہمیں ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دے کر اختیار کرنے کا فیصلہ کرنا ہے۔ البتہ فیصلہ کرنے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ عنقریب ہمیں روز قیامت' عدالت خداوندی میں پیش ہونا ہوگا اور وہاں ہمیں یہ جتلا دیا جائے گا کہ ہم نے دنیا میں کس شیء کو مقدم کیا اور کس کو مؤخر رکھا۔

عزیزم! حافظ محمد زبیر کی یہ کتاب چہرے کے پردے کے وجوب پر ایک بہت ہی مدلل اور محقق تحریر ہے۔ اس موضوع پر یہ ایک اچھی اور عمدہ کاوش ہے۔ میں نے سرسری نگاہ سے اس کا مطالعہ کیا ہے اور اس کو طالبان دین کے لیے بہت ہی مفید پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر اسرار احمد
بانی تنظیم اسلامی
صدر مؤسس انجمن خدام القرآن لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پیش لفظ

انسانی تمدن کی شیرازہ بندی اور صحت و پاکیزگی کے لیے لازم ہے کہ صنفی میلانات کو انتشارِ عمل سے روک کر قاعدے ضابطے میں لایا جائے۔ اس اصول کو اپنائے بغیر نوعِ انسانی کو شدید ذہنی واخلاقی انحطاط سے بچانا ممکن نہیں۔ یہ وہ اعلیٰ مقصود ہے کہ جس کے حصول کے لیے جہاں ایک طرف اسلام نے رہبانیت کی شدت کے ساتھ تردید کرتے ہوئے نکاح کے بغیر زندگی کی حوصلہ شکنی کی اور بلوغت کے ساتھ ہی اولاد کے نکاح اور خاندانی زندگی کے استحکام پر زور دیا وہاں ستر وحجاب کے احکامات کے عملی نفاذ اور مرد وزن کے آزادانہ اختلاط کی نفی پر خصوصی زور دیا گیا۔ اسلام کا عطا کردہ یہ معاشرتی نظام فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

لیکن آج کی دنیا کی ''مہذب ترین'' قوموں اور مغربی تمدن کے دلدادہ مشرقی معاشروں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہاں زندگی کے ہر شعبے میں مرد وزن کی شانہ بشانہ شرکت، ہر نوع کی محافل میں اختلاطِ مرد وزن کا اہتمام اور غیر مردوں کے سامنے خواتین کا بے حجابی سے بڑھ کر اپنے نسوانی حسن کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کرنے کی دوڑ کو عین تقاضائے تہذیب اور ثبوتِ روشن خیالی گردانا جاتا ہے۔ اس تناظر میں چہرے کے پردے کا اہتمام اعلیٰ معاشرتی قدر نہیں بلکہ نِری جہالت اور دقیانوسیت کا مصداق ٹھہرا۔ اقبال کے اس مشہور مصرعے میں اسی عالمی صورت حال کی طرف اشارہ ملتا ہے ع ''زمانہ آیا ہے بے حجابی کا' عام دیدارِ عام ہوگا''۔ حیا کی دھجیاں بکھیرنے والی اسی غیر فطری تہذیب کے منطقی انجام کی خبر بھی اقبال نے گزشتہ صدی کے اوائل (1907ء) ہی میں دے دی تھی کہ

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا!

مسلمان معاشروں میں اس مغربی تہذیب کا پہلا نشانہ چہرے کا پردہ بنا۔ اکبرالٰہ آبادی نے اسی تہذیب جدید کے زیر اثر شرفاء کے خاندان کی چند مسلمان خواتین کو بے پردہ دیکھ کر شدید حیرت اور پریشانی کے ملے جلے جذبات کا اظہار جس خوب صورت پیرائے میں کیا تھا' وہ انہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کا حصہ تھا۔ فرماتے ہیں ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا!
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا!

سو ڈیڑھ سو سالوں میں مغربی تہذیب کی نقالی کا یہ سفر جو مسلمان عورت کے چہرے کی بے حجابی سے شروع ہوا تھا' آج cat walks اور مغربی دنیا میں حسینہ عالم کے مقابلوں میں مسلمان خواتین کی شرکت کے ذریعے ساری دنیا کے سامنے اپنے نسوانی حسن کی نمائش تک جا پہنچا ہے۔ ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے! ان کے خیال کے مطابق لباس محض زینت اور زیبائش کا ذریعہ ہے' ستر پوشی کا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے طرزِ معاشرت میں عریانی کسی سماجی عیب کا نام نہیں۔ مگر اسلام کی نگاہ میں زیب و زینت سے زیادہ ستر پوشی کی اہمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام مرد وعورت دونوں کو جسم کے وہ حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کے لیے صنفی کشش پائی جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسلام ایک ایسا سماجی ماحول قائم کرنا چاہتا ہے کہ جس کی معاشرتی فضا کو فحاشی و عریانی اور دیگر منکرات کی جملہ تحریکات سے پاک صاف کر دیا گیا ہو۔ یہی وہ فکر و فلسفہ ہے جس کی بنیاد پر اسلام کے نظامِ ستر وحجاب کی تعمیر کی گئی ہے۔

چہرے کا پردہ قرآن مجید میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۹ سے ثابت ہے۔ جو شخص بھی اس آیت کے الفاظ اور ان کی متفق علیہ اور مقبولِ عام تفاسیر اور سنت وسیرت اور عہدِ نبوی ﷺ کے تعامل کو بے لاگ اور غیر جانبدارانہ دیکھے گا اس کے لیے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ شریعت اسلامیہ میں عورت کے لیے چہرے کو اجنبی اور نامحرم مردوں سے مستور رکھنے کا حکم ہے۔ زیرِ نظر کتاب اسی مسلمہ شرعیہ کی توضیح وتبیین پر مشتمل ہے۔ ہمارے نوجوان ساتھی اور فاضل محقق حافظ محمد زبیر نے اپنے استدلال کو قرآنی محکمات کی مقبول تفاسیر' احادیث نبویہ کی معروف توضیحات' آثارِ صحابہ وتابعین' اہلِ سنت کے مذاہب اربعہ کی آراء وقضایا اور امت کے تواترِ عملی پر قائم کیا ہے۔ یہ طرزِ استدلال دراصل اہلِ سنت کے معتدل طرزِ فکر کا آئینہ دار ہے۔ نیز اس کتاب میں چہرے کے پردے کے حوالے سے ہر نوع کے اُن اشکالات کا بھی علمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محاکمہ کیا گیا ہے جو اپنوں یا غیروں نے علمی بنیادوں یا محض جہالت کی بنا پر اُٹھائے ہیں۔ بلاشبہ اس پہلو سے یہ کتاب اسی موضوع پر لکھی گئی دوسری کتب سے ممتاز نظر آتی ہے اور یہ متلاشیانِ حق کی علمی جستجو میں ایک مفید اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم حافظ محمد زبیر کی اس مفید علمی کاوش کو ان کے حق میں خیر و برکت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

حافظ عاکف سعید
امیر تنظیم اسلامی، پاکستان
ڈائریکٹر، قرآن اکیڈمی لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''دار التذکیر'' کی خدمت میں

محترم جناب محمد احسن تہامی صاحب

السلام علیکم! امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ دار التذکیر نے حال ہی میں ''چہرے کا پردہ: واجب یا غیر واجب'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔ اس کتاب کو پروفیسر خورشید صاحب نے مرتب کیا ہے اور یہ کتاب پروفیسر صاحب کے ان مضامین پر مشتمل ہے جو ماہنامہ ''اشراق'' اگست ۲۰۰۵ء' جون' اگست' ستمبر اور اکتوبر ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے اپنی اس کتاب میں چہرے کے پردے کے حوالے سے ماہنامہ ''حکمت قرآن'' اگست ۲۰۰۵ء' جنوری' فروری' مارچ' اپریل' مئی' جون اور اکتوبر ۲۰۰۶ء میں شائع ہونے والے میرے کچھ مضامین بھی شامل کر دیے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ مضامین پروفیسر صاحب کے ساتھ ایک علمی مکالمہ کی صورت میں ''اشراق'' اور ''حکمت قرآن'' میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب اور نہ ہی دار التذکیر کے مالکان نے' مجھ سے میرے ان مضامین کی اشاعت کی اجازت' نہ زبانی طلب کی تھی اور نہ ہی تحریری طور پر۔ دار التذکیر کا میری اجازت کے بغیر میرے نام سے میرے سابقہ مضامین کو کتابی شکل میں شائع کرنا اخلاقاً اور شرعاً ایک نامناسب طرز عمل تو ہے ہی' قانوناً بھی ایک جرم ہے۔ دار التذکیر کو چاہیے کہ مستقبل میں وہ اس کتاب کی مزید اشاعت بالکل بھی نہ کرے اور جو اشاعت ہو چکی ہے اس کی فروخت بھی فی الفور بند کر دے ورنہ مصنف دار التذکیر کے مالکان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

ضمناً میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ دار التذکیر کی اس کتاب کی اشاعت سے تقریباً ایک سال پہلے ہی میں ''حکمت قرآن'' میں شائع ہونے والے اپنے مضامین کو ایک کتاب کی صورت دے چکا تھا جو مکتبہ انجمن خدام القرآن' لاہور کے تحت طبع ہوئی تھی۔ میں نے ''حکمت قرآن'' میں چھپنے والے اپنے مضامین کو کتابی شکل دینے کے لیے بہت حد تک تنقیح وتہذیب اور حک واضافہ کیا ہے۔ مثلاً:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۔اس میں بھی بہت سے اضافے کیے گئے ہیں خاص طور پر علامہ البانیؒ کی کتاب جلباب المرأة المسلمة میں بیان کردہ احادیث وآثار کا تفصیلی جواب دیا گیا ہے۔
۲۔پروفیسر صاحب کے ''اشراق'' میں چھپنے والے چھ مضامین میں شامل تمام دلائل کا جواب بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔
۳۔بعض دلائل' الفاظ اور پیرا گرافس کو نکال دیا گیا ہے۔

اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ پروفیسر صاحب اور دارالتذکیر کے مالکان میرے نام سے میری اجازت کے بغیر ایک ایسا موقف پیش کر رہے ہیں جس کی میں تہذیب وتنقیح کر چکا ہوں۔جس کو بھی چہرے کے پردے کے حوالے سے میرا موقف جاننا ہو وہ میری کتاب چہرے کا پردہ: واجب' مستحب یا بدعت کا مطالعہ کرے۔

والسلام

حافظ محمد زبیر

ریسرچ ایسوسی ایٹ' قرآن اکیڈمی

۳۶۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

☆☆☆

ہم یہاں یہ بتانا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ دارالتذکیر کے مالک احسن تہامی صاحب نے اپنے اس رویے کی ہم سے معذرت کی تھی اور ان کا کہنا یہ تھا کہ انہوں نے اس بارے کلی اعتماد پروفیسر خورشید صاحب پر کیا تھا۔ پروفیسر خورشید صاحب سے جب ہماری ملاقات ہوئی تو انہوں نے وضاحت کی کہ انہیں اس قسم کے کسی قانون کا علم نہیں تھا کہ کسی مصنف کی تحریر اس کی اجازت کے بغیر شائع نہیں کی جا سکتی اور وہ رسائل وجرائد میں شائع ہونے والے مقالات و مضامین کو پبلک پراپرٹی سمجھتے تھے لہٰذا انہوں نے اجازت کی ضرورت محسوس نہ کی۔مزید برآں انہوں نے اپنے اس عمل کو قانون سے لاعلمی کا مظہر قرار دیتے ہوئے معذرت کی۔بعد میں اشراق میں شائع شدہ اپنے ایک مضمون میں انہوں نے اس معذرت سے بھی یہ کہہ کر انکار کر لیا کہ معذرت کسی چیز کی!

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تمہید

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نوعِ انسانی کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے دو سلسلے جاری فرمائے۔ ان میں سے ایک کلامِ الٰہی کا سلسلہ ہے جس کا اختتام قرآن مجید کی صورت میں ہوا اور دوسرا سلسلہ انبیاء ورُسل کا ہے جس کی انتہا ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر ہوئی۔ انبیاء کی بعثت اور کتبِ سماویہ کے نزول کا واحد مقصد نوعِ انسانی کی ہدایت اور رہنمائی ہے' تاکہ اللہ کے بندے اپنی نفسانی خواہشات کو اللہ کے نازل کردہ احکامات کے تابع کرتے ہوئے زندگی گزاریں۔ ان احکاماتِ الٰہیہ کا ایک بڑا حصہ حیا اور مکارمِ اخلاق سے متعلق رہنمائی پر مشتمل ہے۔ یہ حیا ہی ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے اور یہ ایک حکمِ شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی فطرت کا خاصہ بھی ہے۔

اگر انسانوں نے جانوروں کی طرح اپنی فطرت کو مسخ کر لیا ہو تو الگ بات ہے ورنہ ایک سلیم الفطرت انسان باحیا ہونے کے ساتھ ساتھ باکردار بھی ہوتا ہے۔ اسلام میں ستر وحجاب کے احکامات اسی فطری حیا کا حصہ ہیں۔

اس کتاب میں ہمارے پیشِ نظر وہ متجددین ہیں جو علماء کے شذوذات سے استدلال کرتے ہوئے چہرے کے پردے کو واجب یا مستحب تو کجا بدعت قرار دینے کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ ہمارے علم کی حد تک شاید ہی کسی معروف عالم نے چہرے کے پردے کے بارے میں ایسا فلسفہ وفکر پیش کیا ہو جس سے اس کے استحباب کی بھی نفی ہوتی ہو۔

ہم اس موضوع پر مزید کچھ لکھنے سے پہلے ذیل میں چہرے کے پردے کے بارے میں علمائے اہل سنت کے اس اختلاف کا جائزہ لیتے ہیں جس سے عموماً منکرین حجاب اپنی تحقیق میں صرفِ نظر کرتے ہیں۔

چہرے کے پردے کے بارے علماء اہل سنت کا موقف

چہرے کے پردے پر بحث کرنے سے پہلے یہ تعین کرنا ضروری ہے کہ علماء کے درمیان اس مسئلہ میں اتفاق کس حد تک ہے اور اصل اختلاف کہاں ہے۔ مسئلۂ ہٰذا کا مطالعہ کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وقت یہ بات ہمارے قارئین کے ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اہل سنت کے تمام فقہاء اور علماء کا درج ذیل باتوں پر اتفاق ہے:

۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے لیے اجنبیوں سے اپنے چہرے کو چھپانا واجب تھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرض الحجاب مما اختصصن به أي زوجاته فهو فرض عليهن بلا خلاف في الوجه والكفين فلا يجوز بهن كشف ذلك[۱]

''حجاب کی فرضیت کہ جس کے ساتھ آپؐ کی ازواج مخصوص تھیں، میں آپؐ کی ازواج کے لیے اپنا چہرہ یا دونوں ہاتھ کھلے رکھنا جائز نہیں تھا اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔''

۲) ماسوا چہرہ اور ہاتھوں کے، سارے جسم کو ڈھانپنا تمام علماء کے ہاں متفق علیہ ہے۔ مثلاً کلائی، سر کے بال، گردن اور سینہ وغیرہ سب علماء کے نزدیک ستر میں داخل ہیں۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واتفقوا على أن شعر الحرة وجسمها حاشا وجهها ويدها عورة واختلفوا في الوجه واليدين حتى أظفارهما أ عورة هي أم لا[۲]

''اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کے بال اور اس کا سارا جسم سوائے اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے، اس کا ستر ہے۔ اور علماء نے عورت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں حتیٰ کے اس کے ناخنوں کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ بھی عورت کا ستر ہیں یا نہیں؟''

۳) علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اگر چہرے اور ہاتھوں میں زینت ہو تو ایسی صورت میں ان دونوں کا چھپانا بھی واجب ہے۔ مثلاً چہرے پر میک اپ کیا ہو یا ہاتھوں میں سونا وغیرہ پہنا ہو۔

۴) علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ فتنے کی صورت میں چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا واجب ہوگا، جیسا کہ ہم اس کتاب کے چوتھے باب میں اس پر مفصل گفتگو کریں گے۔

پس علماء کے درمیان محل اختلاف چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں بشرطیکہ ان میں زینت نہ ہو اور ان کے ظاہر کرنے میں کسی قسم کے فتنے کا بھی اندیشہ نہ ہو۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ چہرے کا پردہ واجب ہے یا مستحب! جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے وہ چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں اور جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے وہ چہرے کے پردے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

علمائے اہل سنت میں سے کسی کا بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنا واجب یا افضل ہے۔ علماء کی بحث اس مسئلے میں صرف اس بات تک محدود ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے یا نہیں' یعنی عورت اپنا چہرہ کھلا رکھنے کی وجہ سے گنہگار ہوگی یا نہیں۔

جہاں تک چہرے کے پردے کے مستحب ہونے کا تعلق ہے تو تمام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ کم از کم چہرے کا پردہ مستحب ہے' ماسوائے عصر حاضر کے بعض متجددین کے جو چہرے کے پردے کو اپنی کم علمی کی وجہ سے بدعت قرار دینے کی طرف مائل ہیں۔ انہی متجددین کے لیے ہم نے اس کتاب میں ''منکرین حجاب'' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

مذاہبِ اربعہ کے متبعین' جمہور علماءِ متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا شرعاً واجب ہے۔ عصر حاضر میں علامہ البانی نے چہرے کے پردے کے بارے میں استحباب کا موقف پورے شدّ و مد کے ساتھ پیش کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ البانی کے دَور کے اور مابعد کے تمام نام نہاد محققین حضرات نے علامہ البانیؒ ہی کے بیان کردہ دلائل اور تحقیق کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ جہاں تک علامہ البانی کی بات ہے تو ہم ان کو حدیث ((إذا حكم الحاكم ثم أصاب فله أجران وإذا حكم فاجتهد ثم أخطا فله أجر))[3] کے مصداق معذور اور عنداللہ مأجور سمجھتے ہیں' لیکن منکرین حجاب سے ہم یہ گزارش کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس موضوع پر قلم اٹھاتے وقت اپنے بدعی موقف کے ساتھ علامہ البانی یا دیگر علمائے سلف کے موقف کو خلط ملط نہ کریں۔ دراصل یہ حضرات مغرب کی اندھی تقلید میں پردے کو روایت پسندی قرار دیتے ہیں جبکہ بعض علمائے سلف اور علامہ البانی کے نزدیک چہرے کا پردہ مستحب ہے۔ علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:

نلفّت نظر النساء المؤمنات إلى أن كشف الوجه وإن كان جائزا فستره أفضل[4]

''ہم عورتوں کو اس بات کی توجہ دلاتے ہیں کہ چہرہ کھلا رکھنے کا اگرچہ جواز ہے لیکن اس کا ڈھانپنا افضل ہے۔''

آگے جا کر فرماتے ہیں:

فبينا ما يجب على المرأة وما يحسن بها' من التزم الواجب فبها ونعمت' ومن أخذ بالأحسن فهو أفضل وهذا هو الذى التزمته عملياً

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مع زوجي، وأرجو الله تعالى أن يوفقني لمثله مع بناتي حين يبلغن (٥)

''پس ہم نے اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے کہ عورت کے لیے کیا واجب ہے اور کیا مستحسن ہے۔ جس نے واجب کو مضبوطی سے پکڑا تو وہ اس کو کفایت کرے گا اور وہ بہتر ہے، اور جس نے احسن کو پکڑا تو وہ افضل ہے۔ اور یہ (چہرے کا پردہ) وہی ہے جس کا التزام میں نے ازدواجی زندگی میں اپنی بیوی کے ساتھ کیا ہے اور میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے اسی بات (چہرے کے پردے) کی اپنی بیٹیوں کے بارے میں بھی توفیق دے جب وہ جوان ہو جائیں۔''

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

فمن حجب ذلك أي الوجه والكفين أيضاً منهن، فذلك ما نستحبه وندعو إليه (٦)

''جس نے ان دونوں یعنی چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپا تو اسی بات کو ہم مستحب سمجھتے ہیں اور اسی کی دعوت دیتے ہیں۔''

مزید فرماتے ہیں:

ويقابل هؤلاء طائفة أخرى يرون أن ستره بدعة وتنطع في الدين، كما قد بلغنا عن بعض من يتمسك بما ثبت في السنة في بعض البلاد اللبنانية، فإلى هؤلاء الإخوان وغيرهم نسوق الكلمة التالية ليعلم أن ستر الوجه والكفين له أصل في السنة، وقد كان معهودا في زمنه ﷺ.... (٧)

''اور اس کے بالمقابل ایک دوسرا گروہ ہے جن کا خیال یہ ہے کہ چہرے کا پردہ بدعت ہے اور دین میں ایک نئی ایجاد ہے۔ جیسا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ لبنان کے بعض علاقوں کے رہنے والے حاملین سنت نے بھی ایسی بات کہی ہے۔ ہم اپنے ان بھائیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی ذیل میں چند دلائل بیان کرتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں کے ڈھانپنے کی اصل قرآن وسنت میں موجود ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں عورتیں اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ ڈھانپتی تھیں......''

اس کے بعد علامہ البانی نے گیارہ کے قریب احادیث اور آثار صحابہ سے استدلال کرتے ہوئے اپنی اس بحث کو واضح فرمایا جن کی اسناد اور ان کی تحقیق ''حجاب المرأة المسلمة''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے صفحات ۴۷ تا ۵۳ پر دیکھی جا سکتی ہیں۔
علامہ البانیؒ کی جو آخری کتاب حجاب کے موضوع پر شائع ہوئی اس کا عنوان درج ذیل ہے:

الرد المفحم 'على من خالف العلماء وتشدد وتعصب' وألزم المرأة بستر وجهها وكفيها وأوجب ولم يقتنع بقولهم :أنه سنة ومستحب"

یعنی "اس شخص کا منہ توڑ جواب کہ جس نے تشدد اور تعصب سے کام لیتے ہوئے علماء کی مخالفت کی اور عورت کے لیے اس کے چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا واجب قرار دیا اور اس نے علماء کے اس قول پر اکتفا نہ کیا کہ عورت کے لیے اپنے چہرے کو ڈھانپنا سنت اور مستحب ہے۔"

مستحب یا سنت کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کو نہ کیا جائے یا اس کے نہ کرنے کی لوگوں کو دعوت دی جائے۔ مثلاً پانچ نمازوں کی سنن ہیں' اب سنن ہونے کا یہ مفہوم قطعاً نہیں ہے کہ کوئی شخص ان کے چھوڑنے کو افضل سمجھے اور ان کی ادائیگی کو مشقت قرار دیتے ہوئے امت مسلمہ کو ان کے چھوڑنے کی تلقین کرے۔ بعض منکرین حجاب کا معاملہ یہ ہے کہ وہ زبانی کلامی اس بات کا اقرار کرتے نظر آتے ہیں کہ چہرے کا پردہ مستحب ہے لیکن وہ اس کے داعی نہیں بنتے۔ جب بھی وہ اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو ایک طرف تو وہ چہرے کے پردے کے قائلین پر تنقید کرتے ہیں' دوسری طرف وہ چہرے کا پردہ نہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اسے مشقت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ منکرین حجاب اپنی تحقیقات میں جن بعض سلف صالحین کے اقوال کے حوالے دیتے ہیں وہ چہرے کے پردے کے داعی ہیں اور عورت کے لیے چہرہ ڈھانپنے کو' نہ ڈھانپنے سے افضل سمجھتے ہیں۔ یہ منکرین حجاب مستحب کی اصطلاحی تعریف سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ اصولیین نے مستحب یا سنت کی جو تعریف کی ہے وہ یہ ہے:

هو ما طلب الشارع فعله من المكلف طلبا غير حتم(۸)

"مندوب یا مستحب سے مراد وہ فعل ہے کہ جس کا شارع نے مکلّف سے مطالبہ کیا ہو لیکن اسے لازم قرار نہ دیا۔"

گویا کہ مستحب وہ ہوتا ہے کہ جس کے کرنے کا شارع نے مطالبہ کیا ہو لیکن اس کے کرنے کو لازم قرار نہ دیا ہو' یعنی اگر اسے کرے گا تو ثواب ملے گا اور نہ کرے گا تو گنہگار نہیں ہوگا۔ پس علامہ البانی کے چہرے کے پردے کے بارے استحباب کے موقف اور برصغیر پاک و ہند کے متجددین، نام نہاد مذہبی اسکالرز اور پروفیسروں کے موقف میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

علامہ البانی چہرے کے پردہ کے داعی ہیں اور یہ حضرات عورتوں کا پردہ اتروانے کے دعویدار، علامہ البانی چہرے کے پردے کو مستحب قرار دیتے ہیں اور یہ حضرت کبھی بدعت، کبھی تہذیبی روایت، کبھی ملاؤں کا مذہب وغیرہ۔

عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جو خواتین پردہ کرتی ہیں وہ چہرے کے ساتھ ساتھ اپنے سارے بدن کو بھی ڈھانپتی ہیں جبکہ چہرے کا پردہ نہ کرنے والی خواتین چہرے کے ساتھ ساتھ سر کے بال' گردن' سینے کا کچھ حصہ اور بازو وغیرہ بھی کھلے رکھتی ہیں۔ یہ ایسے اعضاء ہیں جن کے ڈھانپنے پر علماء کا اجماع ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سلف صالحین میں اگر کوئی چہرے کے پردے کو مستحب سمجھتا ہے تو اس معنی میں' جس کو علامہ البانیؒ کی مذکورہ بالا عبارات واضح کر رہی ہیں۔ جبکہ منکرین حجاب کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بعض سلف صالحین کی طرح چہرے کے پردے کے استحباب اور افضلیت کے قائل نہیں ہیں اور علامہ البانی کی طرح اپنی زوجہ محترمہ اور بیٹیوں کے لیے چہرے کا پردہ پسند نہیں کرتے لیکن اپنی تحریروں اور تقاریر میں جا بجا علامہ البانیؒ اور سلف صالحین کے حوالے دیتے ہیں۔

چہرے کا پردہ نہ کرنے اور مخلوط معاشرت پر مبنی قدیم و جدید معاشروں کے اخلاقی و جنسی بگاڑ کی کیا صورت حال ہے' اس بارے میں مولانا مودودیؒ نے اپنی کتاب ''پردہ'' میں عمدہ بحث کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا مودودیؒ کی اس کتاب کی جتنی تعریف کی جائے' کم ہے۔ راقم نے اپنی کتاب میں فقہی حوالے سے زیادہ بحث کی ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی شخص غیر جانبدار ہو کر مولانا مودودیؒ کی کتاب ''پردہ'' اور راقم کی مذکورہ کتاب کو بالاستیعاب پڑھ لے تو وہ چہرے کے پردے کا قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا۔

چہرے کے پردے کے بارے میں کتاب و سنت اور علمائے سنت کے اقوال کی روشنی میں ہمارا مؤقف یہ ہے کہ عورت کے لیے غیر محرموں سے اپنا چہرہ چھپانا شرعاً واجب ہے۔ جہاں تک عورت کے ہاتھوں کا معاملہ ہے تو اس بارے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ عورت کے لیے ان کو چھپانا واجب نہیں ہے۔ یہ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں داخل ہیں' ہاں بعض حالات میں عورت کے لیے اپنے ہاتھوں کا چھپانا ''سدًا للذريعة'' واجب ہو سکتا ہے۔

اسی طرح نماز اور احرام کی حالت میں عورت کے لیے اصل حکم اپنے چہرے کو کھلا رکھنا ہے لیکن ضرورت کے تحت یا فتنے کے اندیشے سے ان دونوں حالتوں میں بھی اس کے لیے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چہرے کو چھپانا جائز ہے۔☆

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سلف میں چہرے کے پردے کے بارے میں دو موقف موجود ہیں۔ بعض سلف صالحین کے نزدیک یہ واجب ہے جبکہ بعض فقہاء اس کو مستحب قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک پہلا موقف دلائل کی روشنی میں قوی اور راجح ہے اور ہم دوسرا موقف رکھنے والے علماء وفقہاء کو بھی ''عند اللہ ماجور'' سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی بساط میں اجتہاد کر کے قرآن وسنت سے اللہ کے حکم کو معلوم کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ اس کے اہل بھی تھے اور مخلص بھی تھے۔ لیکن سلف میں سے کسی عالم کا بھی ایسا قول موجود نہیں ہے کہ جس میں چہرے کے پردے کو بدعت یا ایک تہذیبی روایت کہا گیا ہو اور جو نام نہاد سکالرز چہرے کے پردے کو بدعت یا ایک تہذیبی روایت یا دین میں مشقت کہتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا ہے ﴿اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ان کو علم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے۔''

چہرے کے پردے کے بارے میں دلائل کو ہم پانچ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ سب سے پہلے ہم قرآنی دلائل، پھر احادیثِ صحیحہ، پھر آثارِ صحابہ، پھر علمائے سلف صالحین کے اقوال اور آخر میں تواترِ عملی کے دلائل پیش کریں گے۔

حافظ محمد زبیر
0300-4093026

☆ ماہنامہ ''اشراق'' اگست ۲۰۰۵ء میں ''چہرے کا پردہ'' کے عنوان سے پروفیسر خورشید عالم کا ایک مضمون شائع ہوا۔ مضمون نگار چہرے کے پردے کو بدعت قرار دینے کی طرف مائل تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

''دورِ ملوکیت میں روم اور ایران کی شہنشاہیت کے زیر اثر عورتوں کو مردوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ پردہ نشینی عرب سماج میں مروج ہو گئی اور حرم کا نظام عمل میں آ گیا۔'' (ماہنامہ اشراق: اگست ۲۰۰۵ء، ص ۳۲)

چہرے کے پردے کے سرے ہی سے انکار کے لیے جناب پروفیسر خورشید عالم نے عورت پر ہونے والے معاشرتی ظلم وستم کو بطور دلیل بیان کیا ہے۔

''عادتاً چہرے اور ہاتھوں کو کھلا رکھنا پڑتا ہے اور انھیں چھپانے کے لیے تکلف کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس کے بغیر عورت معاشرے میں انسانی حیثیت سے سرگرم عمل نہیں رہ سکتی۔ آسودہ حال لوگوں کو چھوڑ کر مسلمانوں اور غیر مسلموں میں بھاری اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کو اشغال زندگی میں مل جل کر جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ بہت ہی کم تعداد ان لوگوں کی ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معاش کے کاروبار میں مرد اور عورت کا حصہ لیے بغیر گزارہ کر سکتے ہیں۔ غربت کی ماری عورت کو گھر سے باہر نکل کر تلاش معاش میں سرگرداں رہنا پڑتا ہے۔ شہروں میں وہ گھروں میں جھاڑو پوچا کرتی ہے، سڑک پر روڑی کوٹتی ہے، سر پر اینٹیں رکھ کر تعمیر کے کام میں حصہ لیتی ہے، بھٹوں پر اینٹیں تیار کرتی ہے، دیہات میں وہ ابتدائے آفرینش سے مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہے اور کام کرتی رہے گی۔ سر پر گھاس پھونس کا گٹھا اٹھاتی ہے۔ دور دراز سے سر پر گھڑے رکھ کر پانی لاتی ہے۔ چہرے اور ہاتھ کھولے بغیر وہ یہ کام کیسے کر سکتی ہے؟''

(ماہنامہ اشراق: اگست ۲۰۰۵ء، ص ۵۲)

پروفیسر صاحب کے اس مضمون پر راقم الحروف کی طرف سے ماہنامہ ''حکمت قرآن'' میں آٹھ اقساط میں ایک بھرپور علمی و تحقیقی نقد شائع ہوا۔ ہمارے اس طویل مضمون کے تعاقب میں ماہنامہ ''اشراق'' میں پروفیسر صاحب کی طرف سے مزید سات اقساط اس موضوع پر شائع ہوئیں۔ بعد ازاں پروفیسر صاحب نے اس موضوع پر ایک کتاب ''چہرے کا پردہ: واجب یا غیر واجب'' کے نام سے مرتب کی جس میں اپنے تمام مضامین کو جمع کر دیا۔ راقم الحروف نے پروفیسر صاحب کی اس کتاب میں جمع شدہ ان کے مضامین کا محاکمہ کرتے ہوئے اس موضوع پر ایک ایسی کتاب مرتب کرنے کا فیصلہ کیا کہ جس میں چہرے کے پردے کے واجب ہونے کے بارے میں کتاب وسنت سے مثبت استدلال کے ساتھ ساتھ اب تک اٹھائے جانے والے شبہات کا ایک علمی تجزیہ بھی پیش کیا جائے۔ حجاب کو بدعت کہنے والے ہوں یا تہذیبی روایت، سب کے استدلال کا منبع و مصدر اس موضوع پر علامہ البانیؒ کی کتب ہیں اس لیے ہم نے اس کتاب میں علامہ البانیؒ کی طرف سے پیش کیے گئے دلائل کا بھی ایک بھرپور تحقیقی جائزہ لیا ہے۔ ماہنامہ ''حکمت قرآن'' دسمبر ۲۰۰۵ء اور جنوری، فروری، مارچ، اپریل، مئی، جون، اکتوبر ۲۰۰۶ء میں چہرے کے پردے پر راقم کے جو مضامین شائع ہوئے تھے، ان کی تہذیب و تنقیح اور حک و اضافے کے بعد ان کو ایک کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے اس مسئلے میں راقم کے موقف کا حوالہ دینا ہے یا اس پر کوئی علمی نقد پیش کرنی ہے۔ تو ہماری اس کتاب پر کی جائے۔ ماہنامہ ''حکمت قرآن'' میں پروفیسر خورشید عالم صاحب سے ہمارا جو مکالمہ ہوا تھا اس میں ان کی طرف سے غیر مناسب زبان استعمال کی گئی تھی جس کی وجہ سے جواباً ہمارے اسلوب میں بھی سختی کا عنصر آ گیا، جس کو بعض لوگوں نے محسوس کیا۔ اس سختی کے عنصر کو کلیتاً ختم کرنے کے لیے اس کتاب میں ہم نے پروفیسر صاحب کا نام تک نہیں لیا ہے لیکن ان کے بدعتی افکار پر علمی تنقید ممکن حد تک بہترین اسلوب میں بہر حال موجود ہے۔ ہاں! اس کتاب کے آخری باب میں کچھ اصحاب کا نام لے کر ان پر نقد کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب کا اصل موضوع پہلے پانچ ابواب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مکمل ہو گیا۔ چھٹے اور آخری باب میں صرف چند شبہات کا ازالہ ہے۔ جیوٹی وی کے اسکالر جناب غامدی صاحب چہرے کے پردے کو ایک تہذیبی روایت قرار دیتے ہیں جبکہ ان کے استاذ امام امین احسن اصلاحی اور ان کے استاذ امام حمید الدین فراہی چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں۔ جناب غامدی صاحب کے نظریات کا ہم نے اس کتاب کے آخری باب میں مفصل علمی محاکمہ کیا ہے۔

بہر حال پروفیسر خورشید صاحب کے نقد کا ہمیں یہ فائدہ ضرور ہوا کہ ان مضامین کو کتابی شکل دینے سے پہلے اس کی ایک پروف ریڈنگ مکمل ہو گئی۔ ان کے نقد کے نتیجے میں ہماری دو جگہ اصلاح ہوئی ہے۔ ایک جگہ ایک عربی عبارت کا ترجمہ نقل کرنے میں کچھ سہو ہو گیا اور دوسری جگہ ایک عربی عبارت کا حوالہ غلط نقل ہو گیا۔ بہر حال اس کتاب میں ان دونوں مقامات کی اصلاح کر لی گئی ہے اور اس اصلاح کے لیے ہم پروفیسر صاحب کے شکر گزار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باب اول

چہرے کا پردہ:
آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل اول

آیتِ جلباب

چہرے کے پردے کے وجوب پر پہلی قرآنی دلیل سورۃ الاحزاب کی درج ذیل آیت مبارکہ ہے:

﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ (الاحزاب:۵۹)

''اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیں اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو اور اہل ایمان کی عورتوں کو' کہ وہ اپنے جلباب (چادروں) کا بعض حصہ اپنے (چہروں کے) اُوپر لٹکا لیا کریں۔ان کا یہ عمل اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔''

مسلمان عورتوں اور ازواج مطہرات کے حجاب کا فرق کیوں؟

اس آیہ مبارکہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جس حجاب کا حکم ازواج مطہرات کو دیا جا رہا ہے اسی حجاب کا حکم عام مسلمان عورتوں کو دیا جا رہا ہے' اور ہم یہ بات پہلے بیان کر چکے ہیں کہ:

''تمام علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ازواج مطہرات کے حجاب میں چہرے کا پردہ واجب تھا۔''

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی آیت مبارکہ سے اور ایک ہی صیغہ ''يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ'' سے ازواجِ مطہرات کے لیے چہرے کا پردہ واجب ثابت ہو رہا ہو اور عام مسلمان عورتوں کے لیے مستحب؟ اگر ازاواج مطہرات کے لیے اس آیت مبارکہ سے چہرے کا پردہ واجب ثابت ہو رہا ہے تو تمام مسلمان عورتوں کے لیے بھی واجب ہوگا جبکہ اگر ازواج مطہرات کے لیے اس آیت مبارکہ سے چہرے کے پردے کا استحباب ثابت ہو رہا ہے تو سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی چہرے کا پردہ مستحب ہوگا۔

بعض منکرین حجاب اور قائلین استحباب حجاب کا خیال یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ میں چہرے کے پردے کا ذکر نہیں ہے اور جلباب عربوں کے ہاں چہرے کو ڈھانپنے کے لیے استعمال ہی نہیں ہوتا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ مؤقف قطعاً غلط ہے۔اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱)جلباب مع الإدناء کا مفہوم

''جلباب مع الإدناء'' سے مراد تمام بدن کے ساتھ چہرے کو بھی ڈھانپنا ہے جبکہ اس کے برعکس منکرین حجاب اور قائلین استحباب حجاب اپنے مقالہ جات میں لمبی چوڑی لغوی بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ''چہرے کو ڈھانپنا جلباب کے مقصد میں قطعی شامل نہیں ہے۔'' ہم ان علماء سے یہی گزارش کریں گے کہ وہ معاجم لغویہ کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کا بھی مطالعہ فرمالیں تاکہ جلباب کے لغوی معنی کے بالمقابل اس کے شرعی معنوں سے بھی ان کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ مثلاً زکوۃ' صلوۃ' صوم' حج' اعتکاف وغیرہ کا جو لغوی معنی ہے وہی اس کا شرعی معنی نہیں ہے۔ ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی جو مراد ہے وہ لغت کی کسی کتاب سے نہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث سے ملے گی۔ کسی بھی لغت کی کتاب میں یہ نہیں ملے گا کہ قرآن میں موجود لفظ صلاۃ سے مراد ان اوقات میں اتنی رکعات کچھ متعین هیئات اور الفاظ کے ساتھ ادا کرنا ہیں۔ بلکہ صلاۃ کا یہ مفہوم ہمیں احادیث سے ملتا ہے۔ اسی طرح قرآن کے ہر لفظ کو سمجھنے کے لیے لغت کی کتابوں سے پہلے احادیث کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے کہ وہاں وہ لفظ کن معانی میں اللہ کے رسول ﷺ یا صحابہ کرام نے استعمال کیا ہے' کیونکہ قرآن صحابہ کرام کی زبان میں نازل ہوا ہے نہ کہ لسان العرب' مقاییس اللغۃ' کتاب العین' القاموس المحیط' تاج العروس اور صحاح کی زبان میں۔ اس لیے جب ہم جلباب کے معانی متعین کرنے کے لیے احادیث مبارکہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بدن کے علاوہ چہرے کو ڈھانپنا بھی شامل ہے اور جلباب انہی معنوں میں عہد نبوی میں معروف تھا۔ اس کی دلیل بخاری کی درج ذیل روایت ہے جس میں واقعہ افک کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہؓ صفوان بن معطلؓ کے بارے میں فرماتی ہیں:

فعرفني حين رآني وكان رآني قبل الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين عرفني' فخمرت وجهي بجلبابي'' (۹)

''تو انہوں نے مجھے پہچان لیا جب مجھے دیکھا اور وہ مجھے حجاب کے حکم کے نزول سے پہلے دیکھا کرتے تھے۔ پس میں ان کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے کی وجہ سے بیدار ہو گئی تو میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب (چادر) سے ڈھانپ لیا۔''

بخاری کی اس نص کے بعد لغت کی کتابوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ جلباب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چہرے کو ڈھانپنے کے لیے استعمال نہیں ہوتا تھا' ایک لا حاصل اور لا یعنی تحقیق ہے کیونکہ اصولِ تفسیر کا پہلا اور بنیادی اصول یہ ہے کہ الفاظ قرآنیہ کے اصطلاحی اور شرعی معنوں کی تعیین کے لیے احادیث مبارکہ کو لغت' عقل اور ادب جاہلی وغیرہ جیسے دوسرے اصول تفاسیر پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہے۔ چنانچہ اس حدیث کے مطابق جلباب عہد نبوی میں چہرے کو ڈھانپنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا' اور حضرت عائشہؓ امام راغب' ابن منظور الافریقی' ابن فارس' امام خلیل' علامہ جوہری اور علامہ زمخشری وغیرہ سے زیادہ عربی زبان کو جاننے والی تھیں۔

بعض منکرین حجاب ''فخمرت وجهي بجلبابي'' کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ یہ حدیث تو ازواج مطہرات کے لیے خاص ہے۔ اس کے جواب میں ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ''بجلبابي'' کا قرینہ اس کے عموم کو ثابت کر رہا ہے' کیونکہ حضرت عائشہؓ نے اپنا چہرہ چھپانے کے لیے لفظ ''جلباب'' استعمال کیا جس کا ذکر صرف اسی آیت مبارکہ میں ہے اور یہ آیت صرف ازواجِ مطہرات کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہے' جیسا کہ اس کے الفاظ ''وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ'' سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲) ''يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ'' اور مفسرین کی آراء

تقریباً تمام متقدمین اور متاخرین مفسرین نے ''جلباب مع الإدناء'' سے مراد چہرے کا پردہ لیا ہے۔ ان مفسرین میں بعض فقہاء بھی ہیں جیسے امام طبری' امام ابوبکر جصاص' امام ابن العربی' امام قرطبی وغیرہ اور بعض لغت کے امام ہیں جیسے ابو زکریا الفراء' علامہ زمخشری وغیرہ۔ اس لیے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ صرف مفسرین کی آراء ہیں بلکہ ان میں بہت سے اگر فقیہ ہیں تو بعض لغت کے امام بھی ہیں' بعض محدث ہیں تو بعض درجہ اجتہاد پر فائز ہیں۔

۱) تفسیر طبری' امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری' المتوفی ۳۱۰ھ

لا تتشبهن بالإماء في لباسهن إذا هن خرجن من بيوتهن لحاجتهن' فكشفن شعورهن ووجوههن ولكن ليدنين عليهن من جلابيبهن لئلا يعرض لهن فاسق' إذا علم أنهن حرائر بأذى من قول (۱۰)

''جب وہ مسلمان عورتیں اپنی ضرورت کے تحت گھروں سے نکلیں تو لونڈیوں کے ساتھ لباس میں مشابہت اختیار کرتے ہوئے اپنے بالوں اور چہروں کو کھلا نہ رکھیں' بلکہ اپنے اوپر اپنی چادروں کو لٹکا لیا کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور فاسقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی اذیت دہ باتوں سے بچ سکیں۔''

یہ ابن جریر طبری کی اپنی رائے ہے۔ اس کے بعد ابن جریر طبری نے اس بارے میں علماء کے اقوال نقل کیے ہیں، جن کو ہم یہاں بیان نہیں کر رہے۔ یہاں پر ہمارا اصل مقصد ابن جریر طبری کی رائے بیان کرنا ہے اور وہ اس عبارت میں بالکل واضح ہوگئی ہے۔

۲) معانی القرآن، ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء، المتوفی ۲۰۷ھ

والجلباب الرداء حدثنا أبو العباس، قال حدثنا محمد قال حدثنا الفراء قال حدثني يحيى بن المهلب أبو كدينة عن ابن عون عن ابن سيرين في قوله ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ هكذا : قال تغطى إحدى عينيها وجبهتها والشق الآخر الا العين(۱۱)

''جلباب سے مراد چادر ہے۔ ہم سے ابوالعباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام فراء نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے یحییٰ بن مہلب نے بیان کیا، وہ ابن عون سے اور وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کے بارے میں کہ انہوں نے (ابن سیرین نے) کہا کہ وہ (عورت) اپنی ایک آنکھ اور اپنی پیشانی کو ڈھانپے گی اور دوسری طرف کو بھی ڈھانپے گی سوائے ایک آنکھ کے۔''

۳) احکام القرآن، ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص، المتوفی ۳۷۰ھ

قال أبو بكر في هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين ......وفيها دلالة على أن الأمة ليس عليها بستر وجهها وشعرها لأن قوله تعالى ﴿وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ظاهره أنه أراد الحرائر(۱۲)

''ابوبکر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ نوجوان عورت کو اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے...... اور اس آیت میں اس بات کی طرف بھی رہنمائی موجود ہے کہ لونڈی پر اپنے چہرے اور بالوں کو چھپانا ضروری نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ یہاں مراد آزاد مسلمان عورتیں ہیں۔''

۴) تفسیر بغوی، ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی، المتوفی ۵۱۶ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ جمع الجلباب وهو الملاءة التى تشتمل به المرأة فوق الدرع والخمار وقال ابن عباس وأبوعبيدة أمر نساء المؤمنين أن يغطين رؤوسهن ووجوههن بالجلابيب إلا عيناً واحدة ليعلم أنهن حرائر (١٣)

''جلابیب' جلباب کی جمع ہے اور یہ وہ چادر ہے جسے عورت اپنی قمیص اور دوپٹے کے اوپر اوڑھتی ہے اور ابن عباس اور ابوعبیدہ نے کہا کہ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سر اور چہروں کو اپنے جلباب (چادر) سے ڈھانپیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد ہیں۔''

۵) الکشاف' ابوالقاسم جاراللہ محمد بن عمر الزمخشری الخوارزمی' المتوفی ۵۳۸ھ

ومعنى ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ يرخينها عليهن ويغطين بها وجوههن وأعطافهن يقال إذا زل الثوب عن وجه المرأة "أدنى ثوبك على وجهك"...فان قلت ما معنى (من) فى (من جلابيبهن) قلت هو للتبعيض إلا: أن يكون معنى التبعيض محتمل وجهين أحدهما: أن يتجلببن ببعض ما لهن من الجلابيب والمراد أن لا تكون الحرة متبذلة فى درع وخمار كالأمة والماهنة الخادمة ولها جلبان فصاعدا فى بيتها والثانى: أن ترخى المرأة بعض جلبابها وفضله على وجهها تتقنع حتى تتميز من الأمة (١٤)

''اور ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ ان جلابیب کو اپنے اوپر لٹکا لیں اور ان کے ذریعے اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں' کیونکہ جب عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے پر لٹکا لو......پس اگر تو یہ سوال کرے کہ ''من جلابيبهن'' میں ''من'' کا کیا مطلب ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ ''من'' یہاں تبعیض کے لیے ہے اور یہ ذہن میں رہے کہ یہاں تبعیض میں دو احتمالات ہیں۔ایک تو یہ کہ عورت کے پاس جو بہت سارے جلابیب ہیں ان میں سے ایک جلباب اوڑھ لے یعنی مراد یہ ہے کہ آزاد عورت لونڈی اور پیشہ ور خادمہ کی طرح (چہرہ کھلا رکھتے ہوئے صرف) ایک لمبی قمیص اور اوڑھنی میں باہر نہ نکلے جبکہ اس کے پاس گھر میں دو یا اس سے زائد جلباب موجود ہوں۔دوسرا مفہوم یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عورت اپنے ایک ہی جلباب کا بعض حصہ اپنے چہرے پر لٹکا لے یعنی گھونگھٹ نکال لے تا کہ اس میں اور لونڈی میں فرق ہو سکے۔''

۶) زاد المسیر' امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی البغدادی' المتوفی ۵۹۷ھ

قوله تعالىٰ ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ قال ابن قتيبة :يلبسن الأردية. وقال غيره :يغطين رؤوسهن ووجوههن ليعلم أنهن حرائر(۱۵)

''ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چادریں اوڑھ لیں' جبکہ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپ لیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔''

۷) التفسیر الکبیر' امام فخرالدین رازی' المتوفی ۶۰۶ھ

ويمكن أن يقال المراد يعرفن أنهن لا يزنين لأن من تستر وجهها مع أنه ليس بعورة لا يطمع فيها أنها تكشف عورتها فيعرفن أنهن مستورات لا يمكن طلب الزنا منهن(۱۶)

''اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات کہی جائے کہ ان کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ زانی عورتیں نہیں ہیں' کیونکہ جس نے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا اس کے باوجود کہ وہ ستر میں داخل نہیں ہے' اس سے یہ اُمید کبھی نہ کی جائے گی کہ وہ اپنے ستر کو کسی کے سامنے کھول دے گی' پس ان کو پہچان لیا جائے گا کہ وہ پردے والی عورتیں ہیں اور ان سے زنا کا مطالبہ بھی ممکن نہ ہوگا۔''

۸) تفسیر بیضاوی' قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی الشافعی المتوفی ۶۹۲ھ

يغطين وجوههن وأبدانهن بملاحفهن إذا برزن لحاجة ومن للتبعيض فإن المرأة ترخي بعض جلبابها وتتلفع ببعض(۱۷)

''وہ اپنے چہروں اور بدنوں کو اپنی چادروں سے ڈھانپ لیں جبکہ وہ کسی حاجت کے لیے باہر نکلیں اور ''مِنْ'' یہاں پر تبعیض کے لیے ہے' یعنی عورت اپنی چادر کے بعض حصے کو لٹکا لے اور بعض کو لپیٹ لے۔''

۹) تفسیر نسفی' امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی' المتوفی ۷۰۱ھ

ومعنى ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ يرخينها عليهن ويغطين بها

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وجوههن وأعطافهن يقال إذا زال الثوب عن وجه المراة "أدن ثوبك على وجهك"(۱۸)

''﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ جلابیب (چادروں) کو اپنے اوپر لٹکا لیں اور اُن سے اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں۔ اگر عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے پر لٹکا لو۔''

۱۰) تفسیر خازن، امام علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی الشافعی، المتوفی ۷۲۵ھ

﴿يُدْنِينَ﴾ أى يرخين ويغطين ... قال ابن عباس أمر نساء المؤمنين أن يغطين رؤوسهن ووجوههن بالجلابيب إلا عيناً واحدة ليعلم أنهن حرائر(۱۹)

''﴿يُدْنِينَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ لٹکائیں یا ڈھانپیں... (آگے چل کر اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں) ابن عباسؓ نے کہا کہ اہل ایمان کی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے سروں اور چہروں کو اپنی چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔''

۱۱) البحر المحیط، امام محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی، متوفی ۷۵۴ھ

وعليهن شامل لجميع أجسادهن أو عليهن على وجوههن لأن الذى كان يبدو منهن فى الجاهلية هو الوجه(۲۰)

''اور ﴿عَلَيْهِنَّ﴾ ان عورتوں کے سارے جسم کو شامل ہے یا 'علیھن' سے مراد صرف چہرہ ہے، کیونکہ جاہلیت میں عورتیں جس چیز کو ظاہر کرتی تھیں وہ چہرہ ہی تو تھا۔''

۱۲) تفسیر قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، المتوفی ۶۷۱ھ

لما كانت عادة العربيات التبذل وكن يكشفن وجوههن كما يفعل الاماء وكان ذلك داعية إلى نظر الرجال اليهن، وتشعب الفكرة فيهن، أمر الله رسوله ﷺ أن يأمرهن بإرخاء الجلاليب عليهن إذا أردن الخروج إلى حوائجهن(۲۱)

''چونکہ عرب خواتین میں (دورِ جاہلیت کا) کچھ چھچھورا پن باقی تھا اور وہ لونڈیوں کی طرح اپنے چہروں کو کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی طرف دیکھنے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ان کے حوالے سے منتشر خیالی کا باعث بن رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ان کو اپنے اوپر چادریں لٹکانے کا حکم دیں جب بھی وہ اپنی ضرورت کے تحت باہر نکلنے کا ارادہ کریں۔''

۱۳) تفسیر ابن کثیر' حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر' متوفی ۷۷۴ھ

وقال محمد بن سيرين سألت عبيدة السلماني عن قول الله عزوجل ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ فغطى وجهه ورأسه وأبرز عينه اليسرى(۲۲)

''محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے (اس آیت کی عملی تفسیر بتاتے ہوئے) اپنا چہرہ اور سر ڈھانپ لیا اور اپنی بائیں آنکھ کو ظاہر کیا۔''

۱۴) تفسیر جلالین' امام جلال الدین محمد بن احمد المحلی، متوفی ۸۶۴ھ و امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

أى يرخين بعضها على الوجوه إذا خرجن لحاجتهن إلا عيناً واحدة(۲۳)

''یعنی وہ ان چادروں کا بعض حصہ اپنے چہروں پر ڈال لیں جب وہ کسی حاجت کے لیے نکلیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔''

۱۵) اللباب فی علوم القرآن' ابوحفص عمر بن علی بن عادل الدمشقی الحنبلی' متوفی ۸۶۰ھ

قال ابن عباس و أبوعبيدة من نساء المؤمنين أن يغطين رؤوسهن ووجوههن بالجلاليب إلا عيناً واحدة ليعلم أنهن حرائر(۲٤)

''ابن عباسؓ اور ابوعبیدۃ نے ''نساء المؤمنين'' کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اپنے سر اور چہرے چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے' تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔''

۱۶) نظم الدرر' برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی' متوفی ۸۸۵ھ

﴿يُدْنِينَ﴾ أى يقربن ﴿عَلَيْهِنَّ﴾ أى على وجوههن وجميع أبدانهن فلا يدعن شيئاً منها مكشوفاً(۲٥)

''﴿يُدْنِينَ﴾ یعنی وہ قریب کریں ﴿عَلَيْهِنَّ﴾ یعنی اپنے چہروں اور اپنے تمام جسم پر اور کسی چیز کو بھی کھلا نہ چھوڑیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۷) تفسیر ابن عطیہ' ابو محمد عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمٰن بن عطیہ الاندلسی، متوفی ۵۴۲ھ

لما كانت عادة العربيات التبذل في معنى ''الحجبة'' وكن يكشفن وجوههن كما تفعل الإماء وكان ذلك داعياً إلى نظر الرجال إليهن وتشعب الفكرة فيهن أمر الله ورسوله ﷺ يامرهن بإدناء الجلابيب ليقع تسترهن ويبين الفرق بين الإماء والحرائر' فتعرف الحرائر بسترهن (۲۶)

''چونکہ عرب خواتین کی (دورِ جاہلیت کی) عادات میں سے چھچھوراپن ابھی باقی تھا اور اسی کو وہ پردہ خیال کرتی تھیں اور وہ اپنے چہروں کو لونڈیوں کی طرح کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی طرف دیکھنے اور منتشر خیالی کا باعث بن رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ ان کو چادریں لٹکانے کا حکم دیں تاکہ وہ مستور ہوں اور آزاد عورتوں اور لونڈیوں کے درمیان فرق واضح ہو جائے اور ان کے مستور ہونے کے سبب ان کو آزاد عورتیں خیال کیا جائے۔''

۱۸) تفسیر ابن عاشورا' الشیخ محمد طاہر ابن عاشورا المالکی التونسی، متوفی ۱۳۹۳ھ

وكان عمر بن الخطاب مدة خلافته يمنع الإماء من التقنع كي لا يلتبسن بالحرائر ويضرب من تتقنع منهن بالدرة ثم زال ذلك بعده(۲۷)

''حضرت عمر بن خطابؓ اپنے دورِ خلافت میں لونڈیوں کو نقاب پہننے سے منع کرتے تھے' تاکہ آزاد عورتوں سے ان کی مشابہت نہ ہو اور جو بھی ان میں سے نقاب اوڑھتی اس کو کوڑے سے مارتے تھے' پھر ان کے بعد یہ عمل ختم ہو گیا۔''

۱۹) فتح القدیر' محمد بن علی بن محمد الشوکانی' متوفی ۱۲۵۰ھ

قال الواحدي : قال المفسرون يغطين وجوههن و رؤوسهن إلا عيناً واحدة فيعلم أنهن حرائر فلا يعرض لهن بأذى (۲۸)

''واحدی نے کہا ہے کہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ اپنے چہرے اور اپنے سر ڈھانپ لیں سوائے ایک آنکھ کے تاکہ یہ جان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔''

۲۰) روح المعانی' ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی' متوفی ۱۲۷۰ھ

والظاهر أن المراد ''بعليهن'' على جميع أجسادهن وقيل : على

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رؤوسهن أو على وجوههن لأن الذى كان يبدومنهن فى الجاهلية هو الوجه واختلف فى كيفية هذا التستر(۲۹)

''اور ظاہر میں ''عَلَيْهِنَّ'' سے مراد سارا جسم ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اپنے سروں یا چہروں پر ڈال لو' کیونکہ دَورِ جاہلیت میں عورتیں جس چیز کو ظاہر کرتی تھیں وہ ان کا چہرہ تھا لیکن چہرہ ڈھانپنے کی اس کیفیت میں مفسرین کا اختلاف ہے۔''

۲۱) فتح البیان' صدیق بن حسن بن علی بن الحسین القنوجی البخاری' المتوفی ۱۳۰۷ھ

قال الواحدى : قال المفسرون يغطين وجوههن ورؤوسهن إلا عيناً واحدة فيعلم أنهن حرائر فلا يعرضن لهن باذى وبه قاله ابن عباس(۳۰)

''واحدی نے کہا ہے کہ مفسرین نے کہا کہ وہ عورتیں اپنے چہرے اور سر ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے اور یہی ابن عباس کا بھی قول ہے۔''

۲۲) تفسیر نووی' محمد بن عمر الجاوی' متوفی ۱۸۹۸ م

(اَدْنٰى) أى أحق بأن يعرفن أنهن حرائر وأنهن مستورات لا يمكن طلب الزنا منهن لأن من ستر وجهها لا يطمع فيها أن تكشف عورتها(۳۱)

''ادنیٰ'' سے مراد یہ ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اس حال میں کہ انہوں نے اپنے آپ کو چھپایا ہو۔ایسی صورت میں ان سے زنا کا مطالبہ بھی ممکن نہیں ہے' کیونکہ جو عورت اپنے چہرے کو ڈھانپ لے اس کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنا ستر کھولے گی۔''

۲۳) تفسیر مراغی' شیخ الأزہر علامہ احمد بن مصطفیٰ المراغی

﴿يُدْنِيْنَ﴾ أى يرخين ويسدلن ويقال للمراة إذا زل الثوب عن وجهها ''أدنى ثوبك على وجهك'' أى أقرب(۳۲)

''﴿يُدْنِيْنَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ (اپنی چادریں) لٹکا لیں۔عورت کا کپڑا جب اس کے چہرے سے ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے کے قریب کر۔''

۲۴) تفسیر سعدی' شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی' متوفی ۱۳۷۶ھ

أى يغطين بها وجوههن وصدورهن(۳۳)

''یعنی اپنے چہرے اور سینے ان (جلابیب) کے ساتھ ڈھانپ لیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۲۵) اضواء البیان' محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطی' متوفی ۱۳۹۳ھ

ومن أدلة القرآنية على احتجاب المرأة وسترها جميع بدنها حتى وجهها قوله تعالى ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ فقد قال غير واحد من أهل العلم أن معنى يدنين عليهن من جلابيبهن' أنهن يسترن جميع بدنهن ووجوههن(۳٤)

''عورت کے حجاب اور پورے بدن حتیٰ کہ چہرے کو بھی ڈھانپنے کے قرآنی دلائل میں ایک دلیل یہ آیت مبارکہ ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ بھی ہے اور بہت سارے اہل علم نے کہا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں اپنے سارے بدن اور چہرے کو ڈھانپیں گی۔''

۲۶) تفسیر ثنائی' ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ﴾ أى على وجوههن(۳۵)

''اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکالیا کریں' یعنی اپنے چہروں پر۔''

۲۷) تفسیر مظہری' قاضی ثناء اللہ المظہری النقشبندی' المتوفی ۱۲۲۵ھ

قال ابن عباس وأبوعبيدة أمر نساء المؤمنين أن يغطين رؤسهن ووجوههن بالجلابيب إلا عيناً واحدا ليعلم أنهن الحرائر و "من" للتبعيض لأن المرأة ترخي بعض جلبابها (۳٦)

''ابن عباس اور ابوعبیدۃ وغیرہ کا قول ہے کہ اہل ایمان کی عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سر اور چہرے اپنی چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے' تا کہ یہ جان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔ اور ''من'' تبعیض کے لیے ہے' کیونکہ عورت اپنی چادر کا بعض حصہ (اپنے چہرے پر) لٹکاتی ہے۔''

۲۸) أیسر التفاسیر' الشیخ ابوبکر جابر الجزائری

يدنين عليهن من جلابيبهن أى يرخين على وجوههن الجلباب حتى لا يبدو من المرأة إلا عين واحدة تنظر بها الطريق إذا خرجت لحاجة (۳۷)

''﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کا مطلب ہے کہ وہ جلباب اپنے چہرے پر اس طرح لٹکالیں کہ سوائے ایک آنکھ کے عورت کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے تا کہ جب وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلے تو رستہ دیکھ سکے۔"

۲۹)البحر المدید' ابوالعباس احمد بن محمد بن المھدی ابن عجیبہ الحسنی' متوفی ۱۲۲۴ھ

"يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ" أي يرخين على وجوههن من جلابيبهن فيغطين بها وجوههن (۳۸)

"﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے جلباب کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر لٹکا لیں، اور اس سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیں۔"

۳۰)التفسیر المنیر' ڈاکٹر وھبہ الزحیلی

(يدنين)الإدناء التقريب والمراد الإرخاء والسدل على الوجه والبدن وستر الزينة ولذا عدى بعلى...ومن للتبعيض فإن المرأة تغطي بعض جلبابها وتتلفع ببعض والمراد يرخين بعضها على الوجوه إذا خرج لحاجتهن الا شيئاً قليلا كعين واحدة (۳۹)

" ﴿يُدْنِيْنَ﴾ إدناء سے مراد چہرے اور سارے بدن پر لٹکانا ہے اور زینت کو چھپانا ہے' اسی وجہ سے اسے 'علی' کے ساتھ متعدی کیا گیا...اور 'من' تبعیض کے لیے ہے کیونکہ عورت اپنے جلباب کے بعض حصے سے اپنا چہرہ ڈھانپتی ہے اور بعض حصے سے اپنے جسم کو لپیٹتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب عورتیں گھر سے باہر کسی ضرورت کے تحت نکلیں تو اپنے جلباب کے ایک حصے کو اپنے چہروں پر لٹکا لیا کریں سوائے ایک آنکھ کھلی رکھنے کے۔"

یہ تو علمائے متقدمین و متاخرین کی عربی تفاسیر تھیں۔ اب ہم عصر حاضر کے مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے علماء کی اردو تفاسیر کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

۳۱)معارف القرآن' مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

"اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کو جب کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے نکلنا پڑے تو بھی چادر سے تمام بدن چھپا کر نکلیں اور اس چادر کو سر کے اوپر سے لٹکا کر چہرہ بھی چھپا کر چلیں۔ مروّجہ برقع بھی اس کے قائم مقام ہے۔" (۴۰)

۳۲)تفہیم القرآن' سید ابوالاعلیٰ مودودی

"موجودہ زمانے کے بعض مترجمین اور مفسرین مغربی مذاق سے مغلوب ہو کر اس لفظ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ صرف ''لپیٹ لینا'' کرتے ہیں تاکہ کسی طرح چہرہ چھپانے کے حکم سے بچ نکلا جائے' لیکن اللہ تعالیٰ کا مقصود اگر وہی ہوتا جو یہ حضرات بیان کرنا چاہتے ہیں تو وہ ''یُدْنِیْنَ اِلَیْھِنَّ'' فرماتا۔ جو شخص بھی عربی زبان جانتا ہو وہ کبھی یہ نہیں مان سکتا کہ ''یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ'' کے معنی محض لپیٹ لینے کے ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں ''مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ'' کے الفاظ یہ معنی لینے میں اور زیادہ مانع ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں ''مِنْ'' تبعیض کے لیے ہے' یعنی چادر کا ایک حصہ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ لپیٹی جائے گی تو پوری چادر لپیٹی جائے گی نہ کہ اس کا محض ایک حصہ۔ اس لیے آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر ان کا ایک پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں جسے عرفِ عام میں گھونگھٹ ڈالنا کہتے ہیں۔''(٤١)

۳۳) ترجمان القرآن' مولانا ابوالکلام آزاد

''آیت ۵۹ میں حجاب یعنی پردہ کے احکام بیان فرمائے ہیں جو تمام مسلمان عورتوں کے لیے یکساں طور پر واجب ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر ڈال کر اپنا منہ چھپا لیا کریں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں۔ جمہور صحابہ و تابعین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔''(٤٢)

۳۴) تدبر قرآن' مولانا امین احسن اصلاحی

''قرآن نے اس ''جلباب'' سے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمان خواتین گھروں سے باہر نکلیں تو اس کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تاکہ چہرہ بھی فی الجملہ ڈھک جائے اور انہیں چلنے پھرنے میں زحمت پیش نہ آئے۔ یہی ''جلباب'' ہے جو ہمارے دیہاتوں کی شریف بڑی بوڑھیوں میں اب بھی رائج ہے اور اسی نے فیشن کی ترقی سے اب برقع کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس برقعہ کو اس زمانے کے دلدادگانِ تہذیب اگر تہذیب کے خلاف قرار دیتے ہیں تو دیں' لیکن قرآن مجید میں اس کا حکم نہایت واضح الفاظ میں موجود ہے جس کا انکار صرف وہی برخود غلط لوگ کر سکتے ہیں جو خدا اور رسولؐ سے زیادہ مہذب ہونے کے مدعی ہیں۔''(٤٣)

۳۵) ضیاء القرآن' پیر کرم شاہ الازہری

''اے نبی مکرمؐ! آپؐ اپنی ازواجِ مطہرات' اپنی دخترانِ پاک نہاد اور ساری مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دیں کہ جب وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو ایک بڑی چادر سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ لیا کریں۔ پھر اس کا ایک پلو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں تا کہ دیکھنے والوں کو پتا چل جائے کہ یہ مسلمان خاتون ہے۔ اس طرح کسی بد باطن کو تمھیں ستانے کی جرأت نہ ہوگی۔''(٤٤)

۳۶) تفسیر احسن البیان' مولانا صلاح الدین یوسف

''جلابیب' جلباب کی جمع ہے جو ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا بدن ڈھک جائے۔ اپنے اوپر چادر لٹکانے سے مراد اپنے چہرے پر اس طرح گھونگھٹ نکالنا ہے کہ جس سے چہرے کا بیشتر حصہ بھی چھپ جائے اور نظریں جھکا کر چلنے سے اسے راستہ بھی نظر آنا چاہیے۔''(٤٥)

۳۷) معارف القرآن' مولانا محمد ادریس کاندھلوی

''اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گھر سے نکلتے وقت عورت کو اپنا سر اور چہرہ اور بدن چھپانا ضروری ہے کہ کسی کو اس کا چہرہ نظر نہ آئے اور یہی پردہ مروجہ ہے جو شروع اسلام سے اب تک مسلمانوں میں رائج ہے جس کو اس زمانے کے شہوت پرست ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت دے اور مسلمانوں کو اُن کے فتنے سے بچائے۔''(٤٦)

۳۸) تفسیر عثمانی' حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ﴾

''اے نبیؐ! کہہ دیجیے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ نیچے لٹکالیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔''

یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکالیں۔(٤٧)

حضرت عائشہؓ کی صحیح احادیث اور ان اڑتیس جلیل القدر مفسرین کی آراء کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ واویلا کرے کہ عربی زبان میں جلباب چہرہ ڈھانپنے کے لیے استعمال نہیں ہوتا اور اس آیت سے چہرے کا پردہ ثابت نہیں ہوتا' تو اس کو ہم یہی کہیں گے کہ تمہارے اس دعوی کے مطابق یہ تمام مفسرین عربی زبان سے ناواقف ہیں کیونکہ انھوں نے تو آیت جلباب میں ''جلباب مع الإدناء'' سے مراد چہرے کا پردہ لیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ امہات المؤمنین' بنات النبی ﷺ اور عام مسلمان عورتوں کے لیے چہرے چھپانے کے حکم کا بدرجہ وجوب' اثبات کر رہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل دوم

آیتِ زینت

اس فصل میں ہم سورۃ النور کی آیت ۳۱ کی روشنی میں چہرے کے پردے پر کچھ معروضات پیش کریں گے۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النّور: ۳۱)

''اور (اے نبیؐ!) کہہ دیں مؤمن عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں' اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ جو خود بخود ظاہر ہو جائے' اور اپنی چادروں کے پلو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (میل جول کی) عورتوں کے یا اپنے لونڈی غلام کے یا اُن زیردست مردوں کے جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں یا اُن بچوں کے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں۔ اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) مار کر نہ چلیں کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور تم سب مل کر اللہ کے ہاں توبہ کرو اے اہل ایمان! شاید کہ تم فلاح پا جاؤ۔''

یہ آیۂ مبارکہ چہرے کے پردے کے وجوب پر درج ذیل اعتبارات سے دلالت کر رہی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱) قرآن میں زینت کا مفہوم

قرآن میں زینت کا لفظ اکثر و بیشتر مادی چیزوں یعنی کپڑے اور بناؤ سنگھار کی اشیاء کے لیے استعمال ہوا ہے نہ کہ عورت کے اعضاء (چہرہ وغیرہ) کے لیے۔ چہرے کی زیب و زینت کے لیے استعمال ہونے والی اشیاء اور زیورات بھی زینت کے مفہوم میں شامل ہیں کیونکہ وہ بھی مادی اشیاء ہی ہیں' جیسا کہ درج ذیل آیات سے واضح ہو رہا ہے:

۱) ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ......﴾ (الاعراف:۳۱)

۲) ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ......﴾ (الاعراف:۳۲)

۳) ﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا......﴾ (الکهف:۷)

٤) ﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ﴾ (القصص:٦٠)

٥) ﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝﴾ (الصّٰفّٰت)

٦) ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ﴾ (النحل:۸)

۷) ﴿فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ﴾ (القصص:۷۹)

۸) ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ﴾ (الکهف:٤٦)

۹) ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ......﴾ (الحدید:۲۰)

۱۰) ﴿قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ......﴾ (طٰهٰ:۵۹)

۱۱) ﴿وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ......﴾ (طٰهٰ:۸۷)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عربی زبان کے قواعد و اسالیب کے مطابق لفظ زینت کا اطلاق مادی اشیاء پر بھی ہوتا ہے اور عورت کے اعضاء پر بھی ہو سکتا ہے لیکن اصولِ تفسیر کا یہ قاعدہ ہے کہ اگر ایک لفظ کسی ایک معنی میں قرآن میں کثرت سے استعمال ہوا ہو تو جہاں بھی اس لفظ کے معنی کے بارے میں اختلاف ہو گا تو اس لفظ کا وہی معنی مراد لیا جائے گا جس معنی میں وہ لفظ قرآن میں اکثر طور پر استعمال ہوا ہے۔ علامہ شنقیطی تفسیر القرآن بالقرآن کے اس قاعدے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وإن من أنواع البیان التی تضمنها أن یکون الغالب فی القرآن إرادة معنی معین فی اللفظ مع تکرر ذلك اللفظ فی القرآن فکون ذلك المعنی هو المراد من اللفظ فی الغالب یدل علی أنه هو المراد فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محل النزاع لدلالة غلبة إرادته في القرآن بذلك اللفظ (٤٨)

''اور انواع البیان میں سے یہ بھی ہے کہ اگر قرآن میں ایک لفظ کا کثرت سے ایک معین معنی مراد لیا گیا ہو جبکہ یہ لفظ قرآن میں کئی بار آیا ہو' تو قرآن میں اس لفظ سے اس معین معنی کا کثرت سے مراد ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جہاں بھی اس لفظ کے معنی کے بارے میں اختلاف ہوگا وہاں یہی غالب معنی مراد ہوگا۔''

چونکہ قرآن میں اکثر طور پر زینت کا لفظ کپڑوں یا بناؤ سنگھار کی مادّی چیزوں کے لیے استعمال ہوا ہے' لہٰذا ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ میں اختلاف کی صورت میں زینت سے مراد وہ ظاہری اشیاء ہیں جن کو عورت اپنی زینت کے طور پر استعمال کرتی ہے مثلاً بالیاں' کانٹے' پازیب' چوڑیاں اور ہار وغیرہ۔ اس کی تائید اس آیت کے الفاظ ''وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ'' سے بھی ہو رہی ہے' کیونکہ ان الفاظ میں زینت سے مراد قطعی طور پر مادی زینت ہی ہے۔ جب لفظ زینت سے مراد مادی زینت ہے تو پھر استثناء بھی اس چیز کا ہونا چاہیے جو کہ مادی اشیاء میں سے ہو' اس لیے ہمارے نزدیک ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ'' میں عورت کو یہ حکم ہے کہ وہ زینت کو ظاہر نہ کرے یعنی اس کو چھپائے اور ''إلا ما ظهر منها'' سے مراد ہے کہ وہ زینت جو از خود ظاہر ہو جائے اور جس کو چھپانے میں مشقت ہو مثلاً آنکھوں کا سرمہ' ہاتھوں کی مہندی اور کپڑوں کی زینت وغیرہ۔ اس زینت کا ظاہر ہونا چہرہ چھپانے کے منافی نہیں ہے۔

یہ ذہن میں رہے کہ زینت کو چھپانے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مقاماتِ زینت بھی چھپ جائیں کیونکہ جب بھی کوئی عورت اپنی زینت کو چھپائے گی تو مقاماتِ زینت از خود چھپ جائیں گے کہ جن کا چھپانا شریعت کا اصل مقصود ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ جب شریعت کا اصل مقصود مقاماتِ زینت کو چھپانا ہے تو مقاماتِ زینت کی جگہ لفظ زینت استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مقاماتِ زینت کی جگہ لفظ زینت کو استعمال کرنے میں مبالغہ ہے جیسا کہ علامہ زمخشری نے اس کی وضاحت کی ہے:

وذكر الزينة دون مواقعها للمبالغة في الأمر بالتصون والتستر (٤٩)

''مقاماتِ زینت کی بجائے زینت کے الفاظ اس لیے استعمال کیے گئے ہیں تاکہ ان مقامات کو چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کے حوالے سے حکم میں مبالغہ کیا جا سکے۔''

یعنی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ مقاماتِ زینت تو کیا اس زینت کو بھی چھپاؤ جس کو تم نے پہن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رکھا ہے باوجودیکہ اشیائے زینت کو چھپانا اصلاً مقصود نہیں ہے۔

۲) مقاصد شریعہ اور چہرے کا پردہ

اس آیہ مبارکہ (النور:۳۱) میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مؤمن عورتوں کو شرم گاہ کی حفاظت کا حکم دیا ہے جس کا مقصد نسل ونسب انسانی کی حفاظت ہے۔ نسل انسانی کی حفاظت ضروریات کی قبیل سے ہے جس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے '' وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ '' میں حفظِ فروج کا حکم دیا جبکہ اس حکم کی تکمیل کے لیے '' وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ '' میں عورت کو اپنے چہرے کی زینت کے لیے استعمال ہونے والی اشیاء کے چھپانے کا حکم دیا جس کا لازمی نتیجہ چہرے کو چھپانے کی صورت میں نکلتا ہے۔ چونکہ زنا کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب چہرے کا کھلا رکھنا بھی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے زنا سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اسباب اور ذرائع سے بھی منع کر دیا۔ ایسے احکامات کو اصولیین کی اصطلاح میں ''مکملاتِ مصالحِ شریعت'' کہتے ہیں۔ اصولیین نے مقاصد شریعہ کی بحث کرتے وقت ضروریات' حاجیات اور تحسینیات کے ساتھ ان کے ''مکملات'' کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ مکملات کی تعریف کرتے ہوئے امام شاطبی لکھتے ہیں:

شرع اللّٰہ تعالٰی أحکاما أخری لتکمیل أنواع المقاصد السابقة من ضروریات وحاجیات وتحسینیات' کالتتمة والتکملة لها(۵۰)

''اللہ تعالیٰ نے سابقہ مقاصد شریعہ ضروریات' حاجیات اور تحسینیات کی تکمیل کے کچھ اور احکامات جاری کیے ہیں جو کہ ان مقاصد کے تتمے اور تکملے کا درجہ رکھتے ہیں۔''

لہٰذا حفظِ فروج کے حکمِ ضروری کی تکمیل کے لیے اس آیہ مبارکہ کے الفاظ '' وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ '' میں عورت کے چہرے کو کھلا رکھنے سے منع فرمایا۔ عورت کا چہرہ زنا کا داعیہ ہے۔ اس کی دلیل اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے:

عن عبداللّٰہ بن عباس قال کان الفضل ردیف النبی ﷺ فجاء ت إمرأة من خثعم ' فجعل الفضل ینظر إلیها وتنظر إلیه' فجعل النبی ﷺ یصرف وجه الفضل إلی الشق الآخر (۵۱)

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ان کے بھائی فضل بن عباسؓ حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھے تھے تو خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی۔ فضل بن عباسؓ اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ اُن کی طرف دیکھنے لگی۔ اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رسول ﷺ نے فضل بن عباسؓ کا چہرہ پکڑ کر اس کا رُخ دوسری طرف پھیر دیا۔''

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ فتنے کا محل ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے پیدا ہونے والے فتنے کا فوری سدّ باب کیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس عورت کو چہرے کے پردے کا حکم کیوں نہ دیا' تو اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ عورت حالت احرام میں تھی اور حالت احرام میں اس کے لیے اپنے چہرے کو کھلا رکھنا مشروع ہے۔

۳) دلالت اَولٰی کے طریق سے

''دلالت اولیٰ'' استنباط احکام کے طریق میں سے ایک طریقہ ہے جس کو اصولیین کی اصطلاح میں دلالت نص یا فحوی خطاب یا مفہوم موافقت یا قیاس جلی بھی کہتے ہیں۔ آیت کا حصہ ''وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ'' کی دلالت اَولٰی سے چہرے کا پردہ ثابت ہوتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کے اس حصے میں مؤمن عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے سینوں کو خوب اچھی طرح ڈھانپیں اور اپنی قمیصوں پر ایک اضافی چادر ڈال لیا کریں تاکہ ان کی گردن اور سینے کے ابھار وغیرہ ظاہر نہ ہوں' اور اس طرح فتنے کے ادنیٰ سے اندیشے کو بھی ختم کیا جا سکے۔ چونکہ چہرے کو کھلا رکھنے میں سینوں پر بُکل نہ مارنے کی نسبت فتنے کا زیادہ اندیشہ ہے اس لیے چہرے کو ڈھانپنے کا حکم اس نص سے بطریق اَولٰی ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ ''وَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ'' میں بظاہر تو والدین کو اُف کہنے سے منع کیا گیا ہے لیکن دلالت اَولٰی کے طریق سے والدین کو برا بھلا کہنا' گالیاں دینا اور مارنا بھی اسی نص کے تحت منع ہے۔ حضرت عائشہؓ اس آیہ مبارکہ کے نزول کے بارے میں بیان فرماتی ہیں:

یرحم اللہ نساء المھاجرات الأول لمّا أنزل اللہ ﴿وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ﴾ شققن مروطھن فاختمرن بھا (۵۲)

''اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے! جب اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ﴾ نازل فرمائی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنا لیا۔''

اس بارے میں حافظ ابن حجر کا قول ہے:

فاختمرن أی غطین وجوھھن (۵۳)

''فاختمرن'' سے مراد ہے انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۴) فعل لازم کا استعمال

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں مطلقاً زینت کے اظہار سے منع کیا گیا ہے اور ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ یعنی سوائے اس کے جو اِس زینت میں سے خود بخود ظاہر ہو جائے' میں فعل لازم استعمال ہوا ہے جس سے مراد ایسی زینت ہے کہ جس کا چھپانا ممکن نہ ہو' جیسے کپڑے' گاؤن یا برقعے وغیرہ کی زینت۔ البتہ اگر نص میں فعل متعدی کے ساتھ ''اِلَّا مَا اَظْهَرْنَ مِنْهَا'' یعنی سوائے اس کے جو وہ اس زینت میں سے ظاہر کریں' کے الفاظ ہوتے تو ایسی صورت میں چہرے کو مستثنیٰ سمجھا جا سکتا تھا' کیونکہ چہرے کی زینت ظاہر کی جاتی ہے نہ کہ خود بخود ظاہر ہوتی ہے۔

۵) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی تفسیر

۱) ابن جریر طبری نے ''جامع البیان'' میں ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

حدثني يونس' قال أخبرنا ابن وهب' قال أخبرني الثوري' عن أبي إسحاق الهمداني' عن أبي الأحوص عن ابن مسعود قال ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: الثياب (٥٤)

''حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد کپڑے ہیں۔''

۲) امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہ روایت اس سند کے ساتھ نقل کی ہے:

أخبرني عبد الله بن محمد الصيد لاني ثنا إسمعيل بن قتيبه ثنا أبو بكر بن أبي شيبة ثنا شريك عن أبي إسحاق عن أبي الأحوص عن عبد الله ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ قال لا خلخال ولا شنف ولا قرط ولا قلادة ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال الثياب (٥٥)

''حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے زینت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے پازیب' بالیاں اور ہار وغیرہ مراد ہیں اور ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' سے کپڑے مراد ہیں۔''

بعض منکرین حجاب نے اس حدیث کی سند پر دو اعتراضات وارد کیے ہیں۔ ایک یہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کا ایک راوی ابواسحاق السبیعی ''مدلس'' راوی ہے اور عنعنہ سے روایت کر رہا ہے اور دوسرا اعتراض یہ کہ وہ ''مختلط'' ہے یعنی اپنی بیان کردہ روایات کو خلط ملط کر دیتا ہے۔ اس سند پر اعتراضات کے حوالے سے منکرین حجاب کی خدمت میں ہم چند گزارشات پیش کرتے ہیں۔

ابواسحاق اور تدلیس

امام حاکم اور امام ذہبی کی تصحیح: اس سند کو امام حاکمؒ نے ''مستدرک حاکم'' میں صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے اپنی ''تلخیص'' میں اس سند کے صحیح ہونے میں امام حاکم کی موافقت اختیار کی ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه[٥٦] ووافقه الذهبي في تلخيصه[٥٧]

''یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے' اگرچہ انہوں نے اسے اپنی کتاب میں بیان نہیں کیا۔ اور امام ذہبی نے بھی اپنی کتاب ''تلخیص'' میں امام حاکم کی موافقت اختیار کی ہے۔''

اس حدیث کی سند حد درجہ ''صحیح'' ہے۔ امام ذہبی وہ امام ہیں کہ اگر وہ کسی حدیث کی تصحیح میں امام حاکم کی موافقت اختیار کر لیں تو محقق العصر علامہ البانی جیسے علماء بھی ان کی تحقیق ہی نقل کر دیتے ہیں اور اُس حدیث کی اپنے طور پر تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ ثبوت کے لیے ''حجاب المرأة المسلمة'' کا حاشیہ دیکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ البانی نے ''حجاب المرأة المسلمة'' میں ابن مسعودؓ کا قول نقل کرنے کے بعد سکوت اختیار کیا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ علامہ البانی نے بھی اس قول کی صحت میں امام ذہبی کی تحقیق پر اعتماد کیا ہے۔

ہم یہی عرض کریں گے کہ ہمارے ناقدین صرف اتنا جانتے ہیں کہ ابواسحاق السبیعی ''مدلس'' راوی ہے اور مدلس کا عنعنہ قابل قبول نہیں' لیکن امام حاکم اور امام ذہبی جیسے جلیل القدر محدثین اس بات سے بھی خوب واقف تھے کہ فلاں مدلس راوی کا عنعنہ فلاں استاذ سے ہو تو وہ سماعت پر محمول ہوگا۔ یہ اصولِ حدیث کے فن کی وہ باریکیاں ہیں جن کا لحاظ ہمارے ہاں بہت سارے محققین نہیں رکھتے۔ لہٰذا اس حدیث کی صحت کے بارے میں منکرین حجاب کی نسبت ہم امام ذہبی اور امام حاکم کی تحقیق پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ اگرچہ امام حاکم اور امام ذہبی کے اس قول کی تصحیح کے بعد کچھ لکھنے کی ضرورت تو نہیں لیکن اطمینانِ قلب کی خاطر ہم مدلس راوی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معنعن روایات کے بارے میں اہل علم حضرات کی بعض تحقیقات پیش کیے دیتے ہیں۔

۱) **ابو اسحاق السبیعی اور امام مسلم:** امام مسلم نے ابو اسحاق کے عنعنہ کو اپنی صحیح میں قبول کیا ہے جب کہ صحیح مسلم کی صحت پر اجماع ہے۔

ذیل میں ہم صحیح مسلم کی دو احادیث کی اسناد پیش کیے دیتے ہیں جن میں امام مسلم نے ابو اسحاق کا عنعنہ نقل کیا ہے:

ا) **حد ثنا محمد بن المثنی وابن بشار واللفظ لابن المثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن أبی إسحاق عن أبی الأحوص عن عبد الله عن النبی ﷺ أنه قال :((لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ اَحَدًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ))** (۵۸)

ب) **حد ثنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن أبی إسحاق عن أبی الأحوص عن عبد الله عن النبی ﷺ أنه کان یقول :((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی))** (۵۹)

اگر مدلس راوی کا عنعنہ مطلقاً ناقابل قبول ہوتا تو صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات نہ ہوتیں۔ صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات کی موجودگی اس بات کی شاہد ہے کہ یہ مسئلہ اتنا سادہ نہیں ہے جتنا کہ بعض نام نہاد محققین نے سمجھ لیا ہے۔ اہل علم کے ہاں اس کے اصول و ضوابط ہیں جن کے مطابق بعض اوقات مدلس راوی کا عنعنہ بھی قابل قبول ہوتا ہے اور سماع پر محمول کیا جاتا ہے۔

۲) امام نووی ''صحیح مسلم'' کی شرح میں فرماتے ہیں:

أن ما فیهما وفی غیرهما من الکتب الصحیحة من المدلسین بعن محمول علی ثبوت سماعه من جهة أخری (۶۰)

''بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ صحیح کتب میں موجود مدلسین راویوں کی جو روایات ''عن'' سے منقول ہیں ان روایات کا کسی دوسری سند سے سماع ثابت ہوتا ہے۔''

۳) علامہ محمد بن ابراہیم الصنعانی اپنی کتاب تنقیح الانظار میں فرماتے ہیں:

إذا ثبت عن الثقة البصیر بالفن الفارس فیه أنه لا یقبل المدلس بعن' وأن التدلیس عند ہ مذموم' ثم رأیناه یروی أحادیث علی هذه الصفة ویحکم بصحتها کان نصه علی عدم قبولها یدل علی أنه قد عرف اتصالها من غیر تلك الطریق (۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''جب ثقہ اور فن کے ماہر سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ مدلس کا عنعنہ قبول نہیں کرتا اور تدلیس اس کے نزدیک مذموم ہے' پھر ہم دیکھیں کہ وہ مدلس راویوں کے عنعنہ کے ساتھ روایات نقل کرتا ہے اور ان کی صحت کا حکم لگاتا ہے' جبکہ وہ روایات نا قابل قبول ہوں' تو یہ طرزِ عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ روایات ایک دوسری سند سے متصل ہیں۔''

ابو اسحاق اور اختلاط

منکرین حجاب ابو اسحاق السبیعی پر ''مختلط'' ہونے کا عیب تو لگاتے ہیں' لیکن زمانۂ اختلاط کا تذکرہ گول کر جاتے ہیں۔ ابو اسحاق اپنے آخری زمانے میں مختلط ہو گیا تھا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

مکثر ' ثقة' عابد ' من الثالثة ' اختلط بآخره (٦٢)

''کثرت سے روایت کرنے والا ہے' ثقہ ہے' عابد ہے' تیسرے طبقے کا راوی ہے' اپنے آخری زمانے میں مختلط ہو گیا تھا۔''

اور امام ذہبی نے تو اس کے اختلاط کا بھی انکار کیا ہے۔ امام ذہبی ابو اسحاق السبیعی کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

من ائمة التابعین بالکوفة و اثباتهم إلا أنه شاخ ونسی ولم یختلط (٦٣)

''کوفہ کے تابعی اماموں میں سے ہیں اور ثابتین میں سے ہیں' مگر بوڑھا ہونے کی وجہ سے بھول جاتے تھے لیکن مختلط نہ تھے۔''

دوسری بات یہ ہے کہ مختلط کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ اختلاط سے پہلے کی روایات قابل قبول ہیں جبکہ اختلاط کے بعد کی روایات قابل ردّ ہیں۔ ابو اسحاق السبیعی جب اپنی عمر کے آخری حصے میں مختلط ہو گیا تو اس کے زمانۂ اختلاط میں صرف سفیان بن عیینہ نے اس سے روایات بیان کی ہیں' اس لیے ابو اسحاق کی وہ روایات جو سفیان بن عیینہ سے منقول ہیں وہ مردود ہوں گی اور اس کے ماسوا کی روایات قابل قبول ہوں گی۔ امام ذہبی فرماتے ہیں:

وقال الفسوی : قال ابن عیینة حدثنا أبو إسحاق فی المسجد لیس معنا ثالث ' وقال الفسوی: فقال بعض أهل العلم کان قد اختلط وإنما ترکوه مع ابن عیینة لاختلاطه(٦٤)

''فسوی نے کہا کہ ابن عیینہ نے کہا کہ ابو اسحاق مسجد میں ہمیں حدیث بیان کرتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور ہمارے ساتھ کوئی تیسرا نہ ہوتا تھا۔ اور فسوی نے کہا کہ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تھا اور اہل علم نے اس کے اختلاط کی وجہ سے اس کی ان روایات کو لینا چھوڑ دیا جو کہ وہ ابن عیینہ سے بیان کرتا تھا۔''

۶) آیت کا سیاق و سباق

آیت کے اس حصے ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾ میں مؤمن عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں' تا کہ ان کے پاؤں یا چال کی زینت یا پازیب وغیرہ کی جھنکار سن کر مرد اُن کی طرف متوجہ نہ ہوں' کیونکہ اس طرح عورت کی یہ مخفی زینت ظاہر ہو کر مردوں کے لیے فتنے کا باعث بن جاتی ہے۔ جو شریعت مطہرہ فتنے کے اندیشے کو بھی ختم کرنے کے لیے عورتوں کو پاؤں زمین پر مار کر چلنے سے روک رہی ہے اس شریعت کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ وہ اسی آیت میں عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دے رہی ہے' ایک عام انسان کی سمجھ سے بالاتر بات ہے۔ چہرے کی زینت بہرحال قدموں کی چاپ اور انداز کی زینت سے بہت بڑھ کر ہے' اس لیے ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کے ذریعے چہرے کا استثنیٰ کرنا قرآن کے سیاق و سباق کے خلاف ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ)) قالت أم سلمة يا رسول الله! فكيف تصنع النساء بذيولهن؟ قال: ((تُرْخِينَهُ شِبْرًا)) قالت: إذا تنكشف أقدامهن؟ قال: ((تُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا تَزِدْنَ عَلَيْهِ)) (٦٥)

''جس نے تکبر کے ساتھ اپنے کپڑے کو لٹکایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔'' تو اُمّ سلمہؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! عورتیں اپنے پلو (کپڑے کا نچلا کنارا جس کو اردو زبان میں دامن بھی کہتے ہیں) کا کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم عورتیں اسے ایک بالشت لٹکا لیا کرو۔'' حضرت اُمّ سلمہؓ نے عرض کی: تب تو ان کے پاؤں کھل جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم عورتیں اپنے پلو کو ایک ہاتھ لٹکا لیا کرو اور اس سے زیادہ نہ لٹکاؤ۔''

حضرت اُمّ سلمہؓ کا پاؤں کھلے رہ جانے کے بارے میں سوال کرنا اور آپؐ کا ان کو جواب دینا یہ ظاہر کر رہا ہے کہ پاؤں کا ڈھانپنا بھی واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ البانی نے بھی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے پاؤں کے ڈھانپنے کو واجب قرار دیا ہے اور عورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے پاؤں کو اس کے ستر میں شمار کیا ہے۔ جب پاؤں ڈھانپنے کی اس قدر تاکید قرآن و سنت میں ہے تو چہرہ ڈھانپنے کے بارے میں قرآن و سنت کیسے خاموش رہ سکتے ہیں!

۷) حضرات عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے اقوال

حضرات ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے حوالے سے جو دو اقوال "إلا ما ظهر منها" کی تفسیر میں نقل کیے جاتے ہیں، وہ ضعیف ہیں۔

ابن عباسؓ کا قول: جہاں تک ابن عباسؓ کے قول کا تعلق ہے، اس کی دو اسناد کا ہم ذکر کر دیتے ہیں:

۱) حدثنا أبو كريب قال حدثنا مروان قال حدثنا مسلم الملائی عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال" وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" قال : الكحل والخاتم(٦٦)

''ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے۔''

اس کی سند میں مسلم الملائی راوی ضعیف ہے۔ امام مزیؒ ''مسلم الملائی'' کے ترجمے میں علمائے جرح و تعدیل کے اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال عمرو بن علي : وهو منكر الحديث جدا، وقال أبوبكربن أبي خيثمة عن يحى بن معين : يقال إنه اختلط، وقال أبو زرعة: ضعيف الحديث، وقال أبو حاتم : يتكلمون فيه وهو ضعيف الحديث ، وقال البخاري: يتكلمون فيه، وقال أبو داوٗد :ليس بشيء، وقال الترمذي: ضعيف، وقال النسائي : ليس بثقة(٦٧)

''عمرو بن علی نے کہا کہ وہ بہت زیادہ منکر الحدیث ہے۔ ابن ابی خیثمہ ''یحییٰ بن معین'' سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مختلط ہے۔ ابوزرعہ نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے۔ ابوحاتم نے کہا کہ محدثین اس کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور وہ ضعیف الحدیث ہے۔ بخاری نے کہا کہ اس کے بارے میں کلام ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ترمذی نے کہا ضعیف ہے۔ نسائی نے کہا ثقہ نہیں ہے۔''

۲) امام بیہقی نے اس روایت کو درج ذیل سند کے ساتھ بیان کیا ہے:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وسعيد بن أبي عمرو، قالا حدثنا أبو العباس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محمد بن يعقوب قال حدثنا أحمد بن عبد الجبار قال حدثنا حفص بن غياث عن عبد الله بن مسلم بن هرمزعن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال : ما في الكف والوجه(٦٨)

''حضرت سعید بن جبیر' ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ''وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ...... '' کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جو ہتھیلی یا چہرے میں ہو۔''

اس حدیث کی سند میں ''احمد بن عبد الجبار'' اور ''عبداللہ بن مسلم بن ہرمز'' دو راوی ضعیف ہیں۔

احمد بن عبد الجبار کے ترجمے میں امام مزیؒ لکھتے ہیں:

قال محمد بن عبد الله الحضرمي : كان يكذب' وقال الحاكم أبو عبدالله الحافظ : ليس بالقوي عندهم' وقال أبو احمد ابن عدى: رأيت أهل العراق مجمعين على ضعفه(٦٩)

''محمد بن عبداللہ الحضرمی نے کہا کہ وہ جھوٹا تھا۔ ابو عبداللہ حافظ نے کہا کہ محدثین کے نزدیک وہ قوی نہیں ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ میں نے اہل عراق کو دیکھا کہ وہ احمد بن عبد الجبار کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔''

ابن عمرؓ کا قول: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں درج ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

شبابة بن سوار قال نا هشام بن الغاز قال نا نافع قال ابن عمر: الزينة الظاهرة الوجه والكفان(٧٠)

''حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ زینتِ ظاہرہ سے مراد چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں۔''

اس حدیث کی سند میں ''شبابہ بن سوار'' راوی ایسا ہے جس کی تضعیف اور توثیق میں علمائے جرح و تعدیل کے درمیان اختلاف ہے۔ یہ شخص عقیدے کے اعتبار سے مرجئی تھا اور اپنے اس بدعتی عقیدے کی طرف داعی بھی تھا جس کی وجہ سے امام اہل سنت امام احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر محدث نے اس کی احادیث کو مردود قرار دیا ہے۔

امام مزیؒ شبابہ بن سوار کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قال أبو حاتم :صدوق یکتب حدیثه ولا یحتج به' قال أحمد بن أبی یحیی سمعت أحمد بن حنبل وذکر شبابة فقال ترکته لم اکتب عنه للإرجاء (۷۱)

''امام ابوحاتم نے کہا ہے کہ وہ صدوق ہے اس کی حدیث لکھی جائے گی لیکن اس سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔ احمد بن ابی یحی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے سنا ہے کہ انھوں نے شبابہ کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کے مرجئی ہونے کی وجہ سے اس سے کچھ بھی نہیں لکھا۔''

۸) حضرات ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے اقوال کا صحیح مفہوم

ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے مذکورہ بالا اقوال کی علماء نے پانچ توجیہات بیان کی ہیں:

۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول زینت ممنوعہ کے بیان میں ہے نہ کہ زینت ظاہرہ کے بیان میں۔یعنی انھوں نے اپنے ان اقوال کے ذریعے ''ولا یبدین زینتھن ''کی تفسیر بیان کی ہے نہ کہ ''إلا ما ظهر منها ''کی۔

۲) ان اقوال سے مراد تو زینت ظاہرہ ہی ہے لیکن یہ وہ زینت ظاہرہ ہے کہ جس کا ظاہر کرنا چہرہ چھپانے کے منافی نہیں ہے۔مثلاً آنکھوں کا سرمہ'ہاتھوں کی مہندی اور انگوٹھی وغیرہ' جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی بعض روایات میں انھی چیزوں کا تذکرہ ہے۔

۳) ان حضرات کے نزدیک زینت ظاہرہ سے مراد تو چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں لیکن اتفاقاً ان دونوں کا کھلنا مراد ہے نہ کہ عمداً' جیسے ہوا وغیرہ سے چادر کا اڑ جانا اور ابن عمرؓ کے قول کی یہ بہترین توجیہہ ہے۔

۴) ان سے مراد گھر میں عورت کا اپنے چہرے کو کھلا رکھنا ہے' جیسا کہ ابن عباس کے ایک قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جسے ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

۵) ان سے مراد عادتاً عورت کا اپنے چہرے کو کھلا رکھنا ہے۔

آخری توجیہہ قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہے جبکہ پہلی چار اس کے سیاق وسباق کے مطابق ہیں۔اس لیے اس قول کے صحیح ثابت ہونے پر بھی اس کی صرف وہی توجیح درست ہوگی جو کہ قرآن کے سیاق وسباق کے مطابق ہو جیسا کہ ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں کہ ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' سے چہرہ مراد لینا ''وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ'' اور ''وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ'' اور ''وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ '' کے خلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۹) اگر زینت سے چہرہ مراد لیا جائے؟

اگر اس تفسیر کو صحیح مان بھی لیا جائے کہ ''اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنۡھَا'' میں چہرہ بھی داخل ہے تب بھی اس سے وہ معنی نہیں نکلتا جو منکرین حجاب نکالنا چاہتے ہیں' کیونکہ ''ظَھَرَ'' فعل لازم ہے۔ چنانچہ زیادہ سے زیادہ اس کا معنی یہ ہوگا کہ اگر ہوا یا کسی حرکت کی وجہ سے کپڑوں کو سنبھالتے ہوئے کبھی چہرہ کھل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے' جیسا کہ بعض مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ مشہور مفسر ابن عطیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

و يظهر لي بحكم الفاظ الآية أن المرأة مأمورة بألا تبدي وأن تجتهد في الإخفاء لكل ما هو زينة ويقع الاستثناء في كل ما غلبها فظهر بحكم ضرورة حركته فيما لا بدا منها أو إصلاح شان فما ظهر على هذا الوجه فهو المعفي عنه (۷۲)

''آیت کے الفاظ سے مجھے یہ لگتا ہے کہ عورت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور ہر قسم کی زینت کو اچھی طرح سے چھپانے کی کوشش کرے۔ اور استثناء سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عورت پر غالب آ جائے' مثلاً عورت کوئی ضروری حرکت کرے یا اپنا حلیہ ٹھیک کرنے کی وجہ سے اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہو جائے تو وہ معاف ہے۔''

۱۰) سورۃ النور کی آیت کا موقع ومحل

''سورۃ النور'' کی پردے کی آیات گھر کے اندر کے پردے کے متعلق ہیں نہ کہ گھر کے باہر کے پردے کے' جبکہ گھر سے باہر پردے کا ذکر ''سورۃ الاحزاب'' کی آیات میں ہے۔ ان احکامات کا آغاز ہی گھر میں داخل ہونے کے آداب بیان کرتے ہوئے ہو رہا ہے' جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ بُیُوۡتِکُمۡ حَتّٰی تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَتُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَھۡلِھَا ؕ﴾

''اے اہل ایمان اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ تم گھر والوں سے اجازت نہ لے لو اور ان کو سلام نہ کر لو۔''

قرآن کی آیات ''قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم...لعلكم تفلحون'' کو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے اس سیاق و سباق میں سمجھیں تو یہ آیت اس مسئلے میں بالکل واضح ہے کہ یہاں مؤمنین کو کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہونے کے آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی قرآن میں ستر و حجاب کے احکامات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیے گئے ہیں اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر داخل ہو تو اس کو کن آداب و قواعد کی پابندی کرنی چاہیے اور گھر کی عورتوں پر ایسی صورت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ احکام سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں۔''(۷۳)

یعنی اس آیۂ مبارکہ میں گھر میں کثرت سے داخل ہونے والے نامحرم رشتہ دار مثلاً بہنوئی' داماد' خالو' پھوپھا وغیرہ کے بارے میں گھر کی خواتین کو کچھ اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں۔ چونکہ گھر میں رہتے ہوئے ان قریبی رشتہ داروں کے سامنے زینت کے اظہار کا امکان زیادہ تھا اس لیے خواتین کو ان حضرات کے سامنے زینت کے اظہار سے روک دیا گیا اور مردوں کو کسی کے گھر میں داخل ہوتے وقت غض بصر کا حکم دیا گیا کیونکہ گھر میں کام کاج کے دوران عورت کی زینت کے اظہار اور ستر کے کھل جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا مردوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا۔ اس سے یہ اشکال بھی رفع ہو جاتا ہے کہ جب عورت کو چہرہ چھپانے کا حکم ہے تو مردوں کو غض بصر کا حکم جاری کرنے کا کیا معنی ہے۔ مردوں کو درحقیقت انہی مخصوص مقامات کے حوالے سے غض بصر کا خصوصی حکم جاری کیا گیا ہے جن کا تذکرہ ہم نے اوپر کیا ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ گھر کے دوسرے محرم رشتہ داروں کی فہرست بھی بیان کر دی گئی کہ جن کے سامنے زینت کا اظہار اور کسی حد تک ستر کا کھلا رکھنا مثلاً بال' گردن اور بازو وغیرہ جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے نزدیک بھی اس آیت کا موقع و محل گھر ہی ہے اور عورت کو گھر میں داخل ہونے والے غیر محرم مردوں کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر کرنے سے روکا گیا ہے۔ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں ابن عباسؓ کا قول نقل کرتے ہیں:

حدثنی علی قال ثنی عبداللہ قال ثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس قولہ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ قال: الزینۃ الظاھرۃ والوجہ' وکحل العین وخضاب الکف والخاتم فھذہ تظھر فی بیتھا لمن دخل من الناس علیھا (۷۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''حضرت ابن عباسؓ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ زینت سے مراد ظاہری زینت ہے اور چہرہ' آنکھوں کا سرمہ' ہاتھ کی مہندی اور انگوٹھی بھی اس میں شامل ہیں اور یہ زینت وہ ہے جو عورت ان لوگوں کے سامنے ظاہر کرتی ہے جو اس کے گھر میں داخل ہوتے ہیں (لہٰذا اس زینت کے ظاہر کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ میں منع کیا ہے)۔''

مراد یہ ہے کہ یہ وہ زینت ہے جس کے ظاہر ہونے کا امکان گھر میں آنے جانے والے لوگوں اور رشتہ داروں کے سامنے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا اس کے ظاہر کرنے سے خصوصاً منع کیا ہے۔

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں' لیکن یہ روایت ''منقطع'' ہے۔ علی بن ابی طلحہ اور ابن عباس کے درمیان ایک راوی مجاہد بن جبر مکی گر گیا ہے۔ یہ راوی بھی ثقہ ہے۔ امام مزی' علی بن ابی طلحہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

روى عن عبد الله بن عباس مرسل بينهما مجاهد

''اس نے ابن عباس سے مرسل روایات بیان کی ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان مجاہد بن جبر راوی گرا ہوا ہے۔''

قال ابن طهمان عن بن معين لم يسمع عن ابن عباس شيأ فروى مرسلا(۷۵)

''ابن طہمان نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ علی نے ابن عباس سے کچھ نہیں سنا' بلکہ ابن عباس سے مرسل روایت نقل کرتا ہے۔''

پس اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا کہ عورت کے لیے اپنی زینت کو ظاہر کرنا حرام ہے اور اس کی زینت میں اس کا چہرہ بھی شامل ہے' ہاں ایسی زینت کہ جس کے چھپانے میں عورت کے لیے مشقت ہو جیسے آنکھوں کا سرمہ' ہاتھوں کی مہندی یا خضاب وغیرہ یا ایسی زینت جو بلاقصد و ارادہ ظاہر ہو یا ایسی زینت جو مجبوراً ظاہر کرنی پڑے تو اس کی رخصت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل سوم

آیتِ حجاب

چہرے کے پردے کے وجوب کی تیسری دلیل ''سورۃ الاحزاب'' کی درج ذیل آیت مبارکہ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿٥٣﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٥٤﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾﴾ (الأحزاب)

''اے ایمان والو! نبی (ﷺ) کے گھروں میں داخل مت ہو مگر یہ کہ تم کو کھانا کھلانے کے لیے بلایا جائے (ایسے وقت میں) کہ اس کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے' لیکن جب تم کو (کھانے کے لیے) بلایا جائے تو اسی وقت جاؤ' پھر جب کھانا کھا لو تو (وہاں) سے چلے جاؤ اور باتیں کرنے کے لیے جی لگا کر نہ بیٹھے رہو۔ بے شک تمہارا یہ عمل پیغمبر کو تکلیف دیتا ہے اور وہ تم سے (کچھ کہنے سے) شرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق بات کرنے سے نہیں شرماتا۔ اور جب تم ان (ازواجِ مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ (عمل) بہت زیادہ پاک کرنے والا ہے تمہارے دلوں کو اور ان (ازواجِ مطہرات) کے دلوں کو بھی۔ اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول (ﷺ) کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ تمہارے لیے یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کی بیویوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے آپؐ (کی وفات) کے بعد کبھی بھی نکاح کرو۔ بے شک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اس کو چھپا لو تو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ان (ازواجِ مطہرات) پر کوئی گناہ نہیں اپنے باپوں (سے پردہ نہ کرنے) کے بارے میں اور اپنے بیٹوں سے اور اپنے بھائیوں سے اور اپنے بھتیجوں سے اور اپنے بھانجوں سے اور اپنی (مسلمان) عورتوں سے اور اپنے غلام' لونڈیوں سے' اور تم (اے ازواجِ مطہرات) اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔''

آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول

۱) اس آیۂ مبارکہ کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

قال عمر قلت یا رسول اللّٰہ! یدخل علیك البر والفاجر فلو أمرت أمهات المؤمنین بالحجاب فأنزل اللّٰہ آیة الحجاب (۷۶)

''حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ کے گھر میں نیک اور فاسق ہر قسم کے لوگ آتے رہتے ہیں' کاش کہ آپؐ اُمہات المؤمنین کو پردے کا حکم دیں' تو اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت نازل فرما دی۔''

۲) حضرت انسؓ سے ہی ایک اور روایت بھی بیان کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

اَنَا اَعْلَمُ الناس بهذه الآیة آیة الحجاب لما أهدیت زینب إلی رسول اللّٰہ ﷺ کانت معه في البیت' صنع طعاما ودعا القوم فقعدوا یتحدثون فجعل النبي ﷺ یخرج ثم یرجع وهم قعود یتحدثون فأنزل اللّٰہ تعالیٰ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰهُ ﴾ إلی قوله ﴿مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ فضرب الحجاب وقام القوم (۷۷)

''مَیں اس آیت یعنی آیتِ حجاب کے (سبب نزول کے) بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ جب حضرت زینب ؓ کو آپؐ کے لیے تیار کیا گیا اور وہ آپؐ کے ساتھ گھر میں تھیں' آپؐ نے کھانا تیار کیا اور صحابہؓ کی دعوت (ولیمہ) کی۔ (کھانا کھانے کے بعد) لوگ بیٹھ کر باتیں کرنے لگ گئے۔ آپؐ باہر نکلتے اور واپس آتے تو لوگ پھر بھی بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ﴾ سے لے کر ﴿مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ تک وحی نازل فرمائی۔ پس (اس کے بعد) پردہ ڈال دیا گیا اور لوگ اٹھ کر چلے گئے۔"

آیت کے اجزاء

اس آیۂ مبارکہ میں چار باتوں کا تذکرہ ہے:

۱) جس مسئلہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ مسئلہ حجاب ہے۔

۲) اس آیت میں خطاب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ہے۔

۳) حکم حجاب کے وجوب کا ہے۔

۴) حکم کی علت' طہارتِ قلب کا حصول ہے' یعنی دل پاک ہو جائیں۔

پہلی تین باتیں تو ایسی ہیں جن پر منکرین و مخالفینِ حجاب کا بھی اتفاق ہے' لیکن چوتھی بات میں اختلاف ہے۔ اس لیے تمام منکرین حجاب ازواج مطہرات کے لیے تو پردے کا وجوب اس آیت سے ثابت کرتے ہیں' لیکن عام اہل ایمان عورتوں کو اس آیت کے حکم میں شامل نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک یہ آیت مبارکہ ازواجِ مطہرات کے حق میں خاص ہے اور ازواجِ مطہرات کو پردے کا حکم دینے کی علت ان کا احترام و اکرام ہے نہ کہ طہارتِ قلب۔ ذیل میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ کیا یہ آیت مبارکہ ازواجِ مطہرات کے لیے ہی خاص ہے یا اس کا حکم عام اہل ایمان عورتوں کو بھی شامل ہے!

حکم کی علت

حجاب کا جو حکم اس آیۂ مبارکہ میں وارد ہوا ہے وہ معلل ہے (یعنی اس کی علت اور وجہ بیان کی گئی ہے)۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾

"(اے مسلمانو!) پس تم ان (ازواجِ مطہرات) سے پردے کے پیچھے سے سوال کرو' اور یہ بات تمہارے دلوں کو بھی بہت زیادہ پاکیزہ رکھنے والی ہے اور ان کے دلوں کو بھی۔"

حکم کی علت جو کہ نص میں بیان ہوئی ہے وہ ﴿ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ ہے۔ یہ علت عام ہے' کیونکہ طہارتِ قلب کی ضرورت جتنی ازواجِ مطہرات کو ہے اتنی ہی عام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مسلمان عورتوں کو بھی ہے' لہٰذا علت عام ہوئی' اور علت کا عام ہونا حکم کی عمومیت کی دلیل ہے۔ نص میں مذکور اس قسم کی علت کو معلوم کرنے کے طریقہ کار کو اصولیین کے نزدیک ''مسلك الإيماء والتنبيه'' کہتے ہیں۔ امام شوکانیؒ اس مسلک کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المسلك الثالث الإيماء والتنبيه وضابطه الاقتران بوصف لو لم يكن هوأونظيره للتعليل لكان بعيدا فيحمل على التعليل دفعاً للاستبعاد(۷۸)

''مسالک علت میں سے تیسرا مسلک ''الإيماء والتنبيه'' ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ حکم کسی ایسے وصف کے ساتھ ملا ہوا ہو کہ اگر وہ وصف یا اس کی نظیر علت نہ ہوتی تو وہ حکم بعید از فہم ہوتا' لہٰذا اس وصف کو اس حکم کی علت بنایا جائے گا تا کہ حکم کی تفہیم میں رکاوٹ کو دور کیا جا سکے۔''

علامہ شنقیطی ''مسلك الايماء والتنبيه'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هو أن يقترن وصف بحكم شرعي على وجه لو لم يكن فيه ذلك الوصف علة لذلك الحكم لكان الكلام معيباً عند العارفين(۷۹)

''مسلك الإيماء والتنبيه'' یہ ہے کہ کوئی حکم شرعی کسی وصف کے ساتھ اس طرح مل کر آئے کہ اگر وہ وصف اس حکم کی علت نہ بنایا جائے تو وہ کلام عارفین کے نزدیک عیب والا کلام ہو گا۔''

اگر ہم حکم حجاب کے فوراً بعد مذکورہ وصف ''طہارتِ قلوب'' کو اس کی علت نہ مانیں تو یہ کلام ''عیب والا کلام'' شمار ہو گا۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ ''طہارتِ قلوب'' حکمِ حجاب کی علت ہے اور کلام الٰہی ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔

اصل سے فرع میں حکم کا اجراء

جب حکم کی علت معلوم ہو گئی تو قیاس کے معروف اصول سے حجاب کا حکم ازواجِ مطہرات کی طرح عام اہل ایمان عورتوں کے لیے بھی ثابت ہو گیا۔ ارکانِ قیاس چار ہیں: اصل' فرع' حکم اور علت۔ مذکورہ آیت میں اصل ''ازواجِ مطہرات'' ہیں' فرع ''عام اہل ایمان کی عورتیں'' ہیں' حکم ''وجوبِ حجاب'' کا ہے اور علت ''طہارتِ قلب'' ہے۔ عام اہل ایمان عورتیں ازواجِ مطہرات کی نسبت ''طہارتِ قلوب'' کی زیادہ محتاج ہیں۔ لہٰذا جب علت کا اصل (یعنی ازواجِ مطہرات) کی نسبت فرع (یعنی عام اہل ایمان عورتوں) میں زیادہ اثبات ہے تو حکم حجاب بھی ازواجِ مطہرات کی نسبت عام اہل ایمان عورتوں میں زیادہ تاکید

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے ساتھ ثابت ہوگا۔

آیت حجاب کی عمومیت

یہ آیۂ مبارکہ اُمہات المؤمنین کے ساتھ ساتھ تمام اہل ایمان عورتوں کو بھی شامل ہے۔ درج ذیل قرائن اس حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں۔

۱) **اصول تفسیر کا قاعدہ:** اصول تفسیر کا یہ قاعدہ ہے ''**العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب**''(۸۰) کہ تفسیر کرتے ہوئے الفاظ کے عموم کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ سببِ نزول کا۔ یہ آیات تو اگرچہ اُمہات المؤمنین کی شان میں نازل ہوئیں' یعنی ان آیات کا سبب نزول خاص ہے' لیکن اعتبار سببِ نزول کی خصوصیت کا نہ ہوگا بلکہ الفاظ کی عمومیت کا ہوگا۔ لہٰذا اس قاعدے کے مطابق اہل ایمان عورتیں بھی اُمہات المؤمنین کی طرح ان آیات کی مخاطب ہیں' کیونکہ قرآن کی اکثر آیات کا نزول کسی خاص سبب سے ہی ہوا ہے۔ اگر ہر آیت مبارکہ کو اس کے سبب نزول کے ساتھ ہی خاص کر دیا جائے تو قرآن کے ابدی احکامات ایک خاص دور کے خاص افراد کے لیے مخصوص ہو کر رہ جائیں گے جو کہ اسلام کی ہمہ گیریت کے منافی ہے۔

۲) **اہل ایمان عورتوں کا عمل:** صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اس آیۂ مبارکہ کے نزول کے بعد ازواجِ مطہرات کے ساتھ ساتھ عام اہل ایمان عورتوں نے بھی پردہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مسلمان عورتوں کا یہ عمل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس آیۂ مبارکہ کے احکامات ازواجِ مطہرات کے علاوہ عام مسلمان عورتوں کو بھی شامل ہیں' جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ:

> **كنّا نغطي وجوهنا من الرجال وكنا نمتشط قبل ذلك في الإحرام**(۸۱)
>
> ''ہم اپنے چہروں کو لوگوں سے ڈھانپ لیتی تھیں اور اس سے پہلے احرام کی حالت میں کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں۔''

لہٰذا عام مسلمان عورتوں کے طرزِ عمل سے یہ ثابت ہوا کہ یہ آیتِ مبارکہ عام ہے۔

۳) **دلالتِ اَولیٰ:** اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں ہی ازواجِ مطہرات کو اُمت مسلمہ کی مائیں قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ جبکہ اس کے ساتھ درج

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذیل نص ﴿وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا﴾ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا گیا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ازواج مطہرات جو کہ تمام اُمت کی مائیں ہیں اور ان کے ساتھ نکاح کو بھی حرام ٹھہرایا گیا' اس کے باوجود اُن کو پردے کا حکم دیا گیا تو عام مسلمان عورتوں کے بارے میں شر کے خیالات پیدا ہونا ازواج مطہرات کی نسبت زیادہ آسان ہے' لہٰذا عام مسلمان عورتوں کے لیے حجاب کے احکامات بالاولیٰ ثابت ہوتے ہیں۔

۴) **آیت مبارکہ کا سیاق وسباق:** اس آیہ مبارکہ کا سیاق وسباق بھی اس بات پر شاہد ہے کہ یہ آیت عام ہے۔ آیت کے شروع میں ہی اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں اور یہ حکم عام ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جس طرح آپؐ کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہونا منع ہے اسی طرح عام مسلمانوں کے گھروں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ علاوہ ازیں اس کے بعد آنے والی آیت بھی حکم حجاب کے عموم کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ﴾

''ان کے اوپر ان کے باپوں کے بارے میں (اُن سے پردہ نہ کرنے میں) کوئی گناہ نہیں ہے۔''

اس آیہ مبارکہ میں حجاب کے حکم سے مستثنیٰ افراد کو بیان کیا جا رہا ہے اور اس استثناء کی عمومیت پر اجماع ہے۔ یعنی مستثنیٰ افراد کی یہ جو فہرست بیان کی گئی ہے' یہ فہرست صرف ازواجِ مطہرات کے لیے نہیں ہے' بلکہ یہ فہرست عام مسلمان عورتوں کے لیے بھی ہے۔ جب مستثنیٰ عام ہے تو مستثنیٰ مِنہ یعنی حکم حجاب بھی عام ہے' کیونکہ عام کا استثناء عام سے ہی ہوتا ہے۔ اس لیے ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے:

لما أمر اللّٰہ النساء بالحجاب عن الأجانب بین أن ھؤلاء الأقارب لا یجب الاحتجاب منھم کما استثناھم فی سورۃ النور عند قولہ تعالیٰ ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ (۸۲)

''جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عورتوں کو (مذکورہ آیت میں) حجاب کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ان قریبی رشتہ داروں کی ایک فہرست بھی بیان کر دی جن سے پردہ کرنا ضروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان رشتہ داروں کو سورۃ النور کی آیت ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ میں مستثنیٰ قرار دیا ہے۔''

اس سورۃ کی آیت ۵۹ میں 'نِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ'' کے الفاظ سے اس بات کی مزید تاکید ہو جاتی ہے کہ یہ حجاب کا حکم عام ہے اور تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے۔

۵) **جلیل القدر مفسرین کی آراء:** متقدمین ومتأخرین مفسرین کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس آیت مبارکہ کے حکم کو عام قرار دیا ہے۔ ذیل میں ہم چند ایک جلیل القدر مفسرین کی عبارات نقل کیے دیتے ہیں:

☆ **امام طبریؒ کی رائے**

﴿وإذا سألتموهن متاعاً فاسئلوهن من وراء حجاب﴾ يقول : وإذا سألتم أزواج رسول الله ﷺ ونساء المؤمنين اللواتی لسن لكم بأزواج متاعاً "فاسئلوهن من وراء حجاب" يقول : من وراء ستر بينكم وبينهن(۸۳)

''اور جب تم ان سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو'' یعنی جب تم اللہ کے رسول ﷺ کی بیویوں اور ان مسلمان عورتوں سے جو کہ تمہاری بیویاں نہیں ہیں، کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔''

☆ **علامہ قرطبی کی رائے**

فی هذه الآية دليل على أن الله تعالى أذن فی مسألتهن من وراء حجاب فی حاجة تعرض أو مسئلة يستفتين فيها ويدخل فی ذلك جميع النساء بالمعنى وبما تضمنة أصول الشريعة من أن المرأة كلها عورة بدنها وصوتها كما تقدم فلا يجوز كشف ذلك إلا لحاجة (۸۵)

''یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے سے کسی ضرورت کے تحت یا فتویٰ طلب کرنے کی غرض سے ازواج مطہرات سے بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور اس حکم میں تمام عورتیں شامل ہیں، کیونکہ شریعت کے اصولوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت تمام کی تمام پردہ ہے، اس کا سارا جسم بھی اور آواز بھی پردہ ہے، جیسا کہ یہ بحث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ پس عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بغیر ضرورت کے کھولنا جائز نہیں ہے۔''

☆ امام ابوبکر الجصاص کی رائے

وهذا الحكم وإن نزل خاصاً في النبي وأزواجه فالمعنى عام فيه وفي غيره إذ كنا مأمورين باتباعه والاقتداء به إلا ما خصه الله به دون أمته(٨٥)

''یہ حکم اگرچہ نبی ﷺ اور آپ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوا ہے لیکن اس آیت کا مفہوم آپؐ اور آپؐ کے غیر دونوں کو شامل ہے' کیونکہ ہمیں ہر بات میں آپؐ کی اتباع اور پیروی کا حکم دیا گیا ہے' سوائے ان احکامات کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اُمت کے علاوہ آپؐ کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔''

٦) **اصول فقہ کا قاعدہ:** علم الاصول کا یہ قاعدہ ہے کہ واحد کا خطاب تمام اُمت کو شامل ہوتا ہے' کیونکہ سببِ تکلیف میں سب برابر ہیں' اِلّا یہ کہ اس حکم کی خصوصیت کی کوئی دلیل ہو۔ علامہ البانی اس قاعدے کے بارے میں فرماتے ہیں:

إذا خاطب الشارع الحكيم فردًا من الأمة أو حكم عليه بحكم فهل يكون هذا الحكم عاماً في الأمة' إلا إذا قام دليل التخصيص؟ أو يكون خاصاً بذلك المخاطب؟ اختلف في ذلك علماء الأصول' والحق الأوّل' وهو الذي رجحه الشوكاني وغيره من المحققين(٨٦)

''جب شارع حکیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُمت کے کسی فرد سے خطاب کریں یا اس کو کوئی حکم جاری کریں تو کیا یہ حکم تمام اُمت کے لیے عام ہوگا سوائے اس کے کہ اس کی تخصیص کی کوئی دلیل ہو؟ یا یہ حکم اس مخاطب کے ساتھ خاص ہوگا؟ علمائے اصول کا اس مسئلے میں اختلاف ہے' لیکن پہلا قول حق ہے اور اسی قول کو امام شوکانی اور دوسرے محققین نے ترجیح دی ہے۔''

علامہ شنقیطی مذکورہ اصول کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومن الأدلة على أن حكم آية الحجاب عام: هو ما تقرر في الأصول من أن خطاب الواحد يعم حكمه جميع الأمة ولا يختص الحكم بذلك الواحد المخاطب(٨٧)

''آیۂ حجاب کے بیان کردہ حکم کے عام ہونے میں جو دلائل بیان کیے جاتے ہیں ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں سے ایک یہ قاعدہ بھی ہے جسے آپ علم الاصول میں اس طرح سے بیان کرتے ہیں: ''واحد کا خطاب تمام اُمت کو شامل ہوتا ہے اور حکم اس اکیلے واحد مخاطب سے متعلق نہیں ہوتا۔''

مذکورہ بالا اصول سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آیت حجاب عام ہے اور اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے۔

منکرین حجاب کی دو غلط فہمیاں اور ان کا جواب

بعض منکرین حجاب اور قائلین استحباب حجاب اس آیت کی تفہیم میں دو بنیادی غلطیوں کا شکار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

ا) حجاب سے کیا مراد ہے؟

بعض منکرین حجاب اور قائلین استحباب حجاب کے نزدیک اس آیت مبارکہ میں لفظ حجاب سے مراد لباس یا پہناوا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد کوئی اوٹ ہے، چاہے وہ کسی دروازے کی ہو یا دیوار وغیرہ کی۔ اسی لیے بعض علماء کہتے ہیں کہ یہاں حکم چہرہ چھپانے کا نہیں ہے بلکہ اپنی ذات چھپانے کا ہے اور ازواج مطہرات کو یہاں اپنی ذات چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے اس آیت مبارکہ سے عام مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کا پردہ ثابت کرنا صحیح نہیں ہے، مثلاً قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں:

فرض الحجاب مما اختصصن به، فهو فرض عليهن بلاخلاف في الوجه والكفين فلا يجوز لهن كشف ذلك في شهادة ولا غيرها ولا إظهار شخوصهن وإن كن مستترات (۸۸)

''حجاب کی فرضیت ازواجِ مطہرات کے لیے خاص ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان کے لیے چہرے اور ہاتھوں دونوں کا چھپانا واجب تھا اور ان کے لیے شہادت یا اس قسم کے دوسرے معاملات میں بھی اپنے جسم کے کسی حصے کو ظاہر کرنا جائز نہ تھا، اور ان کے لیے یہ بھی جائز نہ تھا کہ وہ اپنی ذات کو دوسروں پر ظاہر کریں، چاہے وہ پردے میں ہی کیوں نہ ہوں۔''

یہ مؤقف سراسر غلط ہے۔ اس کے غلط ہونے کی درج ذیل وجوہات ہیں:

ا) حجاب کا لفظ آڑ، اوٹ یا پردے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الحجاب : الستر ...... والحجاب ما احتجب به وكل ما حال بين شيئين حجاب (۸۹)

''حجاب سے مراد 'پردہ' ہے۔ اور حجاب کا لفظ ہر اُس چیز کے لیے مستعمل ہے جس کے ذریعے پردہ کیا جائے اور ہر وہ چیز جو کہ دو اشیاء کے درمیان آڑ ہو حجاب کہلاتی ہے۔''

گویا کہ ہر وہ چیز جس کو آڑ' اوٹ یا پردے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہو وہ حجاب ہے' چاہے وہ دیوار ہو' دروازہ ہو' لباس ہو یا دیگر کپڑے ہوں۔ لغت عربی کے اعتبار سے لفظ حجاب عام ہے۔ چاہے کسی قسم کی بھی رکاوٹ ہی کیوں نہ ہو' اس کو حجاب کہیں گے۔

۲) صحیح احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ ازواج مطہرات کو ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی اجازت دی گئی تھی' ان کے لیے پردے میں لوگوں کے سامنے آنے کی رخصت تھی۔ ابنِ حجرؒ قاضی عیاضؒ کے اس موقف کا ردّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وليس فيما ذكره دليل على ما ادعاه من فرض ذلك عليهن وقد كن بعد النبي يحججن ويطفن وكان الصحابة ومن بعدهم يسمعون منهن الحديث وهن مستترات الأبدان لا الأشخاص (۹۰)

''قاضی عیاض نے جو بات کی ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ (یعنی اپنی ذات کو چھپانا) ان پر فرض تھا۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کی بیویاں (نفلی) طواف اور حج کرتی تھیں اور صحابہ کرامؓ ان سے حدیث سنتے اس حال میں کہ انہوں نے اپنے اجسام کو چھپایا ہوتا تھا نہ کہ اپنی ذات کو۔''

۳) اس آیۂ مبارکہ میں ذات کو چھپانا مقصودِ کلام نہیں ہے' بلکہ جسم کو چھپانا کلام کا مقصود ہے' چاہے کپڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔ ہماری اس رائے کی تائید جلیل القدر مفسرین کی آراء سے بھی ہوتی ہے۔

☆ ابن جریر طبری کے نزدیک حجاب کا مفہوم: ابن جریر طبری آیت ﴿فَاسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ کی تعبیر میں فرماتے ہیں:

سؤالكم إياهن المتاع إذا سألتموهن ذلك من وراء حجاب أطهر لقلوبكم وقلوبهن من عوارض العين فيها التي تعرض في صدور الرجال من أمر النساء وفي صدور النساء من أمر الرجال وأحرى من

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

أن لا يكون للشيطان عليكم وعليهن سبيل (۹۱)

''تمہارا ان ازواجِ مطہرات سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا پردے کے پیچھے سے ہونا چاہیے' یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں میں بھی آنکھ سے پیدا ہونے والے غلط جذبات اور ان خیالات کو پاک کرنے والی ہے جو مردوں کے دلوں میں عورتوں سے متعلق پیدا ہو جاتے ہیں اور عورتوں کے دلوں میں مردوں سے متعلق پیدا ہوتے ہیں' اور زیادہ مطلوب یہی ہے کہ تمہارے معاملے میں یا ان کے معاملے میں شیطان کو کوئی راستہ نہ مل سکے۔''

☆ **امام رازی کے نزدیک لفظ حجاب کا مفہوم:** امام رازی فرماتے ہیں:

قوله ﴿فاسئلوهن من وراء حجاب﴾ أمر بسدل الستر عليهن وذلك لايكون إلا بكونهن مستورات محجوبات وكان الحجاب وجب عليهن (۹۲)

''﴿ فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾ یہ حکم ہے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکا لیں اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب کہ وہ پردے میں چھپی ہوئی ہوں اور ان پر حجاب واجب تھا۔''

۲) حجاب کی علت

عام طور پر منکرین حجاب اور قائلین استحباب حجاب دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ حجاب کے حکم کی اس علت کو نظر انداز کرتے ہوئے جو کہ نص میں بیان ہوئی ہے' اس کی جگہ حکم حجاب کے لیے ازواج مطہرات کے احترام و اکرام کو حکم کی علت بناتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اور ازواجِ مطہراتؓ ہمارے لیے حد درجہ قابلِ احترام و اکرام ہیں' لیکن مذکورہ بالا آیت میں دیے گئے حکمِ حجاب کی علت بہر حال آپؐ یا ازواجِ مطہرات کا احترام و اکرام نہیں ہے' بلکہ اس حکم کی اصل علت ''تطہیر قلوب'' ہے جو کہ نص میں بیان ہو گئی ہے۔

جو لوگ ''حرمتِ ازواج'' کو حکم حجاب کی علت بناتے ہیں ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ حرمت صرف ازواج کے لیے مخصوص تھی کہ ان کو تو حجاب کا حکم دے دیا اور بیٹیوں کے لیے یہ حرمت ثابت نہیں ہوتی' اس لیے بیٹیوں کو حجاب کا حکم نہ تھا؟ یہ امر واقعہ ہے کہ تمام منکرین حجاب اور قائلین استحباب حجاب ازواج مطہرات کے لیے تو پردہ واجب قرار دیتے ہیں'

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لیکن آپ ﷺ کی بیٹیوں کے لیے پردے کے وجوب کا اثبات نہیں کرتے۔ ہمارا ان حضرات سے یہ سوال ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹیوں کے لیے پردہ تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو اس کی دلیل کیا ہے؟ اور اگر نہیں تھا تو جو علت ازواج مطہرات کے پردے کے حوالے سے آپ یا منکرین حجاب بیان کر رہے ہیں اس علت سے آپ ﷺ کی بیٹیوں کے لیے بھی پردہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی بعض بیٹیاں' آپ ﷺ کی بعض بیویوں سے بھی عزت و حرمت میں بڑھ کر ہیں' جیسا کہ حضرت فاطمہ ؓ کے حوالے سے آپ ﷺ کا فرمان بھی موجود ہے: ((سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ))(۹۳) کہ ''آپ ؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ عام ہے اور اس کی عمومیت کے دلائل قطعی ہیں اور اس آیت مبارکہ سے ثابت ہونے والا حکم حجاب ازواج مطہرات اور عام مسلمان عورتوں' دونوں کے لیے ثابت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل چہارم

آیتِ قواعد

چہرے کے پردے کی چوتھی دلیل قرآن مجید کی درج ذیل آیت ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۶۰﴾ (النور)

''اور بڑی بوڑھی عورتوں میں سے وہ جو کہ نکاح کی امید نہیں رکھتیں' تو ان کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے (اضافی) کپڑے اتار رکھیں اس حال میں کہ وہ زینت کا اظہار کرنے والی نہ ہوں۔ اور اگر وہ بچ کر رہیں تو یہ ان کے لیے بہت زیادہ بہتر ہے' اور اللہ تعالیٰ سننے والا' جاننے والا ہے۔''

اس آیہ مبارکہ میں بوڑھی عورتوں کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اگر اپنے اضافی کپڑے مثلاً جلباب وغیرہ اتار دیں اور ان کا چہرہ ظاہر بھی ہو جائے تو ان کے لیے کوئی گناہ نہیں ہے' لیکن اس رخصت کو دو شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا گیا:

۱) وہ عورتیں ایسی ہوں کہ جو بڑھاپے کی وجہ سے نکاح سے مایوس ہو چکی ہوں' یعنی نہ ہی ان کو حیض آتا ہو' نہ ہی حمل ٹھہرنے کی کوئی امید ہو' نہ ان کے اندر کوئی جنسی خواہش ہو اور نہ ان کے حوالے سے کسی کو جنسی خواہش پیدا ہو سکتی ہو۔

۲) وہ عورتیں زیب و زینت کے ساتھ یعنی بناؤ سنگھار کر کے اس رخصت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتیں۔ اگر وہ کھلے چہرے کے ساتھ اجنبی افراد کے سامنے آنا چاہتی ہیں تو انہیں بغیر میک اپ کے سادہ چہرے کے ساتھ ایسا کرنے کی رخصت ہے۔

لیکن ان دو شرائط کے بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ: ﴿وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ﴾ ''اگر وہ اس رخصت سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ان کے لیے بہت زیادہ بہتر ہے۔'' یعنی اگر وہ پردہ کریں تو یہ ان کے لیے افضل ہے' اگر نہ کریں تو رخصت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ثیاب سے مراد

ثیاب سے مراد اضافی کپڑے ہیں' مثلاً جلباب یا نقاب وغیرہ' نہ کہ دوپٹہ یا سینے کو ڈھانپنے والی چادر' جیسا کہ مفسرین نے اس کی وضاحت کی ہے۔

☆ ابن جریر طبری ﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فليس عليهن حرج ولا إثم أن يضعن ثيابهن يعنى جلابيبهن وهى القناع الذى يكون فوق الخمار والرداء الذى يكون فوق الثياب لا حرج عليهن أن يضعن ذلك عند المحارم من الرجال وغير المحارم من الغرباء غير متبرجات بزينة (٩٤)

''ان (بوڑھی عورتوں) پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ اپنے کپڑے یعنی جلباب وغیرہ اتار کر رکھ دیں' اور جلباب سے مراد وہ نقاب ہے جو کہ دوپٹے کے اوپر لیا جاتا ہے اور وہ چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر لی جاتی ہے۔ ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ یہ نقاب یا چادر اپنے محرم اور غیر محرم افراد کے سامنے اتار رکھیں' لیکن زینت ظاہر نہ کریں۔''

☆ امام بغوی آیت ﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يعنى يضعن بعض ثيابهن وهى الجلباب والرداء الذى فوق الثوب والقناع الذى فوق الخمار فأما الخمار فلا يجوز وضعه (٩٥)

''(کپڑے اتارنے سے) مراد یہ ہے کہ وہ اپنے بعض کپڑے اتار رکھیں اور وہ جلباب اور چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر ہوتی ہے یا وہ نقاب جو کہ دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے۔ جہاں تک دوپٹے کا تعلق ہے اس کا اتارنا جائز نہیں ہے۔''

☆ علامہ زمخشری ''ثیاب'' کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والمراد بالثياب الظاهرة كالملحفة والجلباب الذى فوق الخمار (٩٦)

''ثیاب'' سے مراد وہ کپڑے ہیں جو ظاہری ہوں (یعنی اوپر اوڑھے ہوں) مثلاً اوڑھنی اور جلباب جو دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے۔''

قناع اور جلباب کا مفہوم

بعض منکرین حجاب اور قائلین استحباب حجاب کا یہ دعویٰ ہے کہ مفسرین نے اس آیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مبارکہ کی تفسیر میں قناع اور جلباب کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور یہ الفاظ عربی لغت کے مطابق ایسے کپڑوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو سر ڈھانپنے کے لیے ہوں۔

ہمارے خیال میں ان حضرات کا بیان کردہ یہ مفہوم ناقص ہے۔ اہل عرب کے ہاں یہ الفاظ ایسے کپڑوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں کہ جن سے سر ڈھانپا جاتا ہو اور ایسے کپڑوں کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں کہ جن سے چہرہ ڈھانپا جاتا ہو۔ آیت جلباب کے نزول کے بعد اہل شرائع (صحابہ' تابعین' فقہاء اور علماء) کے ہاں ان الفاظ کا استعمال اغلب طور پر چہرہ ڈھانپنے کے معنوں میں ہے اور ہمارے اس دعویٰ کے درج ذیل دلائل ہیں:

۱) عن يعقوب قال حدثنا ابن علية عن ابن عون عن محمد عن عبيدة في قوله تعالىٰ: ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ فلبسها عندنا ابن عون قال ولبسها عندنا محمد قال محمد ولبسها عندى عبيدة قال ابن عون بردائه فتقنع به فغطى أنفه وعينه اليسرى وأخرج عينه اليمنى وأرخى رداءه من فوق حتى جعله قريباً من حاجبه أو على الحاجب[۹۷]

''یعقوب کہتے ہیں ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا' وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے ابن عون اور وہ آگے محمد بن سیرین سے اور وہ عبیدہ السلمانی سے بیان کرتے ہیں کہ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے ابن عون نے جلباب (چادر) کو اوڑھ کر دکھایا۔ ابن عون کہتے ہیں کہ میرے سامنے محمد بن سیرین نے چادر کو اس طرح اوڑھا۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میرے سامنے عبیدہ السلمانی نے چادر کو اوڑھا۔ ابن علیہ نے کہا کہ ابن عون نے اپنی چادر لے کر اس کو اچھی طرح اوڑھ لیا' اپنی ناک اور بائیں آنکھ بھی چھپا لی اور دائیں آنکھ کو کھلا رکھا اور اپنی چادر کو اوپر سے نیچے کیا یہاں تک کہ اوپر سے چادر کو اپنی ابرو تک پہنچایا اور ابرو کو بھی چھپا لیا۔'' یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔ اس پر مفصل بحث ہم آگے چل کر کریں گے۔

۲) عن أنس قال رأى عمر أمة لنا متقنعة فضربها وقال لا تشبهي بالحرائر[۹۸]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری ایک لونڈی کو دیکھا جس نے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مارا اور اسے حکم دیا کہ آزاد عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ روایت ''صحیح'' ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے

۳) فعرفني حين رآني وكان يراني قبل الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين عرفني' فخمرت وجهي بجلبابي'' (۹۹)

''تو انہوں نے مجھے پہچان لیا جب مجھے دیکھا اور وہ مجھے حجاب کے حکم کے نزول سے پہلے دیکھا کرتے تھے۔ پس میں ان کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہنے کی وجہ سے بیدار ہوگئی تو میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب (چادر) سے ڈھانپ لیا۔''

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کی عربی زبان میں ''قناع'' اور ''جلباب'' کے الفاظ ایسے کپڑوں کے لیے استعمال ہوتے تھے کہ جن سے عورت اپنا سر ڈھانپنے کے ساتھ ساتھ چہرہ بھی ڈھانپتی تھی۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں عورتیں جلباب وغیرہ گھر میں بھی پہن لیتی تھیں۔ جلباب دراصل ایک بڑی چادر ہوتی تھی جس کو عورتیں گھر میں عموماً سر پر اوڑھے رکھتی تھیں یا نماز میں اسے اپنا جسم چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھیں لیکن جب گھر سے باہر نکلتی تھیں تو اسی چادر کو اپنا چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کر لیتی تھیں۔

آیتِ ہٰذا سے چہرے کے پردے پر استدلال؟

آیت مبارکہ میں ''فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ'' کے الفاظ کے ذریعے ''اَلْقَوَاعِد'' یعنی بوڑھی عورتوں کو پردہ نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے اور اس کا ''مفہوم مخالف'' یہ ہے کہ جو عورتیں جوان ہیں اور وہ نکاح کی اُمید رکھتی ہیں' اگر وہ پردہ نہ کریں گی تو گناہگار ہوں گی۔ آیت کے الفاظ ہیں: ''فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ'' کہ ان بوڑھی عورتوں پر گناہ نہیں ہے۔ گویا کہ کچھ ہیں جن پر گناہ بھی ہے اور یہ وہ عورتیں ہیں جو بوڑھی نہ ہوں' یعنی جوان ہوں۔ استدلال کا یہ طریقہ کار اصولیین کے نزدیک مفہوم مخالف کہلاتا ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی ''مفہومِ مخالف'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهو دلالة الكلام على نفي الحكم الثابت للمذكور عن السكوت ' لانتفاء قيد من قيود المنطوق ويسمى دليل الخطاب لأن دليله من جنس الخطاب أو لأن الخطاب دل عليه (۱۰۰)

''مفہومِ مخالف سے مراد یہ ہے کہ جو حکم خطابِ الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے کلام اس کے برعکس حکم کی نفی پر سکوت کے طریق سے دلالت کرے اور اس کی وجہ منطوق کی قیود میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کسی قید کا نہ ہونا ہو۔اس کو ''دلیلِ خطاب'' بھی کہتے ہیں' کیونکہ اس کی دلالت جنسِ خطاب میں سے ہے یا خطاب اس پر دلالت کرتا ہے۔''

پس اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ وہ نوجوان عورت کہ جس کی طرف مردوں کے میلان کا امکان ہو' اس کا بغیر چہرہ ڈھانپے گھر سے باہر نکلنا باعث گناہ ہے۔

حواشی

۱) فتح الباری: ۵۳۰' المکتبة السلفية

۲) مراتب الإجماع' ص۵۳' علامة ابن حزم' مطبع دار ابن حزم

۳) صحيح البخاری' کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة' باب أجرالحاکم إذا اجتهد

٤) حجاب المرأة المسلمة:ص ۵' علامه البانی

۵) أيضاً: ص ۷

٦) أيضاً: ص ۸

۷) أيضاً: ص ۲۷

۸) أصول الفقه الإسلامی: ۸٦/۱' الدکتور وهبة الزحيلی' مکتبة رشيدية کوئٹه

۹) صحيح البخاری' کتاب التفسير' باب ﴿لَوْ لَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ﴾

۱۰) جامع البيان فی تاويل القرآن: ۳۰٦/۹' ابن جرير طبری' دار المکتب العلمية' بيروت

۱۱) معانی القرآن: ۳٤۹/۲' ابوزکريا يحيیٰ بن زياد الفراء' مطبعة دارالسرور

۱۲) أحکام القرآن: ۳۷۵/۳' ابوبکر الجصاص' مطبعة دارالکتب العربی' بيروت

۱۳) معالم التنزيل: ۱٦۰/۵' امام بغوی' دارالکتب العلمية' بيروت

۱٤) الکشاف' ۲۷٤/۳' علامة زمخشری' مطبعة انتشارات آفتاب' تهران

۱۵) زاد المسير فی علم التفسير: ٤۲۲/٦' علامة ابن جوزی' مطبعة المکتب الإسلامی' دوحة قطر

۱٦) التفسير الکبير: ۲۳۰/۲۵' امام رازی' دارالکتب العلمية' طهران

۱۷) أنوار التنزيل وأسرار التاويل: ۱۳۸/۵' امام بيضاوی' مطبعة العامرة

۱۸) مدارك التنزيل: ۱۳۸/۵' امام نسفی' مطبعة العامرة

۱۹) لباب التاويل فی معانی التنزيل: ۱۳۸/۵' امام خازن' مطبعة العامرة

۲۰) البحر المحيط: ۲۵۰/۷' علامة ابن حيان الاندلسی' مطابع الضر الحديثية الرياض

۲۱) الجامع لأحکام القرآن: ۲٤۳/۷' امام قرطبی' داراحياء التراث العربی بيروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

٢٢) تفسیر القرآن العظیم: ٥٦٩/٣' علامة ابن کثیر' دارالسلام' ریاض
٢٣) تفسیر جلالین: ص ٥٦٣' امام جلال الدین محلی و سیوطی' دارالعربیة
٢٤) اللباب فی علوم الکتاب: ٥٨٨/٥' ابن عادل الحنبلی' دارالکتب العلمیة' بیروت
٢٥) نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور: ٤١٢/٥' برهان الدین البقاعی' مکتبة ابن تیمیة بیروت
٢٦) المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز: ١١٦/١٢' ابن عطیه الاندلسی
٢٧) تفسیر التحریر والتنویر: ١٠٧/٢٢' ابن عاشورا
٢٨) فتح القدیر: ٣٠٤/٤' امام شوکانی' دارالفکر' بیروت
٢٩) روح المعانی: ٨٩/٢٢' علامه آلوسی
٣٠) فتح البیان فی مقاصد القرآن: ١٤٣/١١' علامه قنوجی' إدارة إحیاء التراث الإسلامیٔ' بیروت
٣١) التفسیر المنیر لمعالم التنزیل: ١٨٩/٢' محمد بن عمر الجاوی النووی' دارالفکر' بیروت
٣٢) تفسیر المراغی: ٣٦/٢٢' احمد مصطفیٰ المراغی' إدارة إحیاء التراث العربی' بیروت
٣٣) تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان: ص ٦١٨' الشیخ علامة عبدالرحمن ناصر السعدی' مؤسسة الرسالة' بیروت
٣٤) أضواء البیان: ٥٨٦/٦' علامه شنقیطی
٣٥) تفسیر القرآن بکلام الرحمن: الأحزاب:٥٩' دارالسلام' ریاض' ابوالوفاء ثناء الله امرتسری
٣٦) تفسیر مظهری: ٣٨٤/٧' قاضی ثناء الله پانی پتی
٣٧) أیسر التفاسیر: ص ٥٨٠' الشیخ أبو بکر جابر الجزائری
٣٨) البحر المدید: ٥٣/٦' ابن عجیب الحسنی' دارالکتب العلمیة' بیروت
٣٩) التفسیر المنیر: ١٠٦/٢٢' الدکتور وهبة الزحیلی' دار الفکر' دمشق
٤٠) معارف القرآن: ٢٣٥/٧' مفتی محمد شفیع' ادارة المعارف' کراچی
٤١) تفهیم القرآن: ١٢٩/٤' مولانا مودودی' إدارة ترجمان القرآن' لاهور
٤٢) ترجمان القرآن: ٢١٥/٣' مولانا ابوالکلام آزاد' اسلامی أکادمی' لاهور
٤٣) تدبر قرآن: ٢٦٩/٦' مولانا امین أحسن اصلاحی' فاران فاؤنڈیشن' لاهور
٤٤) ضیاء القرآن: ٩٥/٤' پیر کرم شاه' ضیاء القرآن پبلیکیشنز' لاهور
٤٥) أحسن البیان: ص٥٥٨' مولانا صلاح الدین یوسف' مکتبة دارالسلام' لاهور
٤٦) معارف القرآن: ٥٤٥/٥' مولانا محمد ادریس کاندهلوی' مکتبة عثمانیه جامعة أشرفیة'

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لاھور
٤٧) تفسیر عثمانی: ص ٥٦٨، مولانا شبیر احمد عثمانی، مجمع الملك فهد، السعودیة
٤٨) أضواء البيان: ١٩٨/٦
٤٩) تفسیر کشاف: سورة النور: ٣١
٥٠) الموافقات: ١٢/٢، امام شاطبی
٥١) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب حج المرأة عن الرجل
٥٢) صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ)
٥٣) فتح الباری: ٤٩٠/٨، المكتبة السلفية
٥٤) تفسیر طبری: ٣٠٤/٩
٥٥) المستدرك على الصحيحين: ٣٩٧/٢، امام حاكم، مكتب المطبوعات الاسلامية، بيروت
٥٦) أيضاً
٥٧) تلفيق الذهبی علی المستدرك: ٣٩٧/٢، امام ذهبی، بيروت
٥٨) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أبی بكر الصديق رضي الله عنه
٥٩) صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل
٦٠) المنهاج بشرح صحيح مسلم ٣٣/١، دارالفكر، بيروت
٦١) تنقيح الأنظار: ٣٥/١، علامة محمد بن ابراهيم الصنعانی
٦٢) تقريب التهذيب، ٧٣/٢، علامة ابن حجر
٦٣) ميزان الاعتدال: ٢٧٠/٤، ابوعبدالله محمد بن احمد الذهبی، دار المعرفة، بيروت
٦٤) ايضاً: ٢٧٠/٤
٦٥) سنن النسائی، كتاب الزينة، باب ذيول النساء
٦٦) تفسیر طبری: ٣٠٤/٩
٦٧) تهذيب الكمال: ١٠٣/٧، جمال الدين يوسف المزی، مؤسسة الرسالة، بيروت
٦٨) السنن الكبرى للبيهقی، كتاب النكاح، باب ما تبدی المرأة من زينتها، امام بيهقی
٦٩) تهذيب الكمال: ٥٤/١، امام مزی
٧٠) مصنف ابن أبی شيبة، كتاب النكاح، باب ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾
٧١) تهذيب الكمال: ٣٥٩/٣
٧٢) المحرر الوجيز: ٤٨٨/١٠-٤٨٩

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۷۳) پردہ اور قرآن: ص ۷' مولانا امین احسن اصلاحی
۷٤) تفسیر الطبری: ۳۰۵/۹
۷۵) تهذیب الکمال: ۲٦۲/۵
۷٦) رواہ البخاری' کتاب التفسیر' باب قوله ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ......﴾
۷۷) رواہ البخاری' کتاب التفسیر' باب قوله ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ......﴾
۷۸) إرشاد الفحول: ص ۱۹۷' امام شوکانی
۷۹) أضواء البیان: ۵۸۵/٦
۸۰) القواعد الحسان: ص ۷' عبدالرحمن بن ناصر السعدی' مکتبة المعارف' الریاض
۸۱) المستدرك علی الصحیحین: ٤۵٤/۱
۸۲) تفسیر ابن کثیر: ۵۵٦/۳' مطبعة دارالسلام' ریاض
۸۳) تفسیر طبری: ۳۲۵/۱۰' دارالکتب العلمیة' بیروت
۸٤) الجامع لأحکام القرآن: ۲۲۷/۷' مکتبة الغزالی' دمشق
۸۵) احکام القرآن: ۳۷۰/۳' دارالکتاب العربی' بیروت
۸٦) تمام المنة: ص ٤۱' علامة ألبانی' دار الرایة' ریاض
۸۷) أضواء البیان' ۵۸۹/٦
۸۸) فتح الباری: ۵۳۰/۸' المکتبة السلفیة
۸۹) لسان العرب: ۲۹۸/۱' ابن منظور الافریقی' دار صادر' بیروت
۹۰) فتح الباری: ۵۳۰/۸' المکتبة السلفیة
۹۱) تفسیر طبری: ۳۲۵/۱۰' دارالکتب العلمیة' بیروت
۹۲) تفسیر کبیر: ۲۲٦/۱۳' امام رازی' دارالکتب العلمیة' طهران
۹۳) صحیح البخاری' کتاب المناقب' باب علامات النبوة
۹٤) تفسیر طبری: ۳٤۸/۹' دارالکتب العلمیة' بیروت
۹۵) تفسیر بغوی: ٤٤۹/٤' دارالکتب العلمیة' بیروت
۹٦) تفسیر کشاف: ۸٦/۳' طهران
۹۷) تفسیر طبری: ۳۳۲/۱۰' دار الکتب العلمیة' بیروت
۹۸) مصنف ابن ابی شیبة' کتاب صلاة التطوع والإمامة' باب فی الأمة تصلی لغیر الخمار
۹۹) صحیح البخاری' کتاب التفسیر' باب ﴿لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ﴾
۱۰۰) أصول الفقه الاسلامی: ۳٦۲/۱' مکتبة رشیدیة' کوئٹه

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باب دوم

چہرے کا پردہ:
احادیث مبارکہ کی روشنی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل اول

مثبتینِ حجاب کے دلائل

اب تک ہم نے قرآنی آیات کی روشنی میں چہرے کے پردے کے بارے میں شارع سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اب ہم اُن احادیث مبارکہ کو بیان کریں گے جو چہرے کے پردے پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض ایسی احادیث ہیں جو سابقہ باب میں بیان ہو چکی ہیں اور اکثر ایسی روایات ہیں جو ابھی تک بیان نہیں ہوئیں۔ ہم نے ان سب روایات کو یہاں جمع کر دیا ہے۔ ان روایات کو قرآنی آیات کی روشنی میں سمجھیں تو مسئلہ کھل کر واضح ہو جاتا ہے۔

قرآن کی کسی آیت کی صحیح تفسیر اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اسے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں رکھ کر سمجھیں۔ ان روایات میں بیان کردہ صحابہ کرامؓ کے طرزِ عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے ''سورۃ النور'' اور ''سورۃ الاحزاب'' کی نازل شدہ آیات کا کیا مفہوم سمجھا تھا۔ یہ روایات دراصل قرآنی آیات کی تفسیر وتبیین ہیں جس کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ پر ڈالی گئی تھی۔ دوسری طرف یہ احادیث صحابہ کرامؓ کے اس فہم کو بھی متعین کر رہی ہیں جو انہیں یہ آیات سننے کے بعد حاصل ہوا۔ گویا کہ یہ روایات ایک طرف اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال وافعال کے حوالے سے تفسیرِ رسولؐ کی طرف رہنمائی فرما رہی ہیں اور دوسری طرف صحابیاتؓ کے فرمودات وطرزِ عمل کے ذریعے تفسیرِ صحابی بھی بیان ہو رہی ہے۔ ان روایات پر حکم لگاتے وقت بخاری ومسلم کی احادیث پر حکم نہیں لگایا گیا' کیونکہ ان دونوں کتابوں کی بیان کردہ احادیث کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے۔ البتہ صحیحین کے علاوہ دیگر کتبِ احادیث سے لی گئی روایت کا حکم بھی مختصراً ساتھ ہی بیان کر دیا گیا ہے۔

چہرے کا پردہ صحیح اور حسن روایات کی روشنی میں

ان روایت کو ہم نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ بعض روایات وہ ہیں جو کہ صراحتاً ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور عام مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کے پردے پر دلالت کر رہی ہیں جبکہ بعض وہ ہیں جو اشارتاً چہرے کے پردے پر دلالت کرتی ہیں۔ پہلے ہم ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

روایات کو بیان کر رہے ہیں جو اس مسئلے میں صریح ہیں۔

۱) عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ (۱)

''اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں' پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ قافلے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں۔''

ہمارے بعض ناقدین نے اس حدیث کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص کیا ہے جو غلط ہے' کیونکہ حضرت عائشہؓ نے حدیث میں صرف اپنا طرزِ عمل بیان نہیں کیا' بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفرِ حج کے دوران جتنی بھی خواتین ہوتی تھیں ان سب کے بارے میں بتلایا ہے کہ قافلوں کے قریب سے گزرنے پر وہ اپنے چہرے اپنی چادروں سے ڈھانپ لیتی تھیں۔ یہ حدیث عام ہے اور اس کی عمومیت کی تائید اگلی روایت سے بھی ہو رہی ہے۔

ہمارے ایک ناقد نے کہا ہے یہ حدیث نہیں ہے بلکہ یہ تو قول صحابی ہے۔ ہم اس کے جواب میں یہی کہیں گے کہ یہ صاحب ''حدیث'' کی تعریف سے بھی ناواقف اور جاہل ہیں کیونکہ ''حدیث تقریری'' یہی تو ہوتی ہے کہ کوئی صحابی اللہ کے رسول ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کرے اور اللہ کے رسول ﷺ اس پر خاموشی اختیار کریں۔

ہمارے بعض ناقدین کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے بارے میں علامہ البانی کے اقوال متناقض ہیں۔ علامہ نے اس حدیث کو ضعیف ابوداؤد (رقم: ۱۸۳۳) میں ''ضعیف'' کہا ہے جبکہ حجاب المرأة المسلمه (ص ۳۲) اور مشکاۃ المصابیح (رقم: ۲۶۲۲) میں اس کو ''حسن فی الشواہد'' کہا ہے۔ اسی طرح علامہ نے جلباب المرأة المسلمه (ص ۱۰۸) میں بھی اس کو ''حسن فی الشواہد'' کہا ہے اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ حدیث ''حسن'' ہے کیونکہ بعض اوقات ایک حدیث' سند میں کسی راوی کے ضعیف ہونے کی وجہ سے فی نفسہ ضعیف ہوتی ہے لیکن اپنے جیسی بعض ہم معنی احادیث کی تائید کی صورت میں 'حسن' کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ چونکہ اس روایت کی تائید اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شواہد سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ علامہ البانی نے لکھا ہے' اس لیے یہ روایت ''حسن'' ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یزید بن ابی زیاد ''مختلف فیہ'' راوی ہے' جس کی وجہ سے بعض محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس راوی کا ضعیف ہونا ائمہ محدثین کے نزدیک اتفاقی نہیں ہے اس لیے امام مسلمؒ نے اس سے حدیث نقل کی ہے اور امام ذہبیؒ نے اسے ''صدوق'' کہا ہے۔ امام ابن حجرؒ نے ''مشکاۃ المصابیح'' کی تخریج میں اسے ''حسن'' قرار دیا ہے جیسا کہ انہوں نے کتاب کے مقدمہ میں اپنا اصول بیان کیا ہے۔ ابن حجرؒ کی یہ کتاب 'هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة' کے نام سے "دارابن القيم" سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کی جلد ۳ کے ص ۱۰۶ پر مذکورہ حدیث موجود ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس روایت کا ضعف ایسا ہے کہ اگر اس معنی کی اس جیسی کچھ اور روایات مل جائیں تو یہ ضعف دور ہو سکتا ہے۔ علامہ البانی نے اس روایت کو اس کے شواہد کی وجہ سے ''حسن'' کہا ہے اور یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔

۲) اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((وَلَا تَنتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ)) (۲)

''اور حالتِ احرام میں کوئی عورت نقاب نہ اوڑھے اور نہ ہی دستانے پہنے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وهذا مما يدل على أن النقاب والقفازين كانا معروفين في النساء اللاتي لم يحرمن وذلك يقتضي ستر وجوههن وأيديهن (۳)

''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا ان عورتوں میں معروف تھا جو حالتِ احرام میں نہ ہوتی تھیں' اور یہ فعل اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو ڈھانپیں۔''

جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں نقاب اور دستانے پہننے سے منع فرمایا۔ گویا کہ جب عورتیں حالت احرام میں نہ ہوں تو اُس وقت وہ نقاب اور دستانے پہنیں گی۔ اس طرز استدلال کو اصول فقہ کی اصطلاح میں ''مفہوم'' یا ''مفہوم مخالف'' کہتے ہیں۔ جمہور اہل علم کی رائے کے مطابق حق قول یہی ہے کہ ''مفہوم مخالف'' حجت ہے لیکن اس کے صحیح ہونے کی آٹھ شرائط ہیں جنہیں امام شوکانی نے 'ارشاد الفحول' میں نقل کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہمارے بعض ناقدین کا کہنا یہ ہے کہ پہلی اور دوسری روایت آپس میں متضاد ہیں۔ پہلی روایت میں حالت احرام میں چہرہ چھپانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری روایت میں حالت احرام میں نقاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں عورت کو نقاب کرنے سے منع کیا گیا نہ کہ چہرہ چھپانے سے' اور نقاب اس کپڑے کو کہتے ہیں جو خاص طور پر چہرہ چھپانے کے لیے سلوایا گیا ہو۔ دوسری حدیث میں عورت کو حالت احرام میں چہرہ چھپانے کے لیے سلا ہوا کپڑا استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے مثلاً برقع وغیرہ' ہاں اگر عورت کسی ایسے کپڑے سے اپنا چہرہ حالت احرام میں چھپالے کہ جو اس مقصد کے لیے نہ سلوایا گیا ہو تو جائز ہے' چاہے یہ کپڑا اس کے چہرے سے بھی مس کر رہا ہو۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

ولو غطت المرأة وجهها بشيء لا يمس الوجه جاز بالاتفاق وإن كان يمسه فالصحيح أنه يجوز أيضاً ولا تكلف المرأة أن تجافى سترتها عن الوجه لا بعود ولا بيد ولا غير ذلك فان النبى ﷺ سوى بين وجهها ويديها وكلاهما كبدن الرجل لا كرأسه ووأزواجه كن يسدلن على وجوههن من غير مراعاة المجافاة ولم ينقل أحد من أهل العلم عن النبى ﷺ أنه قال إحرام المرأة فى وجهها وإنما هذا قول بعض السلف لكن النبى ﷺ نهاها أن تنتقب أو تلبس القفازين كما نهى المحرم أن يلبس القميص والخف مع أنه يجوز له أن يستر يديه ورجليه باتفاق الأئمة والبرقع أقوى من النقاب فلهذا ينهى عنه باتفاقهم ولهذا كانت المحرمة لا تلبس مايصنع لستر الوجه كالبرقع ونحوه فانه كالنقاب(٤)

''اگر عورت حالتِ احرام میں اپنا چہرہ کسی ایسی چیز سے چھپالے جو اس کے چہرے کو مس نہ کرے تو علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے اور اگر وہ ایسی چیز سے اپنا چہرہ چھپائے کہ جو اس کے چہرے کو چھو رہی ہو تو صحیح قول یہ ہے کہ یہ بھی جائز ہے۔ عورت کو اس بات کا مکلف نہیں بنایا جا سکتا کہ وہ چہرہ چھپانے والے کپڑے کو اپنے چہرے سے کسی لکڑی یا ہاتھ یا کسی اور چیز کے ذریعے دور رکھے کیونکہ نبی ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو برابر قرار دیا ہے اور ان دونوں کا حکم وہی ہے جو مرد کے بدن کا حکم ہے اور ان دونوں کو مرد کے سر کے ساتھ تشبیہ دینا جائز نہیں ہے۔ آپؐ کی بیویاں اپنے چہروں پر کپڑا لٹکا لیا کرتی تھیں اور اس بات کا لحاظ نہیں کرتی تھیں کہ وہ ان کے چہرے سے علیحدہ رہے اور نہ ہی اہل علم میں سے کسی نے آپؐ سے یہ نقل کیا ہے کہ ''عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے''۔ یہ بعض سلف کا قول ہے۔ لیکن آپؐ نے عورت کو نقاب اور دستانے پہننے سے منع کیا ہے جیسا کہ مرد کو قمیص اور موزے پہننے سے' اور مرد کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے ہاتھ اور پاؤں حالت احرام میں چھپا سکتا ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ برقع' نقاب کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے اس لیے اس کی ممانعت پر علماء کا اتفاق ہے۔ اس لیے حالت احرام میں عورت ایسا لباس نہیں پہنے گی جو چہرہ چھپانے کے لیے ہی بنایا گیا ہو جیسا کہ برقع وغیرہ ہے جو کہ نقاب ہی کی ایک شکل ہے۔''

ہمارے بعض ناقدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث سے چہرے کے پردے کا وجوب ثابت نہیں ہوتا' زیادہ سے زیادہ اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں عورتیں حالت احرام کے علاوہ حالت میں پردہ کرتی تھیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ دعویٰ کیا ہی نہیں ہے کہ اس حدیث سے چہرے کے پردے کا وجوب ثابت ہوتا ہے بلکہ ہم تو اس باب کے شروع میں یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ بیشتر احادیث سے زیادہ سے زیادہ ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں صحابیات چہرے کا پردہ کرتی تھیں اور گھر سے باہر نکلتے وقت چہرے کو چھپانا ان کے ہاں معروف تھا۔ ان احادیث سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ چہرے کا پردہ بدعت نہیں' جیسا کہ بعض منکرین حجاب کا خیال ہے لیکن پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابیات جو یہ عمل کرتی تھیں اس کا درجہ کیا ہے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کا درجہ وجوب کا ہے کیونکہ صحابیات کا اپنے چہرے کو چھپانا درحقیقت آیت حجاب' آیت زینت' آیت جلباب وغیرہ پر عمل تھا اور ان آیات سے جس طرح چہرے کے پردے کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس پر ہم تفصیل سے پہلے باب میں گفتگو کر چکے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارے نزدیک چہرے کے پردے کے وجوب کے اصل دلائل قرآنی دلائل ہیں۔ اس کے علاوہ جو چار قسم کے دلائل کا ہم نے تذکرہ کیا ہے وہ قرآنی دلائل کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تشریح و توضیح کے طور پر کیا ہے نہ کہ مستقل دلائل کے طور پر' اگر کسی نے ہم پر نقد کرنی ہے تو ان قرآنی دلائل کے حوالے سے کرے کہ جن پر ہم نے اپنے موقف کی بنیاد رکھی ہے۔

۳) حضرت عائشہؓ ''قصة الإفك'' والی روایت میں حضرت صفوانؓ کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ:

وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي (۵)

''اورانہوں نے مجھے حجاب (کے حکم کے نزول) سے پہلے دیکھا تھا' ان کے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' کہنے کی وجہ سے میں بیدار ہوگئی' جبکہ انہوں نے مجھے پہچان لیا تھا' پس میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب سے ڈھانپ لیا۔''

یہ حدیث بھی عام ہے اور اس کی عمومیت کے دلائل ہم باب اول میں ذکر کر چکے ہیں۔ اس حدیث کو ''آیۃ الجلباب'' یعنی سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ کی روشنی میں سمجھا جائے تو اس حدیث کی عمومیت کھل کر واضح ہو جاتی ہے۔

۴) عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلَ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا (۶)

''اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی مہاجر عورتوں پر رحم کرے! جب یہ آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اُن کے دوپٹے بنا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔''

ابن حجرؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''فاختمرن أی غطین وجوھھن یعنی حضرت عائشہؓ کے قول ''فَاخْتَمَرْنَ'' کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔''

بعض منکرین حجاب نے لغت عربی سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ لکھا ہے کہ ابن حجر کا یہ ترجمہ ان کی منفرد رائے ہے اور لغت عربی میں خمار کا لفظ چہرہ ڈھانپنے کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ ہم ان منکرین حجاب کے جواب میں کہتے ہیں کہ ''خمار'' کا لفظ عربی زبان میں چہرہ ڈھانپنے کے لیے مستعمل ہے اور اس کے درج ذیل دلائل ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ا) حضرت فاطمہ بنت منذرؒ بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ (۷)

''ہم اپنے چہروں کو خمار (چادر) سے ڈھانپتی تھیں اس حال میں کہ ہم حالتِ احرام میں ہوتیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔''

ب) اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

كنا ندخل على اُم المؤمنين يوم التروية فقلت لها يا أم المؤمنين! هنا امرأة تأبى أن تغطي وجهها وهي محرمة فرفعت عائشة خمارها من صدرها فغطت به وجهها (۸)

''ہم ۸ ذی الحجہ کو اُمّ المؤمنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو میں نے کہا: اے اُمّ المؤمنین! یہاں ایک عورت ایسی ہے جو کہ حالت احرام میں اپنے چہرے کو چھپانے سے انکار کرتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اس کا خمار (چادر) اس کے سینے سے اٹھایا اور اس سے اس کا چہرہ ڈھانپ دیا۔''

وہ عورت حالت احرام میں چہرہ ڈھانپنے کو اللہ کے رسول ﷺ کے بعض فرامین کی وجہ سے ناجائز سمجھ رہی تھی' جبکہ حضرت عائشہؓ نے اس کا چہرہ ڈھانپ کر اسے یہ بتلایا کہ حالتِ احرام میں چہرہ ڈھانپا جا سکتا ہے۔

ج) خود علامہ البانی نے بھی ''حجاب المرأة المسلمة'' میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ خمار چہرے کو ڈھانپنے کے لیے بھی بعض اوقات استعمال ہو جاتا تھا۔ علامہ البانی ایک شعر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قل للمليحة في الخمار المذهب
أفسدت نسك أخي التقى المذهب
نور الخمار ونور خدك تحته
عجبا لوجهك كيف لم يتلهب

فقد وصفها بأن خمارها كان على وجهها أيضاً (۹)

''تو ملیحہ سے جا کر کہہ دے کہ تو نے اپنے سنہری خمار (چادر) کی وجہ سے میرے درویش صفت بھائی کے تقویٰ اور مذہب کو خراب کر دیا ہے۔ خمار (چادر) کا نور اور پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اُس کے نیچے تیرے رخساروں کا نور ہے۔ مجھے تیرے چہرے پر تعجب ہے کہ وہ (اتنے نور کے باوجود) ابھی تک شعلے کی مانند بھڑکا کیوں نہیں! شاعر نے اپنی محبوبہ کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ اُس کا خمار اُس کے چہرے پر بھی تھا۔'' علامہ البانی کا کلام ختم ہوا۔

محل استشہاد ''نور الخمار ونور خدك تحته'' ہے۔

پس ثابت ہوا کہ صحابہ کرام اور تابعین اپنی لغت میں خمار کا لفظ چہرہ ڈھانپنے کے لیے استعمال کرتے تھے اب اس کے بعد کوئی اگر یہ مطالبہ کرے کہ مجھے لسان العرب' القاموس المحیط اور مقاییس اللغۃ جیسی لغت عربی کی کتب سے یہ نکال کر دکھاؤ کہ لفظ خمار چہرہ ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس کے بارے ہم یہی کہیں گے: ﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوْا سَلَامًا﴾

۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِی الْعُقَیْسِ جَاءَ یَسْتَاْذِنُ عَلَیْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَاَبَیْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرْتُهُ بِالَّذِیْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ آذَنَ لَهُ (۱۰)

''حضرت عائشہؓ اپنے رضاعی چچا اُفلح کے بارے میں بیان کرتی ہیں جو ابو عُقیس کے بھائی تھے' کہ انہوں نے مجھ سے حجاب کی آیات نازل ہونے کے بعد گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں نے آپؐ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں افلح کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دوں۔''

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی تشریح میں بیان کرتے ہیں:

''وفيه وجوب احتجاب المرأة من الرجال الأجانب''

''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کا اجنبی مَردوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔''

حضرت عائشہؓ کا پہلے یہی خیال تھا کہ اپنے رضاعی چچا سے بھی پردہ ہے' اس لیے انہوں نے اپنے رضاعی چچا کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ کے بتانے پر کہ رضاعی چچا سے عورت کا پردہ نہیں ہے' آپؓ نے اپنے چچا کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ یُسَمّٰی اَفْلَحَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَأَخْبَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا : ((لَا تَحْتَجِبِيْ مِنْهُ)) (۱۱)

''حضرت عُروۃؒ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے خبر دی کہ ان کے رضاعی چچا افلح نے ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عائشہؓ نے ان سے پردہ کرلیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس معاملے کی خبر دی تو آپؐ نے فرمایا: ''اس سے پردہ نہ کرو۔''

٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَقَدْ اَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ: ((عَلَيْكَ الْمَرْاَةَ)) فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلٰى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَاَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ :((آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ (۱۲)

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ہم عسفان سے واپسی کے وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ آپؐ اونٹنی پر سوار تھے اور آپؐ کے پیچھے حضرت صفیہ ؓ تھیں۔ اچانک اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور اللہ کے رسول ﷺ حضرت صفیہؓ سمیت نیچے گر گئے۔ حضرت ابوطلحہؓ فوراً آپؐ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ مجھے آپؐ پر فدا کرے! آپؐ نے فرمایا: ''عورت کی خبر لو۔'' حضرت ابوطلحہؓ نے کپڑا اپنے منہ پر ڈالا اور حضرت صفیہؓ کے پاس آئے' پھر اپنا کپڑا اُن پر ڈال دیا اور آپؐ اور حضرت صفیہؓ کی سواری کو درست کیا تو وہ دونوں سوار ہو گئے۔ اس کے بعد ہم آپؐ کے آس پاس رہے۔ جب ہم مدینہ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: ((آيِبُوْنَ' تَائِبُوْنَ' عَابِدُوْنَ' لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) اور مدینہ میں داخل ہونے کے وقت تک آپؐ برابر یہی دعا پڑھتے رہے۔''

ایک اور روایت میں الفاظ ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو جب اپنے ساتھ سوار کیا تھا تو ان کے چہرے پر ایک چادر ڈال دی تھی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

وَسَتَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَمَلَهَا وَرَاءَهُ وَجَعَلَ رِدَاءَهُ عَلٰى ظَهْرِهَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَوَجْهَهَا (۱۳)

''اور اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو ڈھانپا اور انہیں اپنے پیچھے (اونٹ پر) سوار کیا اور اپنی چادر حضرت صفیہؓ کی کمر اور چہرے پر ڈال دی۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن حضرت صفیہؓ کے ساتھ قیام فرمایا تو مسلمانوں میں اختلاف ہو گیا کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح کیا ہے یا ان کو لونڈی بنا کر رکھا ہے' تو بعض صحابہ کرامؓ کہنے لگے:

اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ (۱٤)

''اگر آپؐ نے ان سے پردہ کروایا تو وہ اُمہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر آپؐ نے ان سے پردہ نہ کروایا تو وہ آپؐ کی لونڈی ہوں گی۔ پس جب آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا تو حضرت صفیہؓ کو پیچھے بٹھا لیا اور پردہ کھینچ دیا۔''

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ کے زمانے میں حرائر (یعنی آزاد عورتوں) کے لیے پردہ تھا' جبکہ لونڈیوں کے لیے پردہ نہ تھا۔

۷) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ طائف کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ اور مکہ کے درمیان مقام ''جعرانہ'' پر پڑاؤ ڈالا اور آپؐ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے۔ آپؐ نے ایک پیالے میں پانی منگوا کر اس سے دونوں ہاتھ اور منہ دھویا اور اس میں کلی بھی کی۔ پھر آپؐ نے ہم دونوں سے کہا کہ اس پانی کو پی لو' اپنے منہ اور سینے پر ڈالو اور خوشخبری حاصل کرو' تو ہم نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد روایت کے الفاظ ہیں:

فَنَادَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً (۱۵)

''تو حضرت اُمّ سلمہؓ نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ پانی چھوڑ دینا تو انہوں نے اس میں سے کچھ پانی ان کے لیے چھوڑ دیا۔''

یہ حدیث بھی عام ہے اور اس کی عمومیت کی دلیل اگلی حدیث ہے۔

۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَوْمَتِ امْرَاَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهٗ فَقَالَ: ((مَا اَدْرِيْ اَيَدُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رَجُلٍ اَمْ يَدُ امْرَأَةٍ)) قَالَتْ : بَلِ امْرَأَةٌ قَالَ :((لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ)) (١٦)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اپنے ہاتھ سے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف اشارہ کیا اس حال میں کہ اس عورت کے ہاتھ میں ایک خط تھا۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے'' تو اس عورت نے کہا کہ میں عورت ہوں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہے تو اپنے ناخنوں کو مہندی لگا کر تبدیل کرو (تاکہ مرد اور عورت میں فرق ہو سکے)۔''

اس حدیث میں عورت کا پردے کے پیچھے سے آپ ﷺ کو خط دینا یہ واضح کر رہا ہے کہ عورتیں جب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو پردے میں ہوتی تھیں۔

ہمارے بعض ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس حدیث کی سند میں ''مطیع بن میمون'' راوی ضعیف ہے اور ''صفیہ بنت عصمہ'' مجہول ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہ ناقدین علم مصطلح الحدیث کی فنی باریکیوں سے جہالت کی وجہ سے ہر دوسری روایت کو صرف علم اسماء الرجال کی روشنی میں ضعیف قرار دیتے ہیں حالانکہ کسی حدیث کی صحت وضعف کے بارے میں حکم لگانے کے لیے صرف اسماء الرجال کی کتابیں کھول لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے علم مصطلح الحدیث کے وسیع وعمیق مطالعے کی ضرورت ہے۔ علم مصطلح الحدیث کے مطابق روایات چار قسم کی ہیں:

ا) وہ روایات جو سند اور متن دونوں کے اعتبار سے صحیح ہیں مثلاً صحیح بخاری کی روایات

ب) وہ روایات جو سند اور متن دونوں اعتبار سے ''ضعیف'' ہیں۔

ج) وہ روایات جو سند کے اعتبار سے صحیح لیکن متن کے اعتبار سے ''ضعیف'' ہوتی ہیں مثلاً مضطرب المتن وغیرہ

د) بعض روایات ایسی ہیں جو سند کے اعتبار سے ''ضعیف'' ہیں لیکن جب ان کے کچھ شواہد مل جائیں تو وہ متن کے اعتبار سے صحیح ہوتی ہیں اور ان کو ''حسن لغیرہ'' کہتے ہیں یعنی بذاتہ یہ روایت ''ضعیف'' ہے لیکن اس کے غیر (بعض دوسری ضعیف روایات) نے اسے ''حسن'' بنا دیا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے 'مقدمۃ اصول تفسیر'' میں روایات کے ضمن میں اس مسئلے پر بڑی عمدہ اصولی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گفتگو کی ہے جس کا مطالعہ ان معاصر ''متحدثین'' کے لیے مفید رہے گا جو ''حسن لغیرہ'' کو مقبول حدیث میں شمار نہیں کرتے ہیں۔ ہم اس موضوع پر اصولی گفتگو ان شاء اللہ بعض دوسرے مقامات پر کریں گے۔

مذکورہ بالا روایت بھی سنداً ''ضعیف'' ہے لیکن متن کے اعتبار سے ''حسن'' ہے'اسی لیے علامہ البانی نے ''مشکوۃ: ۴۳۹۳'' میں کہا ہے کہ ''اسنادہ ضعیف۔'' لیکن ''صحیح ابوداؤد: ۴۱۶۶'' میں اسے ''حسن'' کہا ہے اور اسی طرح ''صحیح النسائی: ۵۱۰۴'' میں بھی اسے ''حسن'' کہا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عورت کے لیے اپنے ہاتھ کا اظہار اجنبی افراد کے سامنے جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں آپؐ کے زمانے میں اجنبی افراد سے پردہ کرتی تھیں۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ یہ پردہ واجب تھا یا سنت؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پردہ واجب تھا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اس کے واجب ہونے کی دلیل کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابیات کا یہ پردہ کرنا قرآنی آیات و احکام حجاب پر عمل تھا اور قرآنی آیات و احکام حجاب سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ واجب ہے جیسا کہ ہم تفصیل سے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

اب ہم چند ان روایات کا تذکرہ کریں گے جو چہرے کے پردے پر اشارتاً دلالت کرتی ہیں:

۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) فَقَالَتْ اُمُّ سَلْمَۃَ : فَکَیْفَ یَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُیُوْلِھِنَّ؟ قَالَ : ((یُرْخِیْنَ شِبْرًا)) فَقَالَتْ : اِذًا تَنْکَشِفُ أَقْدَامُھُنَّ قَالَ: ((فَیُرْخِیْنَہٗ ذِرَاعًا لَا یَزِدْنَ عَلَیْہِ)) (۱۷)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی اپنے کپڑے کو تکبر کے باعث کھینچے (یعنی لٹکائے) گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائیں گے'' تو حضرت اُم سلمہؓ نے سوال کیا: عورتیں اپنے پلو کا کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اسے ایک بالشت لٹکا لیں۔'' حضرت اُم سلمہؓ نے عرض کی: تب تو ان کے پاؤں ننگے رہ جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تو وہ ایک ہاتھ لٹکا لیں' لیکن اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔''

یہ حدیث واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ عورت کے لیے اپنے قدم یعنی پاؤں کا ڈھانپنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واجب ہے۔ تو جب پاؤں کا ڈھانپنا واجب ہے تو چہرے کا ڈھانپنا بالاؤ ولیٰ واجب ہے' کیونکہ چہرے کو کھلا رکھنے میں پاؤں کی نسبت زیادہ فتنے کا اندیشہ ہے۔

ہم نے اس حدیث سے چہرے کے پردے کا اثبات ''دلالتِ اُولیٰ'' کے اصول کے تحت کیا ہے جو اصول فقہ کا ایک معروف اصول ہے لیکن ہمارے ایک ناقد جو عربی زبان کی تھوڑی بہت شد بد تو رکھتے ہیں لیکن شرعی علوم و اصطلاحات سے بالکل ناواقف ہیں' ہم پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''دلالت اولیٰ'' کس بلا کا نام ہے! اگر یہ صاحب اصول فقہ کی کسی چھوٹی سی کتاب کا بھی مطالعہ فرما لیتے تو ان پر واضح ہو جاتا کہ ''دلالت اُولیٰ'' کس بلا کو کہتے ہیں۔ کسی عالم نے کیا خوب کہا ہے کہ عربی زبان کا علم رکھنے سے کوئی شخص عالم نہیں بن جاتا' عالم بننے کے لیے تو مدارس میں جا کر پختہ علماء کی صحبت میں ایک طویل عرصے تک کے لیے علومِ شرعیہ قرآن' حدیث' اصول فقہ' اصول حدیث' اصول تفسیر' اصول عقیدہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اگر صرف عربی زبان جاننے سے آدمی عالم بن جاتا تو سارے اہل عرب عالم ہوتے۔

ہمارے ایک ناقد نے ہم پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم نے عربی لفظ ''ذیل'' کا ترجمہ ''پلو'' کیا ہے جو غلط ہے اور اس کا صحیح ترجمہ ''دامن'' ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ صاحب ہم پر اعتراض کرنے سے پہلے کوئی اردو لغت ہی کھول کر دیکھ لیتے تو ان پر یہ بات واضح ہو جاتی کہ اردو زبان میں ''پلو'' کا لفظ ''دامن'' کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور یہ دونوں مترادف الفاظ بھی ہیں۔ ہمارا ان صاحب کو مشورہ یہ ہے کہ ہمیں عربی لغت دیکھنے کی نصیحت کرنے کی بجائے پہلے خود اردو لغت دیکھنے کی عادت ڈالیں۔

۱۰) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَآءِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ)) (۱۸)

''حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں پر داخل ہونے سے بچو (یعنی مردوں کا عورتوں کی محفلوں میں جانا ممنوع ہے)'' تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا شوہر کے قریبی رشتہ داروں (مثلاً دیور وغیرہ) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ ؐ نے فرمایا: ''شوہر کے قریبی رشتہ دار تو موت ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس حدیث میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مَردوں کو عورتوں سے معاملہ کرتے وقت اُن کے سامنے آنے سے منع فرمایا۔ یعنی اگر کوئی معاملہ کرنا ہے تو آیت قرآنی ﴿فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ کے مصداق پردے کے پیچھے سے ہونا چاہیے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث اختلاطِ مَردو زن کی مُمانعت کی بھی واضح دلیل ہے۔

اکثر و بیشتر منکرین حجاب چہرے کے پردے کے خلاف تو ہیں ہی، اس پر مستزاد یہ کہ مردو زن کے اختلاط کے بھی قائل ہیں۔ ہمارے ایک ناقد ایک جگہ فرماتے ہیں:

> ''غربت کی ماری عورت کو گھر سے باہر نکل کر تلاشِ معاش میں سرگرداں رہنا پڑتا ہے۔ شہروں میں وہ گھروں میں جھاڑو پوچا لگاتی ہے، سڑک پر روڑی کوٹتی ہے، سر پر اینٹیں رکھ کر تعمیر کے کام میں حصہ لیتی ہے، بھٹوں پر اینٹیں تیار کرتی ہے، دیہات میں وہ مَردوں کے شانہ بشانہ ابتدائے آفرینش سے کام کر رہی ہے اور کام کرتی رہے گی۔''
>
> (کتاب ہذا: ص23)

ہمیں تعجب ہے ان صاحب پر، کہ مرد و زن کے اختلاط کو ثابت کرنے کے لیے وہ عورتوں پر ہونے والے ظلم کو کس دیدہ دلیری سے سند جواز عطا فرما رہے ہیں! ہمارا اُن سے سوال ہے کہ اگر ایسا ہو رہا ہے تو کیا یہ سب کچھ صحیح ہو رہا ہے؟ کیا ایسا ہونا چاہیے؟ کیا اسلام عورتوں کو معاش کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے؟ کیا عورت کی اصل ذمہ داری اپنے گھر کو سنبھالنا اور اپنے بچوں کی تربیت کرنا ہے یا سڑکوں، گلی کوچوں، دوسروں کے گھروں میں جا کر صفائی کرنا، بھٹوں پر اینٹیں تیار کرنا، سڑکوں پر روڑی کوٹنا ہے؟ کیا عورتوں سے جنہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نازک آبگینوں سے تشبیہہ دی ہے، ایسے کام لینا اُن پر ظلم نہیں ہے؟ اگر یہ سب کچھ ظلم ہے، اور یقیناً ایسا ہی ہے، تو ان صاحب کو تو چاہیے تھا کہ اِس ظلم کے خلاف قلم اُٹھاتے نہ کہ اس ظلم کو بنیاد بنا کر مرد و زن کے اختلاط کو ثابت کرنے لگ جاتے۔

حجاب کے منکرین اور اس کا اثبات کرنے والوں کے درمیان یہی فرق ہے۔ علماء اور مذہبی رہنما حجاب کا اثبات اس لیے کرتے ہیں تا کہ عورت کو عزت ملے اور وہ گھر کی مالکن بن کر گھر میں رہے۔ گھر کے باہر کی ساری ذمہ داریاں مرد کے اوپر ہیں۔ مرد ہی اصل میں اپنی بیوی اور بچوں کے نان نفقے کا ذمہ دار ہے، اسی وجہ سے تو مرد کو قرآن میں قوّام کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ (النساء: ٣٤)

''مَرد عورتوں پر حاکم ہیں' اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر (یعنی مَردوں کو عورتوں پر) فضیلت دی ہے اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ مرد (عورتوں پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔''

دوسری طرف منکرینِ حجاب کا طرزِ عمل دیکھیں۔ وہ عورتوں کو گھر کی مالکن کے بجائے دوسروں کے گھروں کی خادمہ بنانا چاہتے ہیں' تاکہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کی بجائے دوسروں کے بچوں کو سنبھالے اور اپنے شوہر کی خدمت کی بجائے اجنبی مَردوں کی خدمت کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ مَردوں نے ہمیشہ عورت کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے تختۂ مشق بنایا ہے۔ اہل مغرب جو عورتوں کے حقوق کے دعوے دار ہیں' عورت کا سب سے زیادہ استحصال وہی کرتے ہیں۔ اپنی جنسی خواہشات وہوس کی تکمیل کے لیے مغرب کے مرد نے حقوقِ نسواں کی تحریکوں کے ذریعے عورتوں کو گھروں سے باہر نکالا اور مساواتِ مرد وزن کے نعرے لگا کر اپنی معاشی ذمہ داریوں سے جان چھڑائی اور عورتوں کے گھر سے باہر نکل کر کام کاج کرنے کو آزادیٔ نسواں کا نام دیا۔ اسلام تو ہمیں یہ درس سکھلاتا ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ اس کے گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹائے چہ جائیکہ مرد گھر اور بچوں کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنی معاشی ذمہ داریاں بھی عورت کے کندھوں پر ڈال دے۔

اضطراری کیفیت میں عورت کا گھر سے باہر نکل کر کام کرنا ایک علیحدہ مسئلہ ہے' لیکن جو کچھ ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے اس کو سندِ جواز عطا کرنا ظلم وزیادتی ہے۔

(۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)) (١٩)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت تو چھپانے کی چیز ہے۔ جب یہ (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے۔''

اس حدیث میں عورت کو ''عورۃ'' کہا گیا ہے' یعنی چھپانے کی شے۔ اس سے مراد ہے کہ عورت کا سارا جسم ''عورۃ'' ہے جس کو چھپانا چاہیے۔ اس سے مستثنیٰ وہی ہے جس کو قرآن نے ''إلا ما ظهر منها'' کے الفاظ میں بیان کر دیا ہے یعنی جن کے چھپانے میں مشقت ہو اور وہ عورت کے ہاتھ' کپڑے' آنکھیں اور ان کی زینت وغیرہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کو اسلام پسند نہیں کرتا۔ اس سے ملتی جلتی بعض روایات میں الفاظ ہیں:

إن المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان وأقرب ما تكون من وجه ربها وهي في قعر بيتها(۲۰)

''عورت تو چھپانے کی چیز ہے۔ جب یہ (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اور عورت اپنے رب کی رضا سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر میں ہی گوشہ نشین ہو جائے۔''

ابن العربی نے ''عارضۃ الأحوذی: ۹۲/۳'' میں ابن القطان نے ''احکام النظر: ۱۳۷'' میں جبکہ علامہ البانی نے ''صحیح الترغیب: ۳۴۶'' میں اس حدیث کو 'صحیح' کہا ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو ''حسن غریب'' کہا ہے۔ ابن حزم نے ''المحلی: ۲۰۱/۴'' میں اسے ''قابل احتجاج'' کہا ہے۔

۱۲) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً اَخْطُبُهَا فَقَالَ: ((اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَإِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)) فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا اِلٰى اَبَوَيْهَا وَاَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَاَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ، قَالَ فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا فَقَالَتْ: اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَكَ اَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَاِلَّا فَاَنْشُدُكَ كَاَنَّهَا اَعْظَمَتْ ذٰلِكَ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا))(۲۱)

''میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپؐ کے سامنے ایک عورت کا تذکرہ کیا جس سے میں منگنی کرنا چاہتا تھا تو آپؐ نے فرمایا: ''جا کر پہلے اس کو (ایک نظر) دیکھ لو یہ بات تمہارے مابین محبت کا باعث ہو گی''۔ میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا تو میں نے اس کے والدین سے نکاح کی بات کی اور انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے قول کے بارے میں بتایا۔ والدین نے لڑکی کے دیکھنے کو ناپسند کیا۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے میری بات سن لی اور وہ پردے میں کھڑی تھی۔ اس لڑکی نے کہا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے تو تم دیکھ لو اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا۔ گویا اس عورت نے اللہ کے رسول ﷺ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فرمان کو بڑا جانا۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کرلیا۔''

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حجاب کرتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک مرد ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجتا تھا تو اس کے باوجود بھی دیکھ نہ سکتا تھا۔

اس روایت کو امام ترمذی نے ''سنن الترمذی: ۱۰۸۷'' میں جبکہ امام بغوی نے 'شرح السنۃ: ۱۴/۵'' میں ''حسن'' کہا ہے۔ ابن القطان نے اس روایت کو 'احکام النظر: ۳۸۷'' میں' ابن الملقن نے ''البدر المنیر: ۵۰۳/۷'' میں جبکہ علامہ البانی نے ''صحیح ابن ماجہ: ۱۵۲۴'' میں ''صحیح'' کہا ہے۔

ابن فارس نے ''مقاییس اللغۃ'' میں لفظ ''خدر'' کے چار بنیادی معنوں کا تذکرہ کیا ہے: اندھیرا' پردہ' دیر لگانا اور ٹھہرانا۔ ہم نے اس حدیث کے ترجمے میں ''خدر'' کا ترجمہ ''پردہ'' کیا ہے جس پر ہمارے بعض ناقدین نے اعتراض کیا ہے کہ یہ ترجمہ غلط ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ ترجمہ لغت کے ساتھ ساتھ حدیث سے بھی ثابت ہے۔ علامہ سندی نے ابن ماجہ کی شرح میں ''خدرھا'' کا ترجمہ ''سترھا'' کیا ہے کیونکہ بعض احادیث میں یہ لفظ ''پردے'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

مر بامرأۃ وھی فی خدرھا معھا صبی فقالت ألھذا حج؟ قال: نعم ولك أجر (سنن النسائی' کتاب مناسك الحج' باب الحج بالصغیر)

''اللہ کے رسول ﷺ کا ایک عورت کے پاس سے گزر ہوا جو پردہ میں تھی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا تو اس نے سوال کیا: کیا اس کے لیے بھی حج ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں' اور تیرے لیے اس کا اجر ہے۔''

پس یہ اعتراض بے بنیاد ہے کہ ''خدر'' کا ترجمہ ''پردہ'' کرنا غلط ہے۔ ہمارے ایک ناقد نے ''خدر'' کا ترجمہ عورت کی خلوت گاہ کیا ہے۔ اگر اس کا ترجمہ ''عورت کی خلوت گاہ'' بھی کر لیا جائے تو پھر بھی اس سے نفس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ عورت چاہے اپنی خلوت گاہ میں ہو یا پردے میں' دونوں صورتوں میں وہ اجنبی افراد سے حجاب میں ہوتی ہے۔

ہمارے ایک ناقد ہم پر اعتراض کرتے ہوئے حدیث کے الفاظ ''اِذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا فَاِنَّہٗ اَجْدَرُ'' کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''آپ نے فرمایا: جاؤ اسے دیکھ لو یعنی اسے خصوصی طور پر دیکھ لو کہ وہ اس قابل ہے''

ہمارے ناقد اپنا موقف سیدھا کرنے کے لیے ''فإنہ'' میں ''ہ'' کی ضمیر عورت کی طرف لوٹا رہے ہیں جو قطعاً غلط ہے۔ مذکر کی ضمیر عورت کی طرف کیسے لوٹ سکتی ہے جبکہ کوئی قرینہ بھی نہ ہو؟

۱۳) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ : خَطَبْتُ امْرَأَةً فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّأُ لَهَا حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَيْهَا فِيْ نَخْلٍ لَهَا فَقِيْلَ لَهٗ اَتَفْعَلُ هٰذَا وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((اِذَا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا)) (۲۲)

''حضرت محمد بن مسلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک عورت کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور میں اس کو چوری چھپے دیکھنے کی کوشش کرنے لگ گیا' حتیٰ کہ ایک دن وہ عورت اپنے باغ میں گئی تو میں نے (موقع پا کر) اس کو دیکھ لیا تو مجھ سے لوگوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے'' جب کسی مرد کا کسی عورت سے شادی کا ارادہ ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ کے یہ الفاظ کہ ''فَلَا بَأْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا'' اس بات کی دلیل ہیں کہ اگر کسی عورت سے نکاح کی خواہش ہو تو اس کو دیکھنے کی رخصت ہے' اس کے علاوہ نہیں۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ کا تکلف کر کے اس عورت کو دیکھنے کی کوشش کرنا اور اس کے باجود نہ دیکھ پانا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں اس زمانے میں حجاب کرتی تھیں۔ اسی طرح اگر وہ عورت بھی حجاب نہ کرتی ہوتی تو حضرت محمد بن مسلمہؓ کو چوری چھپے تکلف کر کے اس خاتون کو دیکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

ہمارے بعض ناقدین نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں ایک راوی ''حجاج بن ارطاۃ'' ضعیف ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث قابل حجت نہیں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو علامہ البانی نے ''ارواء الغلیل: ۱۷۹۱'' میں اور ''صحیح ابو داؤد: ۲۰۸۲'' میں ''حسن'' کہا ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث ''سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح' باب فی الرجل ینظر الی المرأۃ'' میں بھی ایک دوسری سند کے ساتھ موجود ہے اور اس کی اس سند میں حجاج بن ارطاۃ راوی نہیں ہے۔ اس حدیث کو اس سند کے ساتھ علامہ البانی نے ''صحیح ابن ماجہ: ۱۵۲۲'' میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''صحیح'' کہا ہے۔

۱۴) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ ' قَالَتِ امْرَأَةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ :((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا)) (۲۳)

''حضرت اُمّ عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین کے دن نکالیں' وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں حاضر ہوں' اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''اس کی سہیلی اس کو اپنی چادر میں شریک کرے۔''

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں بغیر چادر باہر نکلنے کا کوئی تصور بھی نہ تھا۔ چادر کے لیے اس حدیث میں جلباب کا ذکر آیا ہے اور ہم پہلے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ جلباب وہ چادر ہے جو آپؐ کے زمانے میں ازواج مطہرات اور مؤمن عورتیں گھر میں بھی اور گھر کے باہر بھی استعمال کرتی تھیں۔ گھر میں یہ چادر نماز وغیرہ کے لیے استعمال ہوتی تھی اس لیے عورتیں اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ جسم کو ڈھانپتی تھیں لیکن گھر سے باہر نکلتے وقت امہات المؤمنین اور عام مؤمن عورتیں اسی چادر سے اپنے جسم کے علاوہ اپنے چہرے کو بھی چھپا لیتی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی بخاری کی روایت ''فخمرت وجھی بجلبابی'' سے ظاہر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل دوم

قائلین استحبابِ حجاب اور احادیثِ مبارکہ

حجاب کے استحباب کے دلائل کو علامہ البانی نے اپنی کتاب ''حجاب المرأة المسلمة'' اور ''جلباب المرأة المسلمة'' میں بیان کیا ہے۔ منکرین حجاب (یعنی حجاب کو بدعت یا تہذیبی روایت یا مشقت قرار دینے والے) بھی اپنی تحقیق میں علامہ البانی ہی کے دلائل سے استفادہ کرتے ہوئے حجاب کو بدعت یا مسلمانوں کی ایک تہذیبی روایت یا دین میں مشقت قرار دیتے ہیں۔ علامہ البانی نے اپنی کتاب ''حجاب'' اور ''جلباب المرأة المسلمة'' میں چہرے کے پردے کے مستحب ہونے کے حوالے سے تیرہ احادیث بیان کی ہیں۔ ہم بالترتیب ان احادیث سے کیے گئے استدلال پر اپنی کچھ معروضات پیش کریں گے۔

پہلی دلیل

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ فَاَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَاِنَّ اَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لِاَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ)) قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ اَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ (٣٣)

''حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں نماز عید میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا' تو آپؐ نے خطبہ سے پہلے نماز کو بغیر اذان و اقامت کے شروع کیا' پھر آپؐ حضرت بلالؓ کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کی اطاعت کی ترغیب دلائی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ پھر آپؐ عورتوں کے پاس آئے اور ان سے کہا تم صدقہ کیا کرو' کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیں۔عورتوں کے درمیان سے ایک عورت کھڑی ہوگئی جو سرخی مائل سیاہ رخساروں والی تھی۔اس عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسا کیوں ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''یہ اس وجہ سے ہوگا کہ تم بہت زیادہ شکایت اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔'' راوی کہتے ہیں کہ وہ عورتیں اپنے زیورات میں سے کانوں کی بالیاں اور ہاتھوں کی انگوٹھیاں اتار اتار کر حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔''

اس حدیث میں ''سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ'' کے الفاظ سے منکرین حجاب یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ اس عورت کا چہرہ کھلا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہ دیا حالانکہ یہ استدلال درست نہیں ہے۔اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

ا) عورت کے چہرے سے اتفاقاً کپڑے کا سرک جانا: اس بات کا قوی احتمال موجود ہے کہ جس عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا وقتی طور پر اس کے چہرے سے کپڑا کھسک گیا ہو:

ل) اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اُس زمانے میں کپڑوں کی کمی تھی۔عورتوں کے پاس اپنا پورا جسم ڈھانپنے کے لیے بھی کپڑا موجود نہ ہوتا تھا۔جیسا کہ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ' قَالَتِ امْرَأَةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ :((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا)) (٣٤)

''حضرت اُمّ عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم عیدین کے دنوں میں حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو بھی نکالیں اور وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں' اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔تو ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی سہیلی اپنی چادر میں اس کو بھی شریک کرے۔''

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کپڑا کم ہونے کی وجہ سے دو دو عورتیں بعض اوقات ایک ہی چادر اپنے اوپر لپیٹ کر عید کی نماز کے لیے آتی تھیں۔ایسے حالات میں کسی عورت کے چہرے سے عارضی طور پر چادر کا سرک جانا بالکل فطری بات ہے' خصوصاً جبکہ وہ عورت سوال کرنے کے لیے بھی کھڑی ہوتی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ب) بعض دوسری روایات سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اس عورت کے چہرے سے چادر وقتی طور پر کھسک گئی تھی۔ حضرت جابر بن عبداللہ واحد صحابی ہیں جنہوں نے یہ روایت بیان کرتے وقت اس عورت کے حوالے سے ''سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ'' کے الفاظ بیان کیے ہیں' جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ' حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ وغیرہم جب اسی روایت کو بیان کرتے ہیں تو عورت کے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کا تذکرہ تو کرتے ہیں لیکن اس عورت کے چہرے کے حوالے سے ''سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ'' کی صفت بیان نہیں کرتے' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت جب آپؐ سے سوال کرنے کے لیے کھڑی ہونے لگی تو اس وقت عارضی طور پر اس کی چادر یا اس کی سہیلی کی چادر اس کے چہرے سے کھسک گئی اور اس دوران میں حضرت جابرؓ کی نگاہ اس عورت پر پڑی اور انہوں نے اس کے چہرے کی اس صفت کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے الفاظ ہیں:

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ (۳۵)

''ایک عورت نے آپؐ کو جواب دیا' اور کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے کہا:''ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! اور حسنؒ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ عورت کون تھی۔''

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے الفاظ ہیں:

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: وَلِمَ ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ (۳۶)

''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ایسا کیوں ہوگا؟''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے الفاظ ہیں:

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ: وَمَالَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ (۳۷)

''تو ان میں سے ایک رائے رکھنے والی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوگا؟''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے:

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ أَوْ مِنْ أَعْقَلِهِنَّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِيمَ أَوْلِمَ أَوْ بِمَ؟ (۳۸)

''تو ایک عورت نے کہا جو سربرآوردہ اور زیادہ عقل مند لوگوں میں سے نہیں تھی: اے اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے رسول ﷺ! ایسا کیوں یا کس وجہ سے ہوگا؟''

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ''سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ'' کے الفاظ نقل کرنے میں حضرت جابرؓ منفرد ہیں اور باقی صحابہ کرامؓ اس روایت کو نقل کرتے ہیں تو صرف عورت کا تذکرہ کرتے ہیں' جبکہ اس کی صفت 'سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ'' کا ذکر نہیں کرتے' جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس عورت کے چہرے سے عارضی طور پر کپڑا کھسک گیا تھا اور اس دوران حضرت جابرؓ کی نظر اس عورت پر پڑی اور انہوں نے اس عورت کی نشاندہی کے لیے اس کی مذکورہ صفت کو بھی نقل کر دیا جیسا کہ بعض دوسرے صحابہؓ نے بھی اس عورت کی تعیین کے لیے اس کی بعض صفات کو نقل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ''جزلة'' یعنی صاحب رائے خاتون جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے 'لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ اَوْ اَعْقَلِهِنَّ'' یعنی درمیانے درجے کی خاتون کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

۲) **عورت بوڑھی تھی:** بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ وہ عورت بوڑھی تھی لہٰذا ''قواعد'' کے حکم کے مطابق اس کے لیے چہرے کا پردہ نہ کرنے کی رخصت تھی کیونکہ لفظ 'سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ'' عربی زبان میں مجازاً اُس عورت کے لیے بھی بولا جاتا ہے کہ جس کی ساری زندگی محنت ومشقت میں گزری ہو اور اس محنت ومشقت کی وجہ سے اس کا چہرہ مرجھا گیا ہو اور رنگ اور خدوخال متغیر ہو گئے ہوں' جیسا کہ ایک روایت میں یہ الفاظ اس معنی میں استعمال بھی ہوئے ہیں۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوْمَأَ يَزِيْدُ بِالْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا)) (۳۹)

''حضرت عوف بن مالک الاشجعیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور سرخی مائل سیاہ گالوں والی عورت قیامت کے دن اِن دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور یزید (راوی) نے درمیانی اور شہادت والی انگلی کی طرف اشارہ کیا یہ وہ حسب نسب والی خوبصورت عورت ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بچوں کی خاطر اپنے آپ کو (نئی شادی سے) روکے رکھا یہاں تک کہ اولاد بڑی ہو گئی یا وہ عورت مر گئی۔'' (''ماتوا'' کا ترجمہ بعض شارحین حدیث نے ''ماتت'' سے کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تفصیل کے لیے ’’عون المعبود‘‘ دیکھیں)

اس روایت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لغت عرب میں مجازاً ’’سَفْعَاءُ الْخَدَّیْنِ‘‘ کا لفظ ایسی عورت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے کہ جس کے چہرے کا رنگ مصائب وتکالیف اور سخت مشقت کی وجہ سے متغیر یعنی سرخ سے سیاہ ہو گیا ہو' اور جس کے چہرے کا رنگ و خدوخال متغیر (یعنی سیاہ) ہونے کی وجہ سے اس میں کسی قسم کی کشش باقی نہ رہی تھی۔ علاوہ ازیں وہ عمر کے اس حصے کو پہنچ چکی تھی کہ جس کے لیے قرآن میں لفظ ’’قَوَاعِد‘‘ استعمال ہوا ہے۔ یہ وضاحت اتنی قوی ہے کہ کسی دوسری توجیہہ کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۳) **حجاب کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ:** بعض علماء نے اس حدیث کے بارے یہ رائے پیش کی ہے کہ یہ حجاب کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے' کیونکہ نماز عید ۲ ہجری میں شروع ہوئی جبکہ سورۃ الاحزاب کی آیت جلباب بعض علماء کے نزدیک ۳ ہجری میں' بعض کے نزدیک ۴ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔ لہٰذا یہ امکان موجود ہے کہ یہ واقعہ آیۂ جلباب کے نزول سے پہلے کا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب!

دوسری دلیل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ(۲۴)

’’حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت فضل بن عباسؓ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھے تھے تو ایک عورت جو قبیلہ خثعم سے تعلق رکھتی تھی' آئی۔ حضرت فضل بن عباسؓ اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ اُنؓ کی طرف دیکھنے لگی۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فضل بن عباسؓ کا چہرہ پکڑ کر اُس کا رُخ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے آپؐ سے سوال کیا کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے اور وہ سواری پر سیدھا بیٹھ بھی نہیں سکتا' کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ’’ہاں۔‘‘ اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔‘‘

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ اس حدیث سے چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر استدلال درست نہیں ہے' کیونکہ یہ عورت حالتِ احرام میں تھی اور حالتِ احرام میں عورت کے لیے چہرہ کھلا رکھنا مشروع ہے۔

ابن بطالؒ نے فضل بن عباسؓ کی حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

وفيه دليل على أن نساء المومنين ليس عليهن من الحجاب ما يلزم أزواج النبى ﷺ ' إذ لولزم ذلك جميع النساء لأمر النبى ﷺ الخثعمية بالاستتار ولما صرف وجه الفضل' قال :وفيه دليل على أن ستر المرأة وجهها ليس فرضاً لاجماعهم على أن للمرأة أن تبدى وجهها فى الصلاة ولو رآه الغرباء (٢٥)

''اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مسلمان عورتوں پر وہ حجاب فرض نہیں ہے جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے لیے لازم تھا۔ اگر یہ حجاب تمام عورتوں کے لیے لازم ہوتا تو آپ ﷺ قبیلہ خثعم کی عورت کو پردہ کرنے کا حکم دیتے اور فضل بن عباس کا چہرہ دوسری طرف نہ پھیرتے۔ ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عورت کا اپنے چہرے کو چھپانا فرض نہیں ہے' کیونکہ اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت نماز میں اپنا چہرہ کھلا رکھے گی چاہے اجنبی اسے دیکھ رہے ہوں۔''

علامہ ابن حجر' ابن بطال کا موقف نقل کرنے کے بعد اس پر ردّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت :وفى استدلاله بقصة الخثعمية لما ادعاه نظر لأنها كانت محرمة(٢٦)

''میں یہ کہتا ہوں کہ ابن بطال کا قبیلہ خثعم کی عورت کے قصے سے (حجاب کے عدم وجوب پر) استدلال کرنا محلِ نظر ہے' کیونکہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی۔''

علامہ البانی کا موقف

علامہ البانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قبیلہ خثعم کی عورت حالتِ احرام میں نہ تھی۔ علامہ البانی ''ابن حجر'' کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت : كلا' فإنه لا دليل على أنها كانت محرمة' بل الظاهر خلافه. فقد قدمنا عن الحافظ نفسه أن سؤال الخثعمية للنبى ﷺ إنما كان بعد رمى جمرة العقبة ' أى بعد التحلل فكأن الحافظ نسى ما كان حققه هو بنفسه رحمه الله تعالى' ثم هب أنها كانت محرمة فإن ذلك لا يخدج

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

في استدلال ابن بطال المذكور ألبتة. ذلك لأن المحرمة تشترك مع غير المحرمة في جواز ستر وجهها بالسدل عليه كما يدل على ذلك الحديث الرابع والخامس الآتيين وإنما يجب عليها أن لا تنتقب فقط. فلو إن كشف المرأة لوجهها أمام الأجانب لا يجوز' لأمرها ﷺ أن تسبل عليه من فوق كما قال ابن حزم لا سيما وهي من أحسن النساء وأجملهن وقد كاد الفضل بن عباس أن يفتتن بها! ومع هذا كله لم يأمرها ﷺ بل صرف وجه الفضل عنها' ففي هذا دليل أيضاً على أن الستر المذكور لا يجب على المرأة ولو كانت جميلة(٢٧)

قارئین کی آسانی کی خاطر ہم علامہ البانی کی عبارت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

علامہ البانیؒ کا پہلا دعویٰ

قلت: كلا' فإنه لا دليل على أنها كانت محرمة' بل الظاهر خلافه

''میں (البانی) یہ کہتا ہوں کہ ہرگز ایسا نہیں ہے (جو ابن حجر نے بیان کیا ہے)' کیونکہ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی' بلکہ بظاہر حقیقت اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔''

جواب دعویٰ: علامہ البانی کا یہ کہنا کہ عورت کے حالتِ احرام میں ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے' صریح نص کے خلاف ہے۔ بہت ساری احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ وہ عورت حالت احرام میں تھی۔ چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ...... (٢٨)

''حضرت ابن عباسؓ (اپنے بھائی) حضرت فضل بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قربانی (والے دن یعنی ١٠ ذی الحجہ) کی صبح اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آپؐ کے پاس آئی......''

٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَخِيْهِ الْفَضْلِ اَنَّهٗ كَانَ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ...... (٢٩)

''حضرت ابن عباسؓ اپنے بھائی حضرت فضل بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قربانی والے دن کی صبح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آپؐ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پاس آئی......"

اس روایت کو علامہ البانی نے "صحیح ابن ماجہ: ۲۳۶۸" میں صحیح کہا ہے۔

۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ خَثْعَمَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ ......(۳۰)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلۂ خثعم کی ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے مزدلفہ کی صبح سوال کیا......"

٤) عن عبد الله بن عباس عن الفضل بن عباس أنه كان ردف النبي ﷺ يوم النحر وكانت جارية خلف أبيها فجعلت أنظر إليها فجعل رسول الله ﷺ يصرف وجهي عنها فلم يزل من جمع إلى منى يلبي حتى رمى الجمرة يوم النحر(۳۱)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت فضل بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قربانی والے دن آپؐ کے پیچھے سوار تھے اور لڑکی اپنے باپ کے پیچھے سوار تھی۔ جب میں اس کی طرف دیکھنے لگا تو اللہ کے رسول ﷺ اس کی طرف سے میرے چہرے کو پھیرنے لگے۔ پس آپؐ مزدلفہ سے منی تک تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپؐ نے قربانی کے دن جمرہ (عقبہ) کی رمی کی۔"

اس روایت کو شیخ احمد شاکر نے "مسند احمد: ۲۴۲/۳" میں صحیح الإسناد کہا ہے۔ شیخ شعیب اُرنؤ وط نے بھی اس روایت کو "صحیح" کہا ہے (مسند احمد: ۲۱۲/۱)

۵) صحیح مسلم کی ایک طویل روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ یہ عورت اکیلی نہ تھی، بلکہ عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھی۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فَدَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ اَبْيَضَ وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهٖ ظُعُنٌ يَجْرِيْنَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهِنَّ ...... حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ......(۳۲)

"رسول اللہ ﷺ سورج طلوع ہونے سے پہلے "مشعر حرام" سے روانہ ہوئے اور آپؐ نے حضرت فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور حضرت فضل بن عباسؓ خوبصورت بالوں والے سفید رنگ کے ایک وجیہہ انسان تھے۔ جب آپؐ نے کوچ کیا تو آپؐ کے پاس سے کچھ اونٹ گزرے کہ جن میں ہر ایک پر ایک عورت بیٹھی تھی تو حضرت فضل بن عباسؓ اُن عورتوں کی طرف دیکھنے لگے...... یہاں تک کہ آپؐ "وادی محسر" میں تشریف لائے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مذکورہ بالا اور اس طرح کی بہت ساری روایات سے یہ بات صریحاً ثابت ہوتی ہے کہ حضرت فضل بن عباسؓ والا یہ واقعہ قربانی والے دن کی صبح مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے پیش آیا۔ پس ثابت ہوا کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی' اور حالتِ احرام میں عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنا مشروع ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر دلیل پکڑنا صحیح نہیں ہے۔

ان صریح نصوص کے بالمقابل حضرت علیؓ کی ایک روایت مسند احمد میں ہے' جس کا تذکرہ علامہ البانی نے کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ''رمی الجمار'' کے بعد کا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ یہ واقعہ ''رمی الجمار'' کے بعد کا ہے تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حالت احرام کے بھی بعد کا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کی تمام اسناد میں ایک راوی ''عبدالرحمٰن بن حارث المخزومی'' ہے جس کے بارے میں علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب ''تقریب التہذیب'' میں لکھا ہے: صدوق له أوهام ''صدوق ہے اور اس کے بہت سے وہم بھی ہیں۔''

انہی اوھام کی وجہ سے امام احمد نے اس کو ''متروک'' کہا ہے۔ محسوس یہی ہوتا کہ یہ اس راوی کا وہم ہے کیونکہ اس کے بالمقابل ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ''رمی الجمار'' سے پہلے کا ہے جیسا کہ ان ثقہ راویوں کی روایات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

علامہ البانیؒ کا دوسرا دعویٰ: علامہ البانی نے ابن حجرؒ کے حوالے سے دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ ابن حجر بھی اس بات کے قائل تھے کہ وہ عورت حالت احرام میں نہ تھی۔ علامہ البانی لکھتے ہیں:

> فقد قدمنا عن الحافظ نفسه أن سؤال الخثعمية للنبي ﷺ إنما كان بعد رمي جمرة العقبة: أي بعد التحلل فكأن الحافظ نسي ما كان حققه هو بنفسه رحمه الله تعالىٰ

''ہم حافظ ابن حجرؒ کے حوالے سے یہ بات پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خود ابن حجر کا کہنا یہ ہے کہ خثعمیہ عورت کا آپؐ سے سوال کرنا جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد کا واقعہ ہے' یعنی احرام کھول دینے کے بعد۔ ایسا محسوس ہوتا ہے حافظ ابن حجرؒ نے جس بات کا اثبات کیا تھا اس کو بھول گئے (اور یہ کہہ دیا کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی)۔''

جواب دعویٰ: حافظ ابن حجر کے حوالے سے علامہ البانی نے جو قول نقل کیا ہے اس کے صحیح الفاظ یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ویحتمل أن یکون سوال الخثعمیة وقع بعد رمی جمرة العقبة

''اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ خثعمیہ عورت کا یہ سوال جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد ہوا ہو۔''

حافظ ابن حجر نے اپنی اس عبارت میں احتمال پیش کیا ہے اور ان کا یہ احتمال فتح الباری کی جلد۴' ص ۶۷ میں موجود ہے' جبکہ آگے چل کر فتح الباری کی جلد۱۱' ص ۱۰ میں ابن حجر نے اپنے اسی احتمال کو ردّ کرتے ہوئے صریحاً اپنا موقف ان الفاظ میں پیش کیا:

قلت :وفی استدلاله بقصة الخثعمیة لما ادعاه نظر ' لأنها کانت محرمة

''میں (ابن حجر) یہ کہتا ہوں کہ ابن بطال کا خثعمیہ عورت کے قصے سے استدلال کرنا محل نظر ہے' کیونکہ وہ حالت احرام میں تھی۔''

ابن حجر نے اپنے قول اوّل میں اس بات کا احتمال پیش کیا تھا کہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ حالتِ احرام کے بعد کا ہو۔لیکن اپنے قول ثانی کے ذریعے خود ہی اپنے اس احتمال کا ردّ بھی کر دیا۔لہٰذا ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر کا موقف بھی یہی ہے کہ جب فضل بن عباسؓ کا یہ واقعہ ہوا اُس وقت وہ عورت حالتِ احرام میں تھی۔کیونکہ حافظ ابن حجر کا دوسرا قول مؤخر ہے۔

علامہ البانیؒ کا تیسرا دعویٰ

ثم هب أنها کانت محرمة ' فإن ذلك لا یخدج فی استدلال ابن بطال المذکور ألبتة ذلك لأن المحرمة تشترك مع غیر المحرمة فی جواز ستر وجهها بالسدل علیه...... ففی هذا دلیل ایضاً علی أن الستر المذکور لا یجب علی المرأة ولو کانت جمیلة

''پھر اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی تو بھی ابن بطال کا استدلال مذکور صحیح ہے' کیونکہ ''محرمہ'' اور ''غیر محرمہ'' دونوں کے لیے اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپنا جائز ہے' جیسا کہ آگے آنے والی احادیث سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ''محرمہ'' کے لیے واجب صرف یہ ہے کہ نقاب نہ اوڑھے۔اگر عورت کا اجنبی آدمیوں کے سامنے اپنے چہرے کا کھولنا جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس عورت کو اپنے چہرے پر کپڑا لٹکانے کا حکم دیتے' جیسا کہ ابن حزم نے کہا ہے' خاص طور پر جبکہ وہ عورت بہت زیادہ حسین اور جمیل بھی تھی اور حضرت فضل بن عباسؓ کے بارے میں یہ خطرہ موجود تھا کہ وہ اس عورت کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے۔اس کے باوجود آپؐ نے اس عورت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اپنے چہرے پر کپڑا لٹکانے کا حکم نہ دیا' بلکہ حضرت فضل بن عباسؓ کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا' پس اس میں دلیل ہے کہ چہرے کا پردہ عورت کے لیے واجب نہیں ہے' چاہے وہ خوبصورت ہی کیوں نہ ہو۔''

علامہ البانیؒ کے بقول اس عورت کے لیے حالت احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپنا جائز تھا' لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہ دیا بلکہ حضرت فضل ابن عباسؓ کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا' اور آپؐ کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ واجب نہیں ہے۔

جواب دعویٰ: استدلال کا جو انداز علامہ البانیؒ نے ابن حزمؒ کے حوالے سے اختیار کیا ہے' یہ کوئی معروف طریقہ کار نہیں ہے۔ بات واضح ہے کہ اس عورت کے لیے جس طرح چہرے کو حالتِ احرام میں ڈھانپنا جائز تھا اس طرح کھلا رکھنا بھی مشروع تھا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فتنے کے اندیشے کے پیشِ نظر حضرت فضل بن عباسؓ کے چہرے کو پکڑ کر دوسری طرف کر دیا اور اس عورت کو پردے کا حکم نہ دیا' اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے چہرے کا پردہ واجب نہیں ہے؟ اصل مقصد اُس وقت پیدا ہونے والے فتنے کو ختم کرنا تھا۔ اس کا ایک طریقہ کار تو یہ تھا کہ آپؐ اس عورت کو حکم دیتے اور وہ اپنے چہرے پر اپنی چادر لٹکا لیتی۔ دوسرا طریقہ کار یہ تھا کہ آپؐ حضرت فضل بن عباسؓ کو غضِ بصر کا حکم دیتے۔ اور آپؐ نے دوسرے طریقے کو اختیار کیا۔ پہلے طریقے کو اختیار نہ کرنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ اس میں مشقت زیادہ تھی' کیونکہ معاملہ صرف ایک عورت کا نہ تھا' بلکہ حضرت فضل بن عباسؓ اس سفر میں ایک سے زائد عورتوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور خثعمیہ عورت کی طرف تو بار بار دیکھ رہے تھے۔

صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فضل بن عباسؓ عورتوں کے ایک گروہ کو دیکھ رہے تھے۔ اب یا تو وہ خاتون بھی اس گروہ میں شامل تھی یا یہ خواتین کا کوئی اور گروہ تھا جس کی طرف حضرت فضل بن عباسؓ دیکھ رہے تھے۔ اب یا تو رسول اللہ ﷺ ان سب عورتوں کو پردے کا حکم دیتے باوجود اس کے کہ ان کے لیے چہرہ کھلا رکھنا مشروع تھا' یا آپؐ حضرت فضل بن عباسؓ کی اصلاح کرتے۔ آپ ﷺ نے دوسرے راستے کو اختیار کیا جس میں مشقت کم تھی۔ علاوہ ازیں اللہ کے رسول ﷺ کا حضرت فضلؓ کے چہرے کا رُخ موڑنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ چہرے کا پردہ ہے' کیونکہ چہرہ نسوانی حسن کا مرکز اور محل فتنہ ہے اور نتیجتاً صنفی آوارگی کے اسباب و ذرائع میں سے ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے حضرت فضلؓ کے چہرے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دوسری طرف پھیرنے سے ہی یہ ثابت ہو رہا ہے کہ چہرہ ڈھانپنا ضروری ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فتنے کے اندیشے سے ان کے چہرے کا رُخ دوسری طرف کیا تو ہم ان کے جواب میں یہی کہیں گے کہ ہم تو شروع سے ہی یہ بات کر رہے ہیں کہ چہرہ محلِ فتنہ ہے اور اسی حکمت کے پیشِ نظر اس کا پردہ شرعاً واجب ہے۔

تیسری دلیل

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِئْتُ اَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهٗ ثُمَّ طَاْطَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهٗ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَرْاَةُ اَنَّهٗ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ (۳۳)

''حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنے نفس کو آپؐ کے لیے ہبہ کیا۔ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اور اس کا اچھی طرح جائزہ لیا' پھر آپؐ نے اپنا سر جھکا لیا۔ جب عورت نے دیکھا کہ آپؐ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو وہ بیٹھ گئی۔''

ا) اس حدیث میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا' بلکہ اس حدیث سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت پردے میں تھی' کیونکہ ''فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهٗ'' کا معنی علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہے:

''وَالْمُرَادُ أنه نظر أعلاها و أسفلها''

''یعنی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اوپر والے حصے اور نیچے والے حصے کو دیکھا۔''

جبکہ امام نووی نے ''صَعَّدَ'' کے معنی ''رفع'' یعنی نظر بلند کرنے کے اور ''صَوَّبَ'' کے معنی ''خفض'' یعنی نظر پست کرنے کے کیے ہیں۔ یعنی آپؐ نے اس عورت کے جسم پر اوپر نیچے نظر ڈال کر دیکھا۔

اگر ان الفاظ سے کوئی یہ ثابت کرنا چاہے کہ وہ عورت پردے میں نہ تھی' کیونکہ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا' اس لیے کہ اگر وہ پردے میں تھی تو اس کو دیکھنے کا کیا مطلب ہے' تو یہ استدلال غلط ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں الفاظ ہیں کہ آپؐ نے اس عورت کے اوپر والے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیچے والے دونوں حصوں پر نظر ڈالی۔ اگر اوپر والا حصہ کھلا تھا تو نیچے والا حصہ بھی کھلا ہونا چاہیے۔ دونوں حصوں میں فرق کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن منکرین اور قائلین استحباب حجاب نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ اوپر والا حصہ یعنی عورت کا چہرہ کھلا تھا' اور انہوں نے نیچے والے حصے کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے' حالانکہ جس دلیل سے وہ اوپر والے حصے کو کھلا ثابت کر رہے ہیں اسی دلیل سے اس عورت کا نیچے والا حصہ یعنی پنڈلیاں' پاؤں وغیرہ بھی کھلا ہونا ثابت ہوتا ہے' جو صریح نصوص کے اور خود ان حضرات کے موقف کے بھی خلاف ہے' خصوصاً پنڈلی کے ستر میں داخل ہونے پر علمائے اُمت کا اجماع ہے۔ حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے قد اور جسم وغیرہ کے بارے میں جائزہ لیا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ اس حدیث سے چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر استدلال درست نہیں ہے۔

ب) اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا تھا تو اس کی توجیہہ بعض اہل علم نے یہ کی ہے کہ اس عورت نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نکاح کے لیے پیش کیا تھا' اور جس سے نکاح کا ارادہ ہو اُس کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ منکرین اور قائلین استحباب حجاب نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس عورت نے اللہ کے رسول ﷺ سے نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا تھا' جبکہ تمام اہل مجلس اس کو دیکھ رہے تھے۔ ان حضرات کی یہ بات غلط ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس عورت نے اصلاً تو اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کیا' لیکن اللہ کے رسول ﷺ کا ارادہ نہ ہونے کی صورت میں اہل مجلس کے لیے بھی اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ جیسا کہ اس روایت میں آگے چل کر اس بات کا تذکرہ ملتا ہے کہ آپؐ نے اس عورت کا نکاح اہل مجلس میں موجود ایک ایسے شخص سے کر دیا جو اس سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا تھا' کیونکہ قرآن کی آیت ﴿اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا﴾ کے نزول کے بعد تمام عورتوں کو اس بات کا علم تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے ہبہ بھی کرتی ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اس کو اپنے نکاح میں لیں' بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے انکار کی گنجائش بھی موجود ہے۔ اسی احتمال کو سامنے رکھتے ہوئے اس عورت نے اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے پیش کیا' جیسا کہ روایت کے شروع کے الفاظ بتا رہے ہیں' اور انکار کی صورت میں اہل مجلس کے لیے پیش کیا' جیسا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

روایت کے آخر میں موجود ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا نکاح جب اہل مجلس میں موجود ایک شخص سے کر دیا تو اس عورت نے اس نکاح پر کوئی انکار نہ کیا' جس سے ثابت ہوا کہ اس عورت نے اپنے آپ کو صرف اللہ کے رسول ﷺ کے لیے پیش نہ کیا تھا۔ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ اور اہل مجلس دونوں کے لیے اس عورت کی طرف دیکھنا جائز تھا۔

چوتھی دلیل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ : كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ (۳۴)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز میں شریک ہوتیں اس حال میں کہ انہوں نے اپنے جسم کو چادروں میں لپیٹا ہوتا' پھر وہ نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلی جاتیں اور اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان بھی نہ پاتا تھا۔''

علامہ البانیؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ووجه الاستدلال بها هو قولها لا يعرفن من الغلس فإن مفهومه أنه لو لا الغلس يعرفن وإنما يعرفن عادة من وجوههن وهی مكشوفة فثبت المطلوب (۳۵)

''اس حدیث کے الفاظ ''لا یعرفن من الغلس'' سے استدلال کیا گیا ہے کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اندھیرا نہ ہوتا تو وہ پہچانی جاتیں اور وہ عورتیں عام طور پر اپنے چہروں سے ہی پہچانی جاتی ہیں جبکہ وہ کھلے ہوں پس ہمارا مطلوب (یعنی چہرے کے پردے کا مستحب ہونا) حاصل ہوگیا۔''

ہم یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے علامہ البانیؒ کا مطلوب حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب مسلمان عورتیں کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلتی تھیں تو اپنے سارے بدن کو ایک بڑی چادر میں لپیٹ لیتی تھیں۔

'' لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ '' (اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان نہ پاتا تھا) سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

قال الداودی : معناه لا يعرفن أ نساء أم رجال أی لا يظهر للرائی إلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الأشباح خاصة (۳٦)

''داودی کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ عورتیں ہیں یا مرد ہیں' یعنی دیکھنے والے کے لیے وہ صرف سائے یا ہیولے ہوتے تھے۔''

امام نوویؒ نے بھی اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

((ما يعرفن من الغلس)) هو بقايا ظلام الليل' قال الداودی معناه ما يعرفن أنساء هن أم رجال ' وقيل ما يعرف أعيانهن وهذا ضعيف لأن المتلفعة فی النهار أيضاً لا يعرف عينها فلا يبقی فی الكلام فائدة(۳۷)

''الغلس'' سے مراد رات کی تاریکی کا باقی ہونا ہے۔ ''داودی'' کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ عورتیں ہیں یا مرد ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان کی ذات معلوم نہ ہوتی تھی اور یہ قول ضعیف ہے' کیونکہ دن میں بھی جس عورت نے اپنے آپ کو چادر میں چھپا کر رکھا ہو اُس کی ذات معلوم نہیں ہوتی تو کلام کا فائدہ باقی نہیں رہتا (یعنی حدیث میں جو کلام ہے)۔''

علامہ البانیؒ نے اپنے کیے گئے معنی کی تائید میں ایک روایت کے الفاظ ''وما يعرف بعضنا وجوه بعض'' نقل کیے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ بالکل ایک دوسری روایت کے ہیں کہ جس کا اس روایت سے کوئی تعلق ہی نہیں بنتا۔ یہ مکمل روایت اس طرح ہے:

عبد الله بن أياس الحنفی عن أبيه قال كنا نصلی مع عثمان الفجر فننصرف ولا يعرف بعضنا وجوه بعض (۳۸)

''حضرت عبداللہ بن أیاس الحنفی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عثمانؓ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے تھے اور جب واپس لوٹتے تھے تو ہم ایک دوسرے کے چہرے نہ پہچان سکتے تھے۔''

پہلی روایت میں اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے کی بات ہو رہی ہے اور دوسری روایت میں حضرت عثمانؓ کے زمانے کی بات ہے۔ پہلی روایت میں عورتوں کی پہچان کا معاملہ زیر بحث ہے جبکہ دوسری روایت میں مردوں کی پہچان کی بات ہو رہی ہے۔ دونوں روایات کے پس منظر میں اس قدر واضح فرق کے بعد پہلی روایت کے الفاظ کی' دوسری روایت کے الفاظ سے تشریح کیسے کی جا سکتی ہے؟

پانچویں دلیل

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ ......

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فَجَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ ...... فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ' ثُمَّ قَالَ : ((تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِي اعْتَدِّيْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ))(۳۹) (وفي رواية) قال : ((اِنْتَقِلِيْ اِلٰى اُمِّ شَرِيْكٍ وَاُمُّ شَرِيْكٍ امْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ عَظِيْمَةُ النَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيْفَانُ)) فَقُلْتُ: سَاَفْعَلُ' فَقَالَ : ((لَا تَفْعَلِيْ اِنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ امْرَأَةٌ كَثِيْرَةُ الضِّيْفَانِ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَّسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ اَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِيْنَ وَلٰكِنِ انْتَقِلِيْ اِلَى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ))(۴۰)

''فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ ابوعمرو بن حفص نے انہیں طلاق بتہ دی اور غائب ہو گئے..... حضرت فاطمہ بنت قیسؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا.....تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اُمّ شریک کے گھر میں عدت گزاریں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''اُمِّ شریک کے ہاں میرے کافی صحابہؓ کا آنا جانا ہوتا ہے' اس لیے تم ابن اُم مکتوم کے ہاں عدت گزارلو' کیونکہ وہ ایک نابینا آدمی ہیں' لہٰذا تم اپنے (اضافی) کپڑے وہاں اتار کر رکھ سکتی ہو۔'' ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اُمّ شریک کے ہاں منتقل ہو جاؤ۔ اور اُمّ شریک انصار کی ایک مالدار خاتون ہیں' اللہ کے رستے میں بہت زیادہ خرچ کرنے والی ہیں' ان کے ہاں مہمانوں کی کثرت سے آمد و رفت رہتی ہے۔'' تو میں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''تو ایسا مت کر! کیونکہ اُمّ شریک کے ہاں مہمان کثرت سے آتے جاتے رہتے ہیں' اس لیے میں پسند نہیں کرتا کہ تیری چادر گر جائے یا کپڑا تیری پنڈلیوں سے کھل جائے اور لوگ تیرے جسم کا وہ حصہ دیکھیں کہ جس کا دیکھنا تجھے بھی ناپسند ہو۔ بلکہ تو ابن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا جو تیرے چچا کے بیٹے ہیں۔''

یہ حدیث بالکل بھی اس معاملے میں واضح نہیں ہے کہ اس میں فاطمہ بنت قیسؓ کا چہرہ کھلنے کا تذکرہ ہوا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بات جو آپؐ نے کی ہے' وہ یہ کہ 'اَنْ يَّسْقُطَ خِمَارُكِ'' کہ تیری چادر گر جائے۔ اب یہ چادر چہرے سے گرنے کا تذکرہ ہے یا سر سے' اس بارے میں حدیث خاموش ہے۔

علامہ البانیؒ کا استدلال: علامہ البانی نے اس حدیث سے ان الفاظ میں استدلال کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ووجه دلالة الحديث على أن الوجه ليس بعورة ظاهر، وذلك لأن النبي ﷺ أقر ابنة قيس على أن يراها الرجال وعليها الخمار وهو غطاء الرأس، فدل هذا على أن الوجه منها ليس بالواجب ستره كما يجب ستر رأسها(٤١)

''اس حدیث کی اس بات پر دلالت کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے' واضح ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ نبی اکرم ﷺ نے فاطمہ بنت قیسؓ کو یہ بات سمجھائی کہ اس کو مرد اس حال میں دیکھیں جبکہ اس نے خمار (چادر) اوڑھی ہو اور 'خمار' سر کو ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پس یہ بات ثابت ہوئی کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے جیسا کہ سر ستر میں داخل ہے۔''

علامہ ألبانیؒ کے استدلال کی کمزوری: علامہ البانی کا یہ استدلال انتہائی کمزور ہے۔ علامہ البانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ خمار سر کو اوڑھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے' غلط ہے۔ اس غلطی کی درج ذیل وجوہات ہیں:

ا) پہلی بات تو یہ کہ اگر لغت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ''جلباب'' یا ''خمار'' کے الفاظ سر کی چادر کے لیے استعمال ہوتے ہیں تو اس سے اس بات کی نفی کیسے ہو جاتی ہے کہ اب یہ چادر چہرہ چھپانے کے لیے استعمال نہیں کی جا سکتی؟ کیا دورِ جاہلیت میں کوئی ایسا قانون لاگو تھا کہ جس کے مطابق ''جلباب'' یا ''خمار'' وغیرہ کو سر ڈھانپنے کے لیے تو استعمال کیا جا سکتا تھا لیکن چہرہ ڈھانپنے کے لیے نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ ''جلباب'' اور ''خمار'' سر ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا تھا تو اس سے اس بات کی نفی کہاں سے ہوتی ہے کہ ان سے چہرہ نہیں ڈھانپا جا سکتا؟ جبکہ آج کل کے زمانے میں پردہ دار خواتین گھر میں کسی نامحرم کی آمد پر اپنے سر پر اوڑھی ہوئی چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیتی ہیں۔ بعض اوقات یہ چادر دوپٹہ کی صورت میں ہوتی ہے۔

۲) دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ جس طرح ہم نے ''جلباب'' کے بارے میں بخاری اور ابوداؤد کی روایت سے ثابت کیا کہ مسلمان عورتیں ''جلباب'' کو اپنا چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھیں' اسی طرح ''خمار'' کے بارے میں بھی ہمیں ایسی روایات ملتی ہیں کہ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں ''خمار'' کو اپنا چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھیں۔

(ا) حضرت فاطمہ بنت منذرؒ بیان کرتی ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ (٤٢)

''ہم اپنے چہروں کو خمار (چادر) سے ڈھانپتی تھیں اس حال میں کہ ہم حالتِ احرام میں ہوتیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔''

ب) اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

كنا ندخل على أم المؤمنين يوم التروية فقلت لها يا أم المؤمنين! هنا امرأة تأبى أن تغطي وجهها وهي محرمة فرفعت عائشة خمارها من صدرها فغطت به وجهها (٤٣)

''ہم ۸ ذی الحجہ کو اُمّ المؤمنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو میں نے کہا اے اُمّ المؤمنین! یہاں ایک عورت ایسی ہے جو کہ حالت احرام میں اپنے چہرے کو چھپانے سے انکار کرتی ہے تو حضرت عائشہؓ نے اس کا خمار (چادر) اس کے سینے سے اٹھایا اور اس سے اس کا چہرہ ڈھانپ دیا۔''

وہ عورت حالت احرام میں چہرہ ڈھانپنے کو اللہ کے رسول ﷺ کے بعض فرامین کی وجہ سے ناجائز سمجھ رہی تھی' جبکہ حضرت عائشہؓ نے اس کا چہرہ ڈھانپ کر اسے یہ بتلایا کہ حالتِ احرام میں چہرہ ڈھانپا جا سکتا ہے۔

۳) خود علامہ البانی نے بھی ''حجاب المرأة المسلمة'' میں آگے چل کر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ خمار چہرے کو ڈھانپنے کے لیے بھی بعض اوقات استعمال ہو جاتا تھا۔ علامہ البانی ایک شعر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قل للمليحة في الخمار المذهب
أفسدت نسك أخي التقى المذهب
نور الخمار ونور خدك تحته
عجبا لوجهك كيف لم يتلهب

فقد وصفها بان خمارها كان على وجهها ايضاً (٤٤)

''تُو ملیحہ سے جا کر کہہ دے کہ تو نے اپنے سنہری خمار (چادر) کی وجہ سے میرے درویش صفت بھائی کے تقویٰ اور مذہب کو خراب کر دیا ہے۔ خمار (چادر) کا نور اور پھر اُس کے نیچے تیرے رخساروں کا نور ہے۔ مجھے تیرے چہرے پر تعجب ہے کہ وہ (اتنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نور کے باوجود) ابھی تک شعلہ کیوں نہیں مار رہا! شاعر نے اپنی محبوبہ کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ اُس کا خمار اُس کے چہرے پر بھی تھا۔'' علامہ البانی کا کلام ختم ہوا۔

محل استشہاد ''نور الخمار ونور خدك تحته'' ہے۔

چھٹی' ساتویں' آٹھویں' بارھویں اور تیرھویں دلیل

یہ پانچ روایات وہ ہیں جو چہرے کی بجائے ہاتھوں اور آنکھوں کے کھلا رکھنے کی دلیل ہیں اور ہم تو اس مؤقف کے قائل ہیں کہ عورت کے لئے اپنے ہاتھ اور آنکھیں کھلا رکھنا جائز ہے کیونکہ یہ ''إلا ما ظهر منها'' میں داخل ہیں اور ان کے ڈھانپنے میں عورت کے لیے مشقت بھی ہے۔ ہمارے نزدیک عورت کے لیے چہرے کا پردہ واجب ہے جبکہ ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے۔ اب ہم ان پانچ روایات کا مختصر متن بالترتیب ذکر کیے دیتے ہیں۔

چھٹی دلیل حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ جس میں عید کے موقع پر اللہ کے رسول ﷺ کا عورتوں کو خطبہ دینے اور صدقے کی ترغیب کا بیان ہے۔ اس روایت کے الفاظ ہیں:

فرأيتهن يهوين بأيديهن يقذفنه في ثوب بلال (٤٥)

''پس میں نے انھیں دیکھا وہ عورتیں اپنے ہاتھوں کو جھکا رہی تھیں اور زیورات حضرت بلال کے کپڑے میں پھینک رہی تھیں۔''

ساتویں دلیل سبیعہ بنت حارثؓ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ان کے شوہر سعد بن خولہؓ کی وفات ہوگئی اور وہ حاملہ تھی۔ چار مہینے دس دن کی عدت گزرنے سے پہلے ہی وضع حمل ہوگیا اور نفاس کے دن گزارنے کے بعد وہ تیار ہوئیں۔ اس حالت میں ان کی ملاقات ابوالسنابل سے ہوئی تو انھوں نے کہا کہ تمہاری عدت تو چار ماہ دس دن ہے وہ پوری کرو۔ اس روایت میں ان صحابیہ کی تیاری کے بارے میں یہ الفاظ مروی ہیں:

و قد اكتحلت (واختضبت و تهيأت) (٤٦)

''اور انھوں نے سرمہ لگایا اور مہندی لگائی اور تیار ہوئیں۔''

آٹھویں دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جس کے الفاظ ہیں:

أن امرأة أتت النبي ﷺ تبايعه ولم تكن مختضبة فلم يبايعها حتى اختضبت (٤٧)

''ایک عورت آپؐ کے پاس بیعت کرنے کے لیے آئی لیکن اس نے ہاتھوں پر مہندی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لگائی ہوئی تھی تو آپؐ نے اس سے بیعت نہ کی یہاں تک کہ اس نے مہندی لگا لی۔''

بارہویں دلیل عبداللہ بن محمد کی روایت ہے کہ ایک خاتون بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہی تھی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے ہاتھ پر مارا۔اس روایت کے الفاظ ہیں:

فضرب یدی فسقطت اللقمة فقال لا تأکلی بشمالك (٤٨)

''تو اللہ کے رسول ﷺ نے میرے ہاتھ پر مارا تو لقمہ گر گیا تو آپؐ نے فرمایا: بائیں ہاتھ سے نہ کھا۔''

تیرہویں دلیل حضرت ثوبانؓ کی روایت ہے کہ جس کے الفاظ ہیں:

جاء ت بنت ھبیرة إلی النبی ﷺ وفی یدھا فتخ من ذھب فجعل النبی ﷺ یضرب یدھا بعصیة معه (٤٩)

''بنت ہبیرۃ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی تو اللہ کے رسول ﷺ اپنا عصا اس کے ہاتھ پر مارنے لگے۔''

لہٰذا یہ پانچوں روایات چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر دلیل نہیں بن سکتیں۔

نویں دلیل

حضرت عطاء بن ابی رباح' حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے کہا:

ألا أریك امرأة من أھل الجنة فقلت بلٰی قال ھذہ المرأة السوداء أتت النبی ﷺ فقالت أنی أصرع وأنی أتکشف فادع اللہ قال إن شئت صبرت ولك الجنة وإن شئت دعوت اللہ أن یعافیك فقالت أصبر فقالت أنی أتکشف فادع اللہ لی ألا أتکشف فدعا لھا (٥٠)

''کیا میں تجھے جنت کی ایک عورت نہ دکھاؤں تو میں نے کہا کہ کیوں نہیں' تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا یہ کالی عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں ننگی ہو جاتی ہوں (یعنی میرا ستر کھل جاتا ہے) تو آپؐ اللہ سے دعا کریں۔آپؐ نے فرمایا اگر تو چاہے تو (اپنی بیماری پر) صبر کر اور اس کے بدلے تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کر دیتا ہوں۔اس عورت نے کہا کہ میں صبر کروں گی لیکن میں ننگی ہو جاتی ہوں (یعنی میرا ستر کھل جاتا ہے) آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میں ننگی نہ ہوں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آپؐ نے اس کے لیے دعا کی۔''

ایک ایسی عورت جس پر مرگی کے دورے پڑتے ہوں اور اس دوران اس کا ستر بھی کھل جاتا ہو اور اس میں اتنا شعور بھی باقی نہ رہے کہ وہ اپنے جسم کو چھپا سکے تو ایسی عورت' چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر دلیل کیسے بن سکتی ہے؟

روایت اس بارے میں واضح ہے کہ مرگی کے دورے کے وقت اس عورت کے ہاتھ اور چہرے کے علاوہ جسم کے دوسرے اعضاء بھی کھل جاتے تھے اور اجنبی افراد کی اس حالت میں اس کے ان اعضاء پر نظر بھی پڑتی تھی' اسی لیے تو اس عورت نے اللہ کے رسول ﷺ سے دعا کی درخواست کی تھی۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کو کسی وقت مرگی کی حالت میں دیکھا ہو اور بعد میں ''هذه المرأة السوداء'' کے الفاظ سے اس کی یہ صفت حضرت عطا بن ابی رباحؒ سے بیان کی ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے جب یہ الفاظ کہے ہوں اس وقت وہ عورت مرگی کی کیفیت میں ہو' اور اگر عورت مرگی کی کیفیت میں ہو تو وہ شرعی احکام کی مکلّف نہیں ہے کیونکہ تکلیف احکام کے لیے عاقل ہونا شرط ہے' اس لیے ایک غیر مکلّف' مکلّفین کے لیے کسی مسئلے میں دلیل نہیں بن سکتا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عن ابن جريج أخبرني عطاء أنه رأى أم زفر تلك امرأة طويلة سوداء على ستر الكعبة (۵۱)

''ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے عطا بن ابی رباح نے یہ خبر دی کہ انھوں نے اُم زفر کو کعبہ کے پردے پر دیکھا وہ ایک طویل اور کالی عورت ہیں۔''

ابن حجرؒ نے اس حدیث کی شرح میں ''مسند بزار'' کی ایک اور روایت نقل کی ہے کہ اس عورت کو یہ تکلیف ایک جن کی وجہ سے تھی اور جب بھی اس کو یہ تکلیف ہوتی تو وہ کعبے کے پردے کے ساتھ لٹک جاتی تھی۔

إني أخاف الخبيث أن يجردني فدعا لها فكانت إذا خشيت أن يأتيها تأتي أستار الكعبة فتتعلق بها (۵۲)

''مجھے اس خبیث سے یہ ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھے ننگا کر دے گا تو آپؐ نے اس کے لیے دعا کی' تو جب بھی اس عورت کو یہ خوف محسوس ہوتا کہ وہ جن اس کے پاس آئے گا تو وہ کعبہ کے پردوں کے پاس آ کر ان سے لٹک جاتی تھی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دسویں دلیل

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے، امام ترمذیؒ اس کو یوں نقل کرتے ہیں:

حدثنا قتيبة حدثنا نوح بن قيس عن عمرو بن مالك عن أبي الجوزاء عن ابن عباس قال كانت امرأة تصلي خلف رسول الله ﷺ حسناء من أحسن الناس (قال ابن عباس: لا والله مارأيت مثلها قط) فكان بعض القوم يتقدم حتى يكون في الصف الأول لئلا يراها ويستأخر بعضهم حتى يكون في الصف المؤخر فإذا ركع نظر من تحت إبطيه (وجافى يديه) فأنزل الله ﴿ولقد علمنا المستقدمين ولقد علمنا المستأخرين﴾(٥٣)

''ہمیں قتیبہ نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: ہمیں نوح بن قیس نے حدیث بیان کی وہ عمرو بن مالک اور وہ ابوالجوزاء سے اور وہ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ایک بہت ہی خوبصورت عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتی تھی (ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس جیسی عورت کبھی نہیں دیکھی)۔ بعض لوگ اس عورت کی وجہ سے پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے تاکہ اس کو نہ دیکھ سکیں اور بعض اس کی وجہ سے سب سے آخری صف میں ہوتے تھے تو ان میں سے کوئی ایک جب رکوع کرتا تو اپنی بغل کے نیچے سے دیکھتا (اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے علیحدہ کرتا) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل کی ''اور ہم نے جان لیا تم میں ان لوگوں کو جو آگے بڑھ جانے والے ہیں اور ان لوگوں کو جو پیچھے رہ جانے والے ہیں۔''

۱) اس حدیث میں جن آیات مبارکہ کا تذکرہ ہے وہ ''سورۃ الحجر'' کی آیات ہیں جو مکی ہیں اور مکہ میں نہ تو پردے کے احکامات تھے اور نہ ہی کوئی ایسی مسجد تھی جہاں مسلمان اکٹھے ہوکر نماز پڑھتے ہوں اور عورتیں بھی وہاں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے آتی ہوں۔

۲) صحیح بات یہی ہے کہ یہ روایت ''ضعیف'' ہے کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ''اُوس بن عبد اللہ الربعی أبو الجوزاء'' ہے کہ جس کے بارے میں ابن حجرؒ، امام بخاریؒ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

في إسناده نظر ويختلفون فيه إنما قاله عقب حديث رواه له في التاريخ من رواية عمرو بن مالك البكري والبكري ضعيف عنده (٥٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''اس کی سند محل نظر ہے اور محدثین کا اس میں اختلاف ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں یہ الفاظ ''ابوالجوزاء'' کی ایک روایت نقل کرنے کے بعد کہے ہیں اور یہ روایت عمرو بن مالک الکبری سے ہے جو امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہے۔''

ابن حجر کے نزدیک امام بخاری نے ''ابوالجوزاء'' کی اس سند پر اعتراض کیا ہے جو عمرو بن مالک سے ہے۔ لہٰذا کسی حدیث کی سند میں عمرو بن مالک اگر ابوالجوزاء سے روایت نقل کر رہا ہو تو وہ سند امام بخاری کے نزدیک محل نظر ہے۔ آگے چل کر ابن حجر ''ابن عدی'' کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال ابن عدی حدث عنه عمرو بن مالك قدر عشرة احادیث غیر محفوظة (٥٥)

''ابن عدی نے کہا ہے کہ عمرو بن مالک نے ابوالجوزاء سے تقریباً دس احادیث نقل کی ہیں جو غیر محفوظ ہیں۔''

خلاصہ کلام یہی ہے کہ ابوالجوزاء اگرچہ اکثر ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک ثقہ اور قابل قبول ہے لیکن محققین کے نزدیک وہ روایات جو عمرو بن مالک نے ابوالجوزاء سے نقل کی ہیں وہ غیر محفوظ اور محل نظر ہیں۔ مذکورہ بالا روایت بھی ان روایات میں سے ایک ہے جن کو عمرو بن مالک نے ابوالجوزاء سے نقل کیا ہے۔

۳) صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت ابوالجوزاء کا قول ہے اور اس کی نسبت ابن عباس کی طرف صحیح نہیں ہے۔ امام ترمذیؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

روی جعفر بن سلیمان هذا الحدیث عن عمرو بن مالك عن أبی الجوزاء نحوه ولم یذکر فیه عن ابن عباس وهذا أشبه أن یکون أصح من حدیث نوح (٥٦)

''جعفر بن سلیمان نے اس حدیث کو عمرو بن مالک سے نقل کیا ہے اور وہ ابوالجوزاء سے اسی طرح نقل کرتے ہیں اور انھوں نے اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں کیا اور یہ حدیث نوح کی حدیث سے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے (یعنی اس روایت کا ابن عباس سے نہ مروی ہونا زیادہ صحیح ہے)۔''

امام عبدالرحمٰن مبارک پوری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

لکن الأشبه أنه قول أبی الجوزاء کما صرح به الترمذی (٥٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ ابوالجوزاء کا قول ہے جیسا کہ امام ترمذیؒ نے اس کی تصریح کی ہے۔''

امام ابن کثیر ''سورۃ الحجر'' کی آیت چوبیس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد ورد فيه حديث غريب جدا ...... و هذا الحديث فيه نكارة شديدة وقد رواه عبد الرزاق عن جعفر بن سليمان عن عمرو بن مالك و هو البكرى أنه سمع أبا الجوزاء يقول ...... فالظاهر أنه من كلام أبى الجوزاء فقط ليس فيه لابن عباس ذكر(۵۸)

''اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ایک بہت ہی اجنبی روایت نقل ہوئی ہے...(آگے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں)اور اس حدیث میں بہت زیادہ اجنبیت ہے۔عبد الرزاق نے اس حدیث کو جعفر بن سلیمان سے نقل کیا ہے' وہ عمرو بن مالک البکری سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے ابو لجوزاء سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے... بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابوالجوزاء کا کلام ہے' اس میں ابن عباس کی کوئی بات شامل نہیں ہے۔''

گیارھویں دلیل

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں:

أخبرنا قبيصة أخبرنا سفيان عن أبى إسحاق عن عبد الله بن حلام عن عبد الله بن مسعود قال رأى رسول الله ﷺ امرأة فأعجبته فأتى سودة وهى تصنع طيباً وعندها نساء فاخلينه فقضى حاجته ثم قال أيما رجل رأى امرأة تعجبه فليقم إلى أهله فإن معها مثل الذى معها(۵۹)

''اللہ کے رسول ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا۔ وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی تو آپؐ حضرت سودہؓ کے پاس آئے اور وہ خوشبو لگاتی تھیں۔ ان کے پاس اس وقت عورتیں تھیں تو ان عورتوں نے آپؐ کو چھوڑ دیا۔ آپؐ نے اپنی خواہش پوری کی۔ پھر کہا جو بھی شخص کسی عورت کو دیکھے جو اسے اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے کیونکہ اس کی بیوی کے پاس بھی وہی ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔''

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی '' قبیصة'' ہے' اس نے بہت چھوٹی عمر میں ''ابوسفیان ثوری'' کی شاگردی اختیار کی اس لیے اس کی روایت ابوسفیان ثوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے صحیح نہیں ہے۔ امام مزیؒ اس کے ترجمے میں بیان کرتے ہیں:

وقال ابو بكر بن أبی خيثمة عن يحی بن معين قبيصة ثقة فی كل شیء إلا فی حديث سفيان ليس بذاك القوی فإنه سمع منه وهو صغير (٦٠)

''ابوبکر بن ابی خیثمہ، یحیٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ قبیصہ ہر چیز میں ثقہ ہے سوائے سفیان ثوری کی روایت کے، اس سے روایت کرنے میں وہ قوی نہیں ہے۔ اس نے سفیان ثوری سے اس وقت سنا ہے جب کہ وہ چھوٹا تھا۔''

دوسری بات یہ کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ''عبد اللہ بن حلام'' ہے جو غیر معروف ہے۔ امام ذہبی نے اس کے بارے میں ''**لا يكاد يعرف** '' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ اس روایت میں ''سفیان ثوری'' اور ''ابو اسحاق'' دونوں مدلس راوی ہیں اور وہ ''عنعنه '' سے روایت کر رہے ہیں لہٰذا ان کی روایت نا قابل قبول ہے۔

اس روایت میں اس بات کی بھی وضاحت موجود نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس عورت کو دیکھا تھا وہ مسلمان تھی یا غیر مسلم، کیونکہ مدینہ میں غیر مسلم بھی آباد تھے۔ اس لیے ایسی محتمل روایت چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر دلیل کیسے بن سکتی ہے؟

چودھویں دلیل

حدثنا يعقوب بن كعب الانطاكی ومؤمّل بن الفضل الحرّانی قالا حدثنا الوليد عن سعيد بن بشير عن قتادة عن خالد قال يعقوب بن دريك عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ تَصْلُحْ اَنْ يُرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا)) وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ (٦١)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا: ''اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے جسم کے اعضاء میں سوائے اِس کے اور اِس کے کچھ نظر آئے'' اور آپؐ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

روایت کی استنادی حیثیت

علامہ البانی کی تحقیقات اس روایت کے بارے میں متضاد ہیں۔انھوں نے اس روایت کو ''صحیح ابوداؤد:۴۱۰۴'' اور ''الرد المفحم :ص ۷۹'' میں صحیح کہا ہے۔اسی طرح ''صحیح الترغیب:۲۰۴۵'' اور ''مشکاۃ المصابیح:۴۲۹۸'' میں اسے ''حسن لغیرہ'' کہا ہے۔اسی طرح ''صحیح الجامع:۷۸۴۷'' اور ''غایۃ المرام:۱۸۷'' میں اسے ''حسن'' کہا ہے اور ''ارواء الغلیل:۱۷۹۵'' میں اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ روایت انتہائی ''ضعیف'' ہے۔اس روایت میں چار علل ہیں۔

پہلی علت: خالد بن دریک کی حضرت عائشہؓ سے ملاقات ثابت نہیں ہے' لہٰذا یہ روایت ''مرسل'' ہے۔امام ابوداؤد اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا مرسل خالد بن دريك لم يدرك عائشة (٦٢)

''یہ روایت مرسل ہے۔خالد بن دریک نے حضرت عائشہؓ کو نہ پایا۔''

دوسری علت: اس حدیث کی سند میں سعید بن بشیر راوی ضعیف ہے۔جمہور اور جلیل القدر ائمہ جرح وتعدیل نے سعید بن بشیر کو ضعیف قرار دیا ہے۔اگرچہ بعض علماء نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے' لیکن ایسے علماء بہت کم ہیں۔دوسری بات یہ کہ جمہور علماء کی طرف سے کی گئی جرح مفسر ہے۔علم جرح وتعدیل کا قاعدہ ہے کہ جب کسی راوی کے بارے میں جرح وتعدیل میں اختلاف ہو جائے تو جرح اگر مفسر ہو گی تو اس کو تعدیل پر مقدم رکھا جائے گا۔امام مزیؒ سعید بن بشیرؒ کے ترجمے میں بیان کرتے ہیں:

وقال الدوری وغیره عن ابن معین لیس بشی ء وقال عثمان الدارمی وغیره عن ابن معین ضعیف وقال علی بن المدینی کان ضعیفاً وقال محمد بن عبدالله بن نمیر منکر الحدیث لیس بشئ لیس بقوی الحدیث یروی عن قتادة المنکرات وقال البخاری یتکلمون فی حفظه وهو محتمل وقال ابن ابی حاتم سمعت أبی وأبا زرعة یقولان محله الصدق عندنا وقال النسائی ضعیف وقال الحاکم أبو أحمد لیس بالقوی عندهم وقال ابن عدی والغالب علیه الصدق وقال الآجری عن أبی داوٗد ضعیف وقال ابن حبان کان ردی الحفظ فاحش الخطأ وقال أبوبکر البزار هو عندنا صالح لیس به بأس وقال بقیة عن شعبة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذلك صدوق اللسان في الحديث (٦٣)

''دوری وغیرہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ سعید بن بشیر کچھ نہیں ہے۔ امام عثمان الدارمی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ضعیف راوی ہے۔ علی بن مدینی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ ابن نمیر نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور حدیث کے معاملے میں قوی نہیں ہے' قتادہ سے منکر احادیث نقل کرتا ہے۔ امام بخاری نے کہا کہ محدثین کو اس کے حفظ میں کلام ہے اور وہ محتمل ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والد صاحب اور ابوزرعہ سے سنا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک صدوق ہے۔ نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک قوی نہیں ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ غالب گمان یہی ہے کہ وہ صدوق ہے۔ آجری نے ابی داؤد سے نقل کیا ہے کہ ابوداؤد اسے ضعیف کہتے ہیں۔ ابن حبان نے ردّی الحفظ اور فاحش الغلط قرار دیا ہے۔ ابوبکر البزار نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے' وہ صالح الحدیث ہے۔ بقیہ نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ وہ حدیث کے معاملے میں صدوق ہے۔''

ہم مذکورہ بالا عبارت میں دیکھ رہے ہیں کہ جلیل القدر ائمہ جرح وتعدیل یحییٰ بن معین' علی بن مدینی' ابوداؤد' نسائی' ابنِ حبان اور بخاری نے اسے ضعیف راوی شمار کیا ہے۔ بعض ائمہ نے تو اس کی قتادہ سے بیان کی گئی روایات کو منکرات میں شمار کیا ہے۔

تیسری علت: اس حدیث کی سند میں قتادہ اور ولید دو راوی مدلس ہیں اور عنعنہ سے روایت کرتے ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ صحیحین یا ان کے منہج پر لکھی جانے والی کتابوں (مثلاً مستدرکات علی الصحیحین وغیرہ) کے علاوہ اگر کسی کتاب میں کوئی مدلس راوی عنعنہ سے روایت بیان کرے گا تو وہ روایت ضعیف شمار ہوگی۔ صحیحین اور ان کے منہج پر لکھی جانے والی کتابوں میں موجود مدلس راویوں کے عنعنہ کے بارے میں ہم امام نوویؒ اور امیر صنعانیؒ کے حوالے سے بحث کر چکے ہیں کہ ان کتابوں کی روایات اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔

شیخ حماد بن محمد الانصاری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

١) **قتاده بن دعامة السدوسي البصري صاحب أنس بن مالك كان حافظ عصره وهو مشهور بالتدليس وصفه به النسائي وغيره من الطبقة الثالثة** (٦٤)

''قتادۃ بن دعامہ السدوسی البصری حضرت انس بن مالکؓ کے صاحبین میں سے ہیں' اپنے زمانے کے حافظ تھے۔ تدلیس میں معروف ہیں۔ ان پر مدلس ہونے کا الزام امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نسائی اور دوسرے محدثین نے لگایا ہے۔ یہ تیسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔''

۲) **ولید بن مسلم الدمشقی معروف موصوف بالتدلیس الشدید مع الصدق من الرابعة**(٦٥)

''ولید بن مسلم الدمشقی بہت زیادہ تدلیس کرنے میں معروف و موصوف ہیں' صادق ہیں' چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔''

چوتھی علت: حضرت عائشہؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ دونوں کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے۔ دونوں کے بارے میں احادیث بیان ہو چکی ہیں کہ وہ اپنے چہرے کو ڈھانپتی تھیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ دو جلیل القدر صحابیات ایک روایت کو بیان کریں اور ان کا اپنا عمل اس کے خلاف ہو؟

مذکورہ بالا چار علل سے ثابت ہوا کہ یہ روایت انتہائی ضعیف ہے' اس لیے اس حدیث سے چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر استدلال درست نہیں ہے۔

پندرھویں دلیل

پندرھویں دلیل ''اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنۡھَا'' کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس سے مراد عورت کا ہاتھ اور چہرہ ہے۔ اس قول پر تفصیلی بحث ہم سورۃ النور کی آیت ۳۱ کی وضاحت میں کر چکے ہیں کہ:

ا) ابن عباسؓ کا یہ قول صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

ب) اگر یہ صحیح سند سے ثابت ہو بھی جائے تو اس سے مراد ہوا یا کسی حرکت کی وجہ سے کپڑوں کو سنبھالتے ہوئے چہرے کا کھل جانا ہے۔ جیسا کہ مشہور مفسر ابن عطیہ نے ''اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنۡھَا'' کی یہی تفسیر بیان کی ہے اور علامہ قرطبی نے بھی اس تفسیر کو حسن کہا ہے۔

حواشی

١) سنن أبی داوٗد' کتاب المناسك' باب فی المحرمة تغطی وجهها

٢) صحیح البخاری' کتاب الحج' باب ما ینهی من الطیب للمحرم والمحرمة

٣) مجموعة رسائل فی الحجاب والسفور: ص ٨٠' جماعة من العلماء' إدارة البحوث العلمية والإفتاء' رياض

٤) فتاوی ابن تیمیة: ١١٣-١١٢/٢٦

٥) صحیح البخاری' کتاب التفسیر' باب لو لا إذ سمعتموه...... الخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

٦) صحیح البخاری' کتاب تفسیر القرآن' باب ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن
٧) مؤطا إمام مالك' کتاب الحج' باب وإنما یعمل الرجل مادام حیاً فإذا مات فقد انقضی
٨) التلخیص الحبیر: ٢٧٢/٢' ابن حجر عسقلانی
٩) حجاب المرأة المسلمة: ص ٣٣' علامه البانی
١٠) صحیح البخاری' کتاب النکاح' باب لبن الفحل
١١) صحیح مسلم' کتاب الرضاع' باب تحریم الرضاعة من ماء الفحل
١٢) صحیح البخاری' کتاب الجهاد والسیر' باب ما یقول إذا رجع من الغزو
١٣) أخرجه ابن سعد بحواله حجاب المرأة المسلمة: ص ٤٩-٥٠
١٤) صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب غزوة خیبر
١٥) صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب غزوة طائف فی شوال سنة ثمان
١٦) سنن ابی داوٗد' کتاب الترجل' باب فی الخضاب للنساء
١٧) سنن الترمذی' کتاب اللباس عن رسول اللهﷺ باب ما جاء فی جرذیول النساء
١٨) صحیح البخاری' کتاب النکاح' باب لا یخلون رجل بامرأة الاذو محرم والدخول علی
١٩) سنن الترمذی' کتاب الرضاع' باب ما جاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات ورواه ابن حبان فی صحیحه والطبرانی فی الکبیر
٢٠) عارضة الأحوذی شرح جامع الترمذی: ٩٢/٣' علامة ابن العربی
٢١) سنن ابن ماجة' کتاب النکاح' باب النظر إلی المرأة إذا أراد أن یتزوجها
٢٢) سنن ابن ماجة' کتاب النکاح' باب النظر إلی المرأة إذا أراد أن یتزوجها
٢٣) صحیح البخاری' کتاب الصلاة' باب وجوب الصلاة فی الثیاب
٢٤) صحیح البخاری' کتاب الحج' باب حج المرأة عن الرجل
٢٥) فتح الباری: ١٠/١١
٢٦) أیضًا
٢٧) حجاب المرأة المسلمة: ص ٢٩
٢٨) سنن النسائی' کتاب آداب القضاة' باب الحکم بالتشبیه والتمثیل وذکر الاختلاف علی الولید
٢٩) سنن ابن ماجة' کتاب المناسك' باب الحج عن الحی إذا لم یستطع
٣٠) سنن النسائی' کتاب مناسك الحج' باب الحج عن الحی الذی لا یستمسك علی الرحل
٣١) مسند أحمد: ٢١٣/١' مؤسسة قرطبة القاهرة
٣٢) صحیح مسلم' کتاب الحج' باب حجة النبی ﷺ
٣٣) صحیح البخاری' کتاب النکاح' باب تزویج المعسر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۳٤) صحيح بخاری 'کتاب مواقيت الصلاة 'باب وقت الفجر
۳۵) حجاب المرأة المسلمة: ص ۳۰
۳٦) فتح الباری شرح صحيح بخاری 'کتاب مواقيت الصلاة 'باب وقت الفجر
۳۷) صحيح مسلم 'کتاب المساجد و مواضع الصلاة 'باب استحباب التبكير بالصبح
۳۸) مصنف ابن أبی شيبة: کتاب الصلاة 'باب من کان ينوربها ويسفرولايری به بأساً
۳۹) صحيح مسلم 'کتاب الطلاق 'باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها
٤٠) صحيح مسلم 'کتاب الفتن وأشراط الساعة 'باب قصة الجساسة
٤١) جلباب المرأة المسلمة: ص٦۵ 'علامه البانی
٤۲) مؤطا إمام مالك 'کتاب الحج 'باب وإنما يعمل الرجل مادام حياً فاذا مات فقد انقضى
٤۳) التلخيص الحبير: ۲/۲۷۲
٤٤) حجاب المرأة المسلمة: ص۳۳
٤۵) جلباب المرأة المسلمة: ص ٦۸
٤٦) أيضاً : ص٦۹
٤۷) أيضاً : ص۷۰
٤۸) أيضاً : ص۷۱
٤۹) أيضاً : ص۷۲
۵۰) أيضاً : ص۷۰
۵۱) صحيح بخاری 'کتاب المرضى 'فضل من يصرع من الريح
۵۲) فتح الباری شرح صحيح بخاری 'کتاب المرضى 'فضل من يصرع من الريح
۵۳) سنن الترمذی 'کتاب تفسير القرآن عن رسول الله 'باب من سورة الحجر
۵٤) تهذيب التهذيب: ۱/۳۳٦
۵۵) أيضاً
۵٦) سنن الترمذی 'کتاب تفسير القرآن عن رسول الله 'باب من سورة الحجر
۵۷) تحفة الأحوذی شرح سنن الترمذی 'کتاب تفسير القرآن عن رسول الله 'باب من سورة الحجر
۵۸) تفسير ابن کثير: سورة الحجر: ۲٤
۵۹) سنن الدارمی 'کتاب النکاح 'باب الرجل يری المرأة فيخاف على نفسه
٦٠) تهذيب لکمال: ۸/۳۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

٦١) سنن ابی داوٗد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها
٦٢) سنن ابی داوٗد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها
٦٣) تهذیب الكمال: ٤/ ١٠
٦٤) اتحاف ذوی الرسوخ لمن رمی بالتدلیس من الشیوخ: ص ٤٢، شیخ حماد بن محمد
٦٥) أیضاً: ص ٥٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باب سوم

www.KitaboSunnat.com

چہرے کا پردہ:
آثار صحابہؓ وتابعینؒ کی روشنی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل اول

آثار صحابہؓ و تابعینؒ

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے زمانے اور اپنے بعد آنے والے دو زمانوں کو ''خیر القرون'' میں شمار کیا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

((خَیْرُکُمْ قَرْنِی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ)) (۱)

''تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے' پھر وہ لوگ جو کہ ان سے ملے ہوئے ہوں' پھر وہ لوگ جو اُن سے ملے ہوئے ہوں۔''

یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا زمانہ' پھر صحابہؓ کا زمانہ اور پھر تابعینؒ کا زمانہ ''خیر القرون'' میں سے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں عورتیں چہرے کا پردہ کرتی تھیں' جیسا کہ احادیث مبارکہ کے بیان میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو چکی ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے زمانے میں بھی مسلمان خواتین چہرے کو چھپا کر رکھتی تھیں' جیسا کہ ذیل میں دیے گئے آثار سے اس بات کی تائید ہو رہی ہے۔ یہ پردہ خیر القرون سے نسل در نسل تواترِ عملی کے ساتھ اُمت مسلمہ میں منتقل ہوا ہے اور آج بھی اُمت مسلمہ میں مسلم خواتین کی ایک بڑی تعداد شریعت کے اس حکم پر کاربند ہے۔ ذیل میں ہم آثارِ صحابہ و تابعین کی روشنی میں چہرے کے پردے کو بیان کر رہے ہیں کہ صحابہ اور تابعین نے قرآن و سنت کی نصوص سے کیا سمجھا تھا۔

۱) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ: کُنَّا نُغَطِّیْ وُجُوْھَنَا مِنَ الرِّجَالِ وَکُنَّا نَمْتَشِطُ قَبْلَ ذٰلِکَ فِی الْاِحْرَامِ (۲)

''حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ ''ہم مردوں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں اور ہم حالت احرام میں کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں۔''

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت عائشہؓ کی بہن ہیں اور جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں۔ حضرت اسماءؓ کا یہ بیان اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ حجاب کا حکم ازواجِ مطہرات کے لیے خاص نہ تھا۔ علامہ البانیؒ نے اس روایت کو ''جلباب المرأۃ المسلمۃ: ص ۱۰۸'' پر ''صحیح'' کہا ہے۔

۲) عن فاطمة بنت المنذر أنها قالت: کُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْھَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ (۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''حضرت فاطمہ بنت منذرؒ سے روایت ہے کہ ہم حالتِ احرام میں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتی تھیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔''

یہ روایت ''صحیح'' ہے۔علامہ البانیؒ نے بھی اس کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

٣) عن يعقوب قال حدثنا ابن علية عن ابن عون عن محمد عن عبيدة في قوله تعالىٰ: ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ فلبسها عندنا ابن عون قال ولبسها عندنا محمد قال محمد ولبسها عندی عبيدة قال ابن عون بردائه فتقنع به فغطى أنفه وعينه اليسرى وأخرج عينه اليمنى وأدنى رداءه من فوق حتى جعله قريباً من حاجبه أو على الحاجب (٤)

''یعقوب کہتے ہیں ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا' وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے ابن عون اور وہ آگے محمد بن سیرین سے اور وہ عبیدہ السلمانی سے بیان کرتے ہیں کہ ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے ابن عون نے جلباب (چادر) کو اوڑھ کر دکھایا۔ ابن عون کہتے ہیں کہ میرے سامنے محمد بن سیرین نے چادر کو اس طرح اوڑھا۔محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میرے سامنے عبیدہ السلمانی نے چادر کو اوڑھا۔ابن علیہ نے کہا کہ ابن عون نے اپنی چادر لے کر اس کو اچھی طرح اوڑھ لیا' اپنی ناک اور بائیں آنکھ بھی چھپالی اور دائیں آنکھ کو کھلا رکھا اور اپنی چادر کو اوپر سے قریب کیا یہاں تک کہ اوپر سے چادر کو اپنی ابرو تک پہنچایا یا ابرو کو بھی چھپالیا۔''

یہ روایت ''صحیح'' ہے۔جیسا کہ آگے چل کر آخری باب میں ہم اس پر مفصل گفتگو کریں گے۔

٤) عن أنس قال رأى عمر أمة لنا متقنعة فضربها وقال لا تشبهي بالحرائر (٥)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہماری ایک لونڈی کو دیکھا جس نے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔حضرت عمرؓ نے اس کو مارا اور اسے حکم دیا کہ آزاد عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔''

یہ روایت ''صحیح'' ہے۔علامہ البانیؒ نے بھی اس کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

٥) روى ابن عيينة عن إسماعيل بن أبي خالد قال أخبرتني أمي

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وأختي أنهما دخلتا على عائشة أم المؤمنين فسألتا ها كيف تخمر المرأة وجهها فأخذت أسفل خمارها فغطت به وجهها (٦)

''ابن عیینہ اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میری ماں اور بہن نے خبر دی کہ وہ دونوں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور ان سے سوال کیا کہ عورت اپنے چہرے کو کیسے ڈھانپے؟ تو حضرت عائشہؓ نے ان کی چادر کا نچلا حصہ پکڑا اور اس کے ساتھ ان کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔''

٦) اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

كنا ندخل على أم المؤمنين يوم التروية فقلت لها يا أم المؤمنين! هنا إمرأة تأبى أن تغطي وجهها وهي محرمة فرفعت عائشة خمارها من صدرها فغطت به وجهها (٧)

''ہم (خواتین) ۸ ذی الحجہ کو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس آتی تھیں تو میں نے کہا اے اُمّ المؤمنین! یہاں ایک عورت ہے جو اس بات سے انکاری ہے کہ حالتِ احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپے' تو حضرت عائشہؓ نے اس کی چادر اس کے سینے سے اٹھائی اور اس کے ساتھ اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔''

اس کے علاوہ بھی بہت سے آثار صحابہؓ و تابعینؒ سے ملتے ہیں' لیکن طوالت کے خوف سے ہم ان کا ذکر نہیں کر رہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جس نے ماننا ہو اُس کے لیے ایک ہی دلیل کافی ہے اور جس نے نہ ماننا ہو اُس کے لیے دلائل کا انبار بھی کم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل دوم

قائلین استحبابِ حجاب اور آثار صحابہؓ وتابعینؒ

علامہ البانیؒ نے اپنی کتاب 'جلباب المرأة المسلمة' میں سولہ آثار بیان کیے ہیں جن سے یہ ثابت کیا ہے کہ چہرے کا پردہ واجب نہیں، مستحب ہے۔ ہم اس فصل میں ان آثار کا بالترتیب جائزہ لیں گے۔

پہلی دلیل

حضرت قیس بن ابی حازمؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں ان کی بیماری کے ایام میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا:

أنه هو رجل أبيض خفيف الجسم عنده أسماء بنت عميس تذب عنه وهي امرأة بيضاء موشومة اليدين......(۸)

''حضرت ابوبکرؓ سفید اور نحیف جسم کے مالک ہیں اور حضرت اُسماء آپ کے پاس تھیں جو لوگوں کو آپ سے دور کر رہی تھیں اور وہ ایک سفید عورت تھیں جن کے ہاتھ گدے (کھال میں سوئی سے سوراخ کر کے ان میں سرمہ یا کوئی اور رنگ بھرنا) ہوئے تھے۔''

اس روایت میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ حضرت اسماءؓ کا چہرہ کھلا ہوا تھا' ہاں یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ چھپائے ہوئے نہیں تھے اور ہاتھوں کے بارے میں ہم پہلے ہی یہ موقف بیان کر چکے ہیں کہ عورت کے ہاتھ اس کے ستر میں داخل نہیں ہیں اس لیے عورت کے لیے اپنے ہاتھوں کو چھپانا ضروری نہیں ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ راوی کو حضرت اسماءؓ کے سفید ہونے کا کیسے علم ہوا تو یہ بالکل واضح ہے کہ ہاتھوں کی جلد کی رنگت سے کسی کے جسم کی رنگت کے بارے میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

دوسری دلیل

ابوالسلیلؒ فرماتے ہیں کہ:

جاء ت ابنة أبي ذر وعليها مجنبتا صوف سفعاء الخدين......(۹)

''حضرت ابوذرؓ کی بیٹی آئیں اس حال میں کہ انہوں نے اُون کے دو کپڑے اوڑھ رکھے تھے اور وہ سرخی مائل سیاہ رخساروں والی تھیں....''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

علامہ البانیؒ نے اس روایت کی صحت کے بارے میں لکھا ہے "اسنادہ جید فی الشواھد" یعنی یہ روایت بذاتہ تو کسی مسئلے میں دلیل نہیں بن سکتی لیکن شواہد کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے۔ یہ روایت قابل حجت نہیں ہے کیونکہ ایک تو یہ اثر ہے یعنی حدیث نہیں ہے، دوسرا یہ "ضعیف" بھی ہے اس لیے یہ کسی صحیح روایت یا اثر کی تائید میں تو نقل کی جا سکتی ہے لیکن اس پر کسی مسئلے کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی اور کسی صحیح روایت سے آزاد عورت کے لیے عمومی حالات میں چہرہ کھلا رکھنا ثابت نہیں ہوتا۔

تیسری دلیل

عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھا کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور آپؐ کے سامنے کھڑی ہو گئیں:

فنظرت إليها وقد ذهب الدم من وجهها...... (۱۰)

"پس میں نے حضرت فاطمہؓ کی طرف دیکھا اور ان کے چہرے سے خون گر رہا تھا..."

اس روایت کی سند کے بارے میں بھی علامہ البانیؒ نے لکھا ہے "سند لا بأس به فی الشواھد" یعنی اس روایت کی سند ایسی ہے کہ شاہد کے طور پر اس کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس روایت کے بارے میں بھی ہم یہی کہیں گے کہ یہ ضعیف روایت کسی صحیح نص سے ثابت شدہ مسئلے کی تائید میں نقل تو کی جا سکتی ہے لیکن کسی مسئلے کی مستقل دلیل یا بنیاد نہیں بن سکتی۔ یہ واضح رہے کہ "حسن لغیرہ" اور "شاہد" بننے میں نمایاں فرق ہے کیونکہ "حسن لغیرہ" بذاتہ مقبول دلیل ہے جبکہ "شاہد" اس وقت قابل قبول ہوتی ہے جبکہ مسئلہ اصلاً کسی صحیح اور مقبول روایت سے ثابت ہو رہا ہو۔

چوتھی دلیل

حضرت قبیصہ بن جابرؓ سے روایت ہے:

...... فانطلقت مع عجوز من بنی أسد إلى ابن مسعود فی بیته فی ثلاث نفر فرأى جبینها یبرق فقال أتحلقینه ...... (۱۱)

"پس میں بنو اسد قبیلے کی ایک بوڑھی عورت کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گیا جبکہ ان کے پاس تین گروہوں میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس عورت کی پیشانی کو چمکتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا: کیا تم اپنی پیشانی کو مونڈتی ہو..."

یہ روایت بھی چہرے کو کھلا رکھنے کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں بوڑھی عورت کا ذکر ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بوڑھی عورتوں کے حوالے سے ہم بیان کر چکے ہیں کہ قرآن میں ان کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنے کی رخصت موجود ہے۔

پانچویں دلیل

ابو اسماء الرجبی سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابو ذرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے:

و عنده امرأة له سوداء مسغبة...... (١٢)

''اور ان کے پاس ان کی بیوی تھی جن کا رنگ کالا تھا اور وہ فاقے میں تھیں...''

اس روایت میں بھی کسی جگہ اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا' زیادہ سے زیادہ ان کے جسم کے رنگ کا ذکر ہے اور اس کا اندازہ ہاتھوں کو دیکھ کر بھی لگایا جا سکتا ہے۔

چھٹی دلیل

تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی پھانسی کے وقت حضرت اسماءؓ آئیں تو ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا:

أن أمه أسماء بنت أبي بكر جاءت مسفرة الوجه متبسمة (١٣)

''ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کھلے چہرے کے ساتھ اور مسکراتے ہوئے آئیں۔''

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو جب پھانسی دی گئی تو ان کی عمر ۷۳ سال تھی اور ان کی والدہ کی عمر یقیناً اس وقت ۷۳ سے زیادہ ہی ہوگی اور اس عمر میں عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنے کی رخصت قرآن میں موجود ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ساتویں دلیل

حضرت عمرؓ نے ایک لونڈی کو جلباب اوڑھے ہوئے دیکھا تو کہا:

فما بال الجلباب ضعيه عن رأسك إنما الجلباب على الحرائر من نساء المؤمنين (١٤)

''تجھے جلباب سے کیا ہے! اس کو اپنے سر سے اُتار رکھ۔ جلباب تو اہل ایمان عورتوں میں سے صرف آزاد عورتوں کے لیے ہے۔''

یہ روایت بھی چہرہ کھلا رکھنے میں واضح نہیں ہے۔ اس روایت سے زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جلباب آزاد عورتوں کے لیے ہے نہ کہ لونڈیوں کے لیے۔ 'ضعيه عن رأسك' سے مراد یہ نہیں ہے کہ جلباب صرف سر ہی پر اوڑھا جاتا تھا۔ ہم جلباب کے حوالے سے سابقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صفحات میں تفصیلاً یہ بحث کر چکے ہیں کہ جلباب اصلاً تو سر چھپانے کے لیے تھا اور سر پر ہی اوڑھا جاتا تھا لیکن عرب کی خواتین اسی سر کی اوڑھنی کو غیر محرم مردوں کی موجودگی میں اپنے چہرے کے سامنے لٹکا لیتی تھیں جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

آٹھویں دلیل

ایک خاتون اور اس کے والد کا حضرت سعید بن زیدؓ سے ان کے گھر کے حوالے سے جھگڑا ہو گیا تو حضرت سعیدؓ نے اس کے بارے میں بددعا کی۔ راوی کہتے ہیں کہ:

فرأيتها عمياء تلتمس الجدر تقول أصابتني دعوة سعيد بن زيد[۱۵]

''میں نے اس عورت کو دیکھا اس حال میں کہ وہ اندھی تھی اور دیواریں تلاش کر رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی ہے۔''

اس روایت میں بھی کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ جن سے یہ معلوم ہو کہ عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے۔

نویں دلیل

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت ہے:

رأيت عائشة تفتل القلائد للغنم تساق معها هدیٰ[۱۶]

''میں نے حضرت عائشہؓ کو دیکھا کہ وہ ان بکریوں کے لیے ہار بٹ رہی تھیں جو ہدی کے جانوروں کی صورت میں ان کے ساتھ تھیں۔''

اس روایت میں بھی ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ جن سے معلوم ہو کہ حضرت عائشہؓ کا چہرہ کھلا تھا۔ دوسری بات یہ کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں تو علامہ البانیؒ سمیت تمام علماء کا اجماع ہے کہ ان کے لیے چہرے کا پردہ واجب تھا۔ بہت غور وفکر کے بعد بھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ علامہ البانیؒ نے اس اثر کو کیوں نقل کیا؟

دسویں دلیل

حضرت عبد اللہ بن محمد بن عقیلؒ کہتے ہیں:

أرسلني علي بن الحسين إلى ربيع بنت معوذ أسألها عن وضوء رسول الله وكان يتوضاء عندها فأتيتها فأخرجت إلى إناء يكون مدا......

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فقالت بهذا كنت أخرج لرسول الله للوضوء(١٧)

''مجھے علی بن حسینؒ نے ربیع بنت معوذؓ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے اللہ کے رسول ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھ سکوں کیونکہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس وضو کرتے تھے۔ میں ربیع بنت معوذؓ کے پاس آیا تو انہوں نے میری طرف ایک برتن نکالا جو ایک مد (ایک خاص پیمانے کا نام) تھا... تو انہوں نے کہا کہ اس سے میں اللہ کے رسول ﷺ کے وضو کے لیے پانی نکالتی تھی۔''

اس اثر میں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ ربیع بنت معوذؓ کا چہرہ کھلا تھا' زیادہ سے زیادہ ان کے ہاتھوں کے کھلا ہونے کا امکان ہو سکتا ہے اور ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ عورت کے لیے اپنے ہاتھوں کو کھلا رکھنا شرعاً جائز ہے۔

گیارھویں دلیل

حضرت عروۃ بن عبد اللہؒ سے روایت ہے کہ وہ حضرت فاطمہ بنت علیؒ کے پاس گئے اور انہوں نے دیکھا:

في يدها مسكاً غلاظاً في كل يد اثنين قال ورأيت في يدها خاتماً(١٨)

''ان کے دونوں ہاتھوں میں دو موٹے کنگن تھے اور ایک ہاتھ میں انگوٹھی بھی تھی۔''

یہ روایت بھی ہاتھ کھلا رکھنے کی دلیل تو بن سکتی ہے لیکن چہرہ کھلا رکھنے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

بارھویں دلیل

حضرت یحییٰ بن عثمانؒ سے روایت ہے:

كنت عند فاطمة بنت علي فجاء رجل يثني على أبيها عندها فأخذت رمادا فسفت في وجهه(١٩)

''میں فاطمہ بنت علیؒ کے پاس تھا تو ایک آدمی ان کے پاس آیا اور ان کے والد کی تعریف کرنے لگا تو انہوں نے راکھ اٹھا کر اس کے چہرے پر پھینک دی۔''

یہ روایت بھی ہاتھوں کو کھلا رکھنے کی دلیل تو بن سکتی ہے لیکن چہرہ کھلا رکھنے کا اس میں کہیں ذکر نہیں ہے۔

تیرھویں دلیل

یحییٰ بن اُبی سلیمؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رأيت سمراء بنت نهيك وكانت قد أدركت النبى ﷺ عليها درع غليظ وخمار غليظ بيدها سوط تؤدب الناس وتأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر [۲۰]

''میں نے سمراء بنت نھیکؓ کو دیکھا اور انہوں نے آپؐ کا زمانہ پایا تھا۔ انہوں نے ایک موٹا کرتہ (قمیص) پہن رکھا تھا اور ایک موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی اور ان کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ وہ لوگوں کو ادب سکھاتی تھیں اور معروف کا حکم دیتیں اور منکر سے روکتیں تھیں۔''

اس روایت میں بھی کہیں چہرہ کھلا رکھنے کا ذکر نہیں ہے' ہاں ہاتھ کھلا رکھنے کا امکان اس حدیث میں موجود ہے۔

چودھویں دلیل

عن ميمون قال دخلت على أم الدرداء فرأيتها مختمرة بخمار صفيق قد ضربت على حاجبها [۲۱]

''حضرت میمونؒ سے روایت ہے کہ میں اُم درداء کے پاس گیا تو آپ نے ایک موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی جس کو آپ نے اوپر سے اپنے اُبرو تک لپیٹ رکھا تھا۔''

اس روایت میں بھی کسی ایسی چیز کا ذکر نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ اُم درداءؓ کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔

پندرھویں دلیل

عن معاوية دخلت مع أبى على أبى بكر فرأيت أسماء قائمة على رأسه بيضاء [۲۲]

''حضرت معاویہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابوبکر کے گھر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت اسماء آپ کے سر پر کھڑی ہیں اور سفید رنگ کی تھیں۔''

اس روایت کے بارے میں علامہ البانیؒ نے لکھا ہے ''سنده جيد فى الشواهد'' اس لیے یہ روایت کسی صحیح نص سے ثابت شدہ مسئلے کی تائید میں تو نقل کی جا سکتی ہے لیکن اس سے کسی مسئلے کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

سولھویں دلیل

عیینۃ بن عبد الرحمنؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جاء ت امرأة إلى سمرة بن جندب فذكرت أن زوجها لا يصل إليها فسأل الرجل فأنكر ذلك وكتب فيه الى معاوية فكتب أن زوجه امرأة من بيت المال لها حظ من جمال ودين ...... قال ففعل ...... قال وجاء ت المرأة مقنعة(۲۳)

''ایک عورت حضرت سمرۃ بن جندبؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ اس کا شوہر اس سے مباشرت نہیں کرسکتا تو انہوں نے اس کے شوہر سے پوچھا تو اس نے اس کا انکار کیا۔ حضرت سمرۃؓ نے اس مسئلے کے بارے میں امیر معاویہؓ کو خط لکھا تو حضرت امیر معاویہؓ نے جواباً لکھا کہ اس شخص کی شادی بیت المال کی رقم سے کسی دوسری خوبصورت اور دیندار عورت سے کر دو...تو انہوں نے ایسا ہی کیا...راوی کہتے ہیں کہ صبح کے وقت وہ عورت چادر اوڑھے ہوئے آئی۔''

اس روایت میں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ 'مقنعة' کے بارے میں ہم تفصیلاً یہ بحث کر چکے ہیں کہ یہ لفظ لغت عرب میں سر کی چادر کے علاوہ نقاب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

حواشی

١) المستدرك على الصحيحين: ٤٥٤/١

٢) صحيح البخارى' كتاب الشهادات' باب لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد

٣) مؤطا إمام مالك' كتاب الحج' باب وإنما يعمل الرجل مادام حياً فاذا مات فقد انقضى

٤) تفسير طبرى: ٣٣٢/١٠' دار الكتب العلمية' بيروت

٥) مصنف ابن أبى شيبة' كتاب صلاة التطوع والإمامة' باب فى الأمة تصلى لغير الخمار

٦) الاستذكار: ٤٨/١١' ابن عبد البر

٧) التلخيص الحبير: ٢٧٢/٢ المدينة المنورة

٨) جلباب المرأة المسلمة: ص٩٦

٩) أيضاً: ص٩٧

١٠) أيضاً

١١) جلباب المرأة المسلمة: ص٩٨

١٢) أيضاً

١٣) أيضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

١٤) أيضاً: ص ٩٩
١٥) أيضاً: ص ١٠٠
١٦) أيضاً: ص ١٠١
١٧) أيضاً
١٨) أيضاً: ص ١٠٢
١٩) أيضاً
٢٠) أيضاً
٢١) أيضاً
٢٢) أيضاً: ص ١٠٣
٢٣) أيضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باب چهارم

چہرے کا پردہ:
مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل اوّل

حنفیہ کا مذہب

علمائے سلف نے اپنے ادوار میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف شرعی مسائل میں اپنی آراء کا اظہار کیا۔ علمائے متقدمین کی یہ آراء اگرچہ ہمارے لیے حجت تو نہیں ہیں' کیونکہ اصل حجت تا قیامت صرف قرآن وسنت ہیں' لیکن قرآن وسنت کی نصوص سے استنباط کرتے وقت متقدمین علمائے سلف کی آراء کو پیش نظر رکھنا اور ان سے استفادہ کرنا اہل سنت کا منہج ہے۔ علاوہ ازیں ہم اس بحث میں اس دعویٰ کی حقیقت بھی قارئین کے سامنے کھول دینا چاہتے ہیں جو بعض متجددین کی طرف سے ہمارے سامنے آیا ہے کہ ''سلف میں کوئی بھی چہرے کے پردے کے وجوب کا قائل نہیں رہا' بلکہ تمام کے تمام سلف بشمول ابن تیمیہؒ چہرے کے پردے کو ''بہتر'' قرار دیتے ہیں لیکن اس کو واجب نہیں سمجھتے اور چہرے کے پردے کے وجوب کا قول عصرِ حاضر میں مولانا مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی کی طرف سے پہلی مرتبہ پیش ہوا۔'' اس بحث میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ہر مذہب کے اصل مصادر سے ان کا موقف سامنے آئے۔

چونکہ ہمارے ہاں برعظیم پاک و ہند میں حنفیہ کی اکثریت ہے اس لیے ہم ان کا موقف سب سے پہلے اور قدرے تفصیل سے پیش کر رہے ہیں' کیونکہ منکرین حجاب عموماً اپنا موقف بیان کرتے وقت اس بات کی رٹ لگا لیتے ہیں کہ حنفیہ کا بھی وہی موقف ہے جو ہمارا موقف ہے' حالانکہ ان کے اور حنفیہ کے موقف میں بعض اوقات زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ حنفیہ کے موقف کو سمجھنے کے لیے ہم نے آسانی کی خاطر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

ا) فتنے کی غیر موجودگی میں حنفیہ کا موقف

فتنے کی غیر موجودگی میں متقدمین ومتاخرین حنفیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک عورت کو چونکہ خرید وفروخت' شہادت اور بعض دوسرے ضروری معاملات کے لیے گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہے لہٰذا چہرہ ڈھانپنے میں ایک سخت مشقت ہے' اس لیے یہ حضرات چہرے کو عورت کے ستر سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

i) 'کنز الدقائق' میں ہے:

بدن الحرة عورة إلا وجهها وكفيها وقدميها [۱]

''آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے' دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے۔''

ii) ''الهدایہ'' میں ہے:

وبدن الحرة كلها عورة إلا وجهها وكفيها [۲]

''اور آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے۔''

iii) ''بدائع الصنائع'' میں ہے:

فلا يحل النظر للأجنبى من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين [۳]

''کسی اجنبی مرد کے لیے کسی اجنبی آزاد عورت کے سارے جسم کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے۔''

iv) ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے:

بدن الحرة عورة إلا وجهها وكفيها وقدميها [٤]

''آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے' اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کے۔''

v) امام ابوبکر الجصاص ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

ويدل على أن الوجه والكفين من المرأة ليسا بعورة [٥]

''اور یہ آیت اس بات پر بھی دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ ستر میں داخل نہیں ہیں۔''

ب) فتنے کی موجودگی میں حنفیہ کا موقف

فتنے کی موجودگی میں متقدمین ومتاخرینِ احناف کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے۔

i) امام ابوبکر الجصاص ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

فى هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن وفيها دلالة على أن الأمة ليس عليها بستر وجهها وشعرها لان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قوله تعالى ﴿وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ظاهره انه اراد الحرائر [٦]

''یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ نوجوان عورت کو اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے جسم کو چھپائے اور اپنی پاکیزگی کا اظہار کرے تاکہ منافقین اس کے بارے میں کسی قسم کے لالچ میں مبتلا نہ ہوں۔ اس آیت میں اس بات کی طرف بھی رہنمائی موجود ہے کہ لونڈی کے لیے اپنے چہرے اور بالوں کا ڈھانپنا لازمی نہیں ہے' کیونکہ ''نساءُ المؤمنین'' کے ظاہر سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی مراد یہاں آزاد عورتیں ہیں۔''

ii) امام شرنبلالیؒ لکھتے ہیں:

(وجميع بدن المرأة) أى جسدها (إلا وجهها) ومنع الشابة من كشفه لخوف الفتنة لا لأنه عورة [٧]

''اور عورت کا تمام جسم سوائے اس کے چہرے کے ستر میں داخل ہے۔ فتنے کے خوف سے نوجوان عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا گیا نہ کہ اس (چہرے) کے ستر میں داخل ہونے کی وجہ سے۔''

iii) خاتمة المحققين امام ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

(وتمنع) المرأة الشابة (من كشف الوجه بين الرجال) لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة [٨]

''نوجوان عورت کو مردوں کے درمیان چہرہ کھلا رکھنے سے منع کیا جائے گا' اس وجہ سے نہیں کہ چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے' بلکہ فتنے کے ڈر سے ایسا کیا جائے گا۔''

iv) علامہ ابن نجیمؒ متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

قال مشائخنا تمنع المرأة الشابة من كشف وجهها بين الرجال فى زماننا للفتنة [٩]

''ہمارے مشائخ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ نوجوان عورت کو ہمارے زمانے میں فتنے کے ڈر سے مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔''

v) امام علاؤالدین الحصکفیؒ فرماتے ہیں:

ولذا تمنع من كشف وجهها بين الرجال للفتنة [١٠]

''اسی لیے عورت کو مردوں کے درمیان فتنے کی وجہ سے چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

vi) امام عبد الرحمٰن الکلیبو لیؒ لکھتے ہیں:

وفی المنتقی تمنع الشابة عن کشف وجهها لئلا یؤدی الی الفتنة وفی زماننا المنع واجب بل فرض لغلبة الفساد وعن عائشة عنها جمیع بدن الحرة عورة إلا إحدی عینیها(۱۱)

''منتقی میں ہے کہ عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا' کیونکہ یہ فعل فتنے کا سبب ہے اور ہمارے زمانے میں عورت کو چہرہ کھولنے سے روکنا واجب بلکہ فرض ہے' کیونکہ فساد بہت بڑھ گیا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ عورت کا تمام جسم ستر ہے سوائے اس کی ایک آنکھ کے۔''

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ متقدمین و متأخرین حنفیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے' یعنی اگر لذت اور شہوت نہ ہو تو عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے' لیکن اگر فتنے کا خوف ہو تو چہرے کا پردہ واجب ہے۔ گویا کہ حنفیہ شرعاً پردے کو واجب قرار نہیں دیتے بلکہ سدًّا للذریعة واجب قرار دیتے ہیں۔ معاصرین علمائے احناف میں بھی تقریباً سب ہی موجودہ زمانے میں فتنے و فساد کے بڑھ جانے کی وجہ سے چہرے کے پردے کے وجوب کا فتویٰ دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں برعظیم پاک و ہند میں حنفیہ کے دو بڑے گروہ پائے جاتے ہیں: علمائے دیوبند اور علمائے بریلوی۔ علمائے دیوبند میں سے مفتی شفیع صاحب' دارالعلوم کراچی اور شیخ الحدیث ادریس کاندھلوی صاحب' جامعہ اشرفیہ لاہور کی آراء ہم ان کی تفاسیر کی روشنی میں مضمون کے شروع میں نقل کر چکے ہیں۔ اسی طرح بریلوی مکتبِ فکر کے چوٹی کے عالم پیر کرم شاہ صاحب کی رائے بھی ہم نے نقل کر دی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ برعظیم پاک و ہند کے علمائے حنفیہ فی زمانہٖ فتنے و فساد کے بڑھ جانے کی وجہ سے چہرے کے پردے کا فتویٰ جاری کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل دوم

مالکیہ کا مذہب

متقدمین ومتأخرین علماء مالکیہ کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے' لیکن وجوب کے سبب میں اختلاف ہے۔ بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے لہٰذا اس پر چہرے کا پردہ شرعاً تو واجب نہیں ہے لیکن فتنے کی موجودگی میں واجب ہو گا' جبکہ بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے لہٰذا اس کا پردہ شرعاً واجب ہے۔

ا) چہرے کے پردے کا وجوب فتنے کے سبب سے

بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ کا بھی یہی موقف ہے لیکن مالکیہ فتنے کے سبب سے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

i) امام مالکؒ نے اپنی کتاب ''موطا'' میں ایک حدیث نقل کی ہے:

عن مالك عن هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر أنها قالت: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ(۱۲)

اس حدیث کی شرح میں مشہور مالکی عالم امام زرقانیؒ فرماتے ہیں:

لأنه يجوز للمرأة المحرمة ستر وجهها بقصد الستر عن أعين الناس بل يجب إن علمت أو ظنت الفتنة بها أو ينظر لها بقصد اللذة(۱۳)

''حالت احرام میں عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا جائز ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے بچا سکے، اور اگر اسے فتنے کا علم یا گمان ہو یا شہوت کی وجہ سے اس کی طرف دیکھے جانے کا گمان ہو تو اس پر چہرے کا پردہ واجب ہو جاتا ہے۔''

ii) شیخ احمد بن محمد الصاوی المالکیؒ لکھتے ہیں:

(و) عورة المرأة (مع رجل أجنبى) منها أى ليس بمحرم لها جميع البدن (غير الوجه والكفين) وأما هى فليس بعورة وإن وجب عليها

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سترهما لخوف فتنة(١٤)

''اور عورت کا ستر اجنبی مرد کے سامنے جو محرم نہیں ہے' پورا جسم ہے سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے اور یہ دونوں عورت کا ستر نہیں ہیں' لیکن عورت کے لیے ان کو فتنے کے خوف سے چھپانا واجب ہے۔''

iii) امام محمد بن احمد الدسوقی المالکیؒ فرماتے ہیں:

(غير الوجه والكفين) أى وأما هما فغير عورة يجوز النظر إليهما ولا فرق بين ظاهر الكفين وباطنهما بشرط أن لا يخشى بالنظر لذلك فتنة وأن يكون النظر بغير قصد لذة وإلا حرام النظر إليهما وهل يجب عليها حينئذ ستر وجهها ويديها وهو الذى لابن مرزوق قائلا أنه مشهور المذهب أو لايجب عليها ذلك وإنما على الرجل غض بصره وهو مقتضى نقل المواق عن عياض (١٥)

''(سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے) اس سے مراد یہ ہے کہ یہ دونوں ستر میں داخل نہیں ہیں اور ان کی طرف دیکھنا بھی جائز ہے۔ ہاتھوں کے ظاہر اور باطن (باہر اور اندر والے حصے) میں کوئی فرق نہیں ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے فتنہ پیدا نہ ہو اور یہ دیکھنا بغیر لذت کے ہو۔ اگر یہ دو شرطیں نہ ہوں گی تو یہ دیکھنا حرام ہوگا۔ لیکن کیا ان دو شرائط کی عدم موجودگی میں عورت پر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپنا واجب ہوگا؟ یا اس عورت پر اپنے چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا واجب نہ ہوگا' بلکہ مرد کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو دبا کر رکھے؟ ابن مرزوق کی رائے یہ ہے کہ ایسی صورت حال میں عورت کے لیے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا چھپانا واجب ہے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ دوسرا موقف ابوعبداللہ مواق کے مطابق قاضی عیاض کا ہے کہ عورت کے لیے ایسی صورت میں پردہ واجب نہ ہوگا بلکہ مرد پر یہ فرض ہے کہ وہ غض بصر سے کام لے۔''

iv) شیخ احمد بن محمد الصاوی المالکیؒ لکھتے ہیں:

(غير الوجه والكفين) أى فيجوز النظر لهما لا فرق بين ظاهرهما وباطنهما بغير قصد لذة ولا وجدانها وإلا حرام وهل يجب عليها حينئذ ستر وجهها ويديها وهو الذى لابن مرزوق قائلا أنه مشهور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

المذهب أولا يجب عليها ذلك وإنما على الرجل غض بصره وهو مقتضى نقل المواق عن عياض (١٦)

''(سوائے ہاتھوں اور چہرے کے) مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھنا جائز ہے اور ہاتھوں کے ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہیں ہے' لیکن یہ دیکھنا بغیر کسی لذت کے ہو' اگر کسی لذت کے ساتھ ہوگا تو حرام ہوگا۔ تو کیا ایسی صورت حال میں عورت کے لیے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ واجب ہوگا یا نہیں؟ ابن مرزوق نے کہا ایسی صورت میں عورت کے لیے اپنے ہاتھوں اور چہرے کا پردہ واجب ہوگا اور اس کے بارے میں کہا کہ یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ جبکہ ابوعبداللہ المواق المالکی کے قول کے مطابق قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ عورت پر ایسی صورت میں پردہ واجب نہ ہوگا' بلکہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ غض بصر سے کام لے۔''

v) علامہ احمد بن احمد المختار الشنقیطی المالکیؒ لکھتے ہیں:

وحرة مع أجنبي غير الوجه والكفين غير أنه قد يفتي المنصف بأن المرأة الفاتنة قد يجب عليها ستر وجهها لفساد أهل اليوم (١٧)

''اور آزاد عورت کا اجنبی مرد کے سامنے ستر چہرے اور دونوں ہاتھوں کے علاوہ سارا جسم ہے' لیکن انصاف پسند مفتی آج کل کے زمانے میں فساد بڑھ جانے کی وجہ سے فتنہ پیدا کرنے والی عورت کے بارے میں یہ فتویٰ دے گا کہ اس کے لیے اپنے چہرے کو ڈھانپنا واجب ہے۔''

vi) خطیب شربینیؒ لکھتے ہیں:

والكفان ليسا عورة فيجوز لها كشفهما للأجنبي وله نظرهما إن لم تخش الفتنة فإن خيفت الفتنة فقال ابن مرزوق مشهور المذهب وجوب سترهما وقال عياض لا يجب سترهما ويجب غض البصر عن الرؤية (١٨)

''اور دونوں ہتھیلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں۔ عورت کے لیے اجنبی مرد کے سامنے ہاتھوں کا کھولنا جائز ہے اور مرد کے لیے ان کی طرف دیکھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو ابن مرزوق کا کہنا ہے کہ دونوں ہاتھوں کو بھی ڈھانپا جائے گا اور یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے جبکہ قاضی عیاض کا کہنا یہ ہے کہ عورت کے لیے ان کو ڈھانپنا واجب نہیں بلکہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ غض بصر سے کام لے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ب) چہرے کے پردے کا وجوب ستر کے سبب سے

بعض مالکیہ عورت کے چہرے کو بھی اس کے ستر میں داخل کرتے ہیں اور اس کو ڈھانپنا واجب قرار دیتے ہیں۔

i) امام مالکؒ سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے۔ امام ابن تیمیہ میں ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقيل يجوز النظر لغير شهوة إلى وجهها ويديها وهو مذهب أبي حنيفة والشافعي وقول في مذهب أحمد وقيل لا يجوز وهو ظاهر مذهب أحمد فإن كل شئ منها عورة حتى ظفرها وهو قول مالك(١٩)

''ایک رائے یہ ہے کہ عورت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور امام احمدؒ سے بھی ایک قول ایسا ہی مروی ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ جائز نہیں اور امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عورت کی ہر چیز ستر میں داخل ہے، یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی، اور یہی رائے امام مالک کی بھی ہے۔''

ii) امام قرطبیؒ ''فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ'' کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

في هذه الآية دليل على أن الله تعالى أذن في مسألتهن من وراء حجاب في حاجة تعرض أو مسألة يستفتين بها ويدخل في ذلك جميع النساء بالمعنى وبما تضمنة أصول الشريعة من أن المرأة كلها عورة بدنها وصوتها كما تقدم فلا يجوز كشف ذلك إلا لحاجة كالشهادة عليها أو داء يكون ببدنها(٢٠)

''یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو حجاب کے پیچھے سے کسی ضرورت یا مسئلے کے تحت سوال کرنے کی اجازت دی۔ اور یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کو معنوی طور پر شامل ہے، کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ عورت تمام کی تمام ستر ہے یہاں تک کہ اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے۔ جیسا کہ یہ بات پہلے بھی بیان ہو چکی ہے اس لیے عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو بغیر کسی ضرورت کے کھولنا جائز نہیں ہے۔ ضرورت سے مراد عورت کے خلاف گواہی ہے یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

iii) امام ابن العربیؒ ''فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والمرأة كلها عورة بدنها وصوتها فلا يجوز كشف ذلك إلا لضرورة أو لحاجة كالشهادة عليها أو داء يكون ببدنها (٢١)

''اور عورت تمام کی تمام ستر ہے' اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے' لہٰذا عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے' ہاں ضرورت یا حاجت کے پیش نظر وہ ایسا کر سکتی ہے' مثلاً اگر عورت کے خلاف گواہی دینا مقصود ہو یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہو وغیرہ (تو وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کو اجنبی مرد کے سامنے کھول سکتی ہے)۔''

iv) محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطیؒ' اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ومن أدلة القرآنية على احتجاب المرأة وسترها جميع بدنها حتى وجهها قوله تعالىٰ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ فقد قال غير واحد من أهل العلم أن معنى يدنين عليهن من جلابيبهن' أنهن يسترن جميع بدنهن ووجوههن (٢٢)

''عورت کے حجاب اور پورے بدن حتیٰ کہ چہرے کو بھی ڈھانپنے کے قرآنی دلائل میں ایک دلیل یہ آیت مبارکہ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ بھی ہے اور بہت سارے اہل علم نے کہا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں اپنے سارے بدن اور چہرے کو ڈھانپیں گی۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ متقدمین و متأخرین مالکیہ کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے' سوائے قاضی عیاض کے' جو چہرے کے پردے کو واجب قرار نہیں دیتے۔ بعض مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے' فتنے کی وجہ سے عورت کو چہرے کے چھپانے کا حکم دیا جائے گا' جبکہ بعض مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے اور ستر ہونے کی وجہ سے عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل سوم

شافعیہ کا مذہب

چہرے کے پردے کے بارے میں شافعیہ کا مسلک تقریباً وہی ہے جو مالکیہ کا ہے۔ بعض شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے' امام شافعی سے بھی یہی قول مروی ہے' لیکن وہ فتنے کی وجہ سے عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم قرار دیتے ہیں۔ البتہ جمہور شافعیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے اور چہرے کے چھپانے کا فتنے کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے' بلکہ عورت ہر حال میں اپنا چہرہ اجنبی مردوں سے چھپا کر رکھے گی۔

چہرے کے پردے کا وجوب فتنے کے سبب سے

بعض شوافع عورت کے چہرے کو ستر میں شمار نہیں کرتے لیکن فتنے کی وجہ سے چہرے کے پردے کو لازم قرار دیتے ہیں۔

۱) امام تقی الدین الحسنی الشافعیؒ فرماتے ہیں:

ویکره أن یصلي في ثوب فیه صورة وتمثیل والمرأة متنقبة إلا أن تکون في مسجد وهناك أجانب لا یحترزون عن النظر فإن خیف من النظر إلیها یجر إلی الفساد حرم علیها رفع النقاب وهذا کثیر في مواضع الزیارة کبیت المقدس (۲۳)

''ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جس میں تصاویر ہوں' مکروہ ہے۔ اسی طرح عورت کا نقاب پہن کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے' سوائے اس کے کہ عورت کسی مسجد میں ہو اور وہاں کچھ اجنبی بھی ہوں جو بدنظری سے احتیاط نہ کرتے ہوں۔ اگر ایسے حالات میں عورت کی طرف دیکھنے سے اس بات کا اندیشہ موجود ہو کہ فساد پھیلے گا تو عورت کے لیے نماز کی حالت میں بھی نقاب اتارنا حرام ہوگا۔ اور ایسا ماحول عام طور پر زیارت کے مقامات مثلاً بیت المقدس وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔''

۲) امام شافعیؒ حالت احرام میں عورت کے چہرے کے پردے کے بارے میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ویکون للمرأة إذا کانت بارزة ترید الستر من الناس تدنی جلبابها أو بعض خمارها أو غیر ذلك من ثیابها من فوق رأسها وتجافیه عن وجهها حتی تغطی وجهها متجافیاً کالستر علی وجهها ولا یکون لها أن تنتقب أخبرنا سعید بن سالم عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس قال تدلی علیها من جلبابها ولا تضرب به ...... أخبرنا سعید بن سالم عن ابن جریج عن ابن طاؤس عن أبیه قال تسدل المرأة المحرمة ثوبها علی وجهها ولا تنتقب(۲۴)

''اور جب عورت (حالتِ احرام میں) باہر ہوگی اور لوگوں سے پردہ کرنا چاہے گی تو اپنی چادر یا اس کا بعض حصہ یا اس کے علاوہ اپنے کپڑوں کا کوئی حصہ اپنے سر پر ڈال دے گی اور اسے اپنے چہرے سے الگ رکھے گی اور اپنے چہرے کو اس طرح ڈھانپے گی کہ کپڑا جسم سے الگ رہے' جیسا کہ چہرے کے آگے کوئی پردہ ڈال دیا جائے۔ اور اس کے لیے نقاب کرنا جائز نہیں ہے۔ (اس کے بعد اس موقف کے ثبوت کے لیے امام شافعی نے دو روایات بیان کی ہیں) ہمیں سعید بن سالم نے خبر دی' وہ ابن جریج سے' وہ عطاء سے' وہ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عورت اپنے اوپر اپنی چادر کو لٹکا لے گی اور اس کو لپیٹے گی نہیں...... ہمیں سعید بن سالم نے خبر دی' وہ ابن جریج سے' وہ ابن طاؤس سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حالت احرام میں عورت اپنے کپڑے کو اپنے چہرے پر لٹکائے گی اور نقاب نہیں پہنے گی۔''

۳) الشیخ عبدالحمید الشروانیؒ میت عورت کے کفن کی بحث کے بارے میں لکھتے ہیں:

فیجب علی المرأة ما یستر بدنها إلا وجهها وکفیها حرة کانت أو أمة ووجوب سترهما فی الحیاة لیس لکونهما عورة بل لکون النظر إلیهما یوقع فی الفتنة غالباً(۲۵)

''عورت کے (کفن کے لیے) اتنا کپڑا ہونا ضروری ہے جو اس کے جسم کو چھپا لے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے' چاہے وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی ہو۔ اور زندگی میں چہرے اور دونوں ہاتھوں کا ڈھانپنا اس وجہ سے واجب نہیں ہے کہ یہ عورت کا ستر ہیں' بلکہ اس لیے ان کو ڈھانپنا واجب ہے کہ اکثر اوقات ان کی طرف نظر فتنے کا باعث بنتی ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۴) الشیخ احمد بن قاسم العبادیؒ میتِ عورت کے کفن کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فیجب ما ستر من الأنثی ولو رقیقة ما عدا الوجه والکفین ووجوب سترهمافی الحیاة لیس لکونهما عورة بل لخوف الفتنة غالباً(۲۶)

''عورت کے لیے اتنا کپڑا ضروری ہے جو اس کے جسم کو ڈھانپ دے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے' چاہے وہ عورت لونڈی ہی کیوں نہ ہو۔ اور زندگی میں چہرے اور دونوں ہاتھوں کا ڈھانپنا اس لیے واجب نہیں کہ یہ ستر ہے' بلکہ یہ اس لیے واجب ہے کہ اکثر اوقات اس سے فتنے کا ڈر رہتا ہے۔''

چہرے کے پردے کا وجوب ستر کے سبب سے

جمہور شوافع کے نزدیک عورت کا چہرہ سِتر میں داخل ہے' لہٰذا عورت کے لیے اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپانا واجب ہے۔

۱) علامہ عبدالرحمٰن محمود مضائیؒ فرماتے ہیں:

لها أربع عورات فی الصلاة جمیع بدنها سوی الوجه والکفین إلی الکوعین وبالنسبة للرجال الأجانب جمیع بدنها(۲۷)

''عورت کے چار ستر ہیں۔ نماز میں اس کا تمام جسم ستر ہے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے' اور اجنبی مردوں کے سامنے عورت کا سارا جسم ستر ہے۔''

۲) علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے ''فتح الباری'' میں کئی جگہ چہرے کے پردے کا اثبات کیا ہے اور چہرے کو عورت کے ستر میں شمار کیا ہے۔ ابن حجر' بخاری کی ایک روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وفیه وجوب احتجاب المرأة من الرجال الأجانب(۲۸)

''یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عورتوں کے لیے اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔''

ایک اور جگہ ایک روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

فاختمرن أی غطین وجوههن(۲۹)

''فاختمرن کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں۔''

۳) امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

لسنا نقول أن وجه الرجل فی حقها عورة کوجه المرأة فی حقه(۳۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا چہرہ بھی عورت کے لیے اسی طرح ستر ہے جیسا کہ عورت کا چہرہ مرد کے لیے ستر ہے۔''

۴) امام محمد نووی بن عمر التناریؒ لکھتے ہیں:

والحرة لها أربع عورات ...... ورابعها جميع بدنها حتى قلامة ظفرها وهي عورتها عند الرجال الأجانب فيحرم على الرجل الأجنبي النظر إلى شيء من ذلك ويجب على المرأة ستر ذلك عنه(۳۱)

''اور آزاد عورت کے لیے چار ستر ہیں...... چوتھی قسم یہ ہے کہ عورت کا سارا جسم ستر ہے یہاں تک کہ اس کے ناخن کے تراشے بھی۔ یہ عورت کا وہ ستر ہے جو اجنبی مردوں کے سامنے ہے۔ اجنبی مرد کے لیے عورت کے جسم کے کسی حصے کی طرف دیکھنا حرام ہے اور عورت کے لیے یہ واجب ہے کہ وہ اپنے سارے جسم کو ڈھانپ کر رکھے۔''

۵) الشیخ سلیمان البجیرمیؒ لکھتے ہیں:

(وعورة الحرة) أي في الصلاة أما عورتها خارج الصلاة بالنسبة لنظر الأجنبي إليها فهي جميع بدنها حتى الوجه والكفين ولو عند أمن الفتنة ولو رقيقة فيحرم على الأجنبي أن ينظر إلى شئ من بدنها ولو قلامة ظفر منفصلا منها(۳۲)

''اور آزاد عورت کا نماز میں ستر۔ نماز سے باہر اجنبی مرد کے سامنے عورت کا سارا جسم ستر ہے۔ چہرہ اور دونوں ہاتھ بھی اس میں شامل ہیں (عورت اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو چھپائے گی) چاہے فتنے کا ڈر نہ بھی ہو۔ یا کسی آزاد عورت کو غلام بنا لیا گیا ہو (پھر بھی اس کا ستر یہی ہے) پس اجنبی کے لیے حرام ہے کہ وہ اس کے بدن کے کسی حصے کو دیکھے چاہے یہ ایسے ناخن کا تراشا ہی کیوں نہ ہو جو جسم سے جدا ہو گیا ہو۔''

خلاصۂ کلام یہ کہ شافعیہ کا موقف مالکیہ سے ملتا جلتا ہے۔ بعض شافعیہ عورت کے چہرے کو ستر میں داخل کرتے ہیں اور نصاً چہرے کے پردے کے قائل ہیں' جبکہ بعض شافعیہ عورت کے چہرے کو ستر میں داخل نہیں کرتے لیکن سدًا للذریعۃ یعنی فتنے کے خوف سے چہرے کے پردے کے وجوب کے قائل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل چہارم

حنابلہ کا مذہب

متقدمین ومتاخرین حنابلہ کے نزدیک عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے۔ امام احمد سے اگرچہ اس بارے دو اقوال مروی ہیں' ایک یہ کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے اور دوسرا یہ کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے' البتہ فقہ حنبلی سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر ائمہ نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی کو امام احمد کی طرف منسوب کیا ہے۔ دوسرے قول کے بارے میں ان کا کہنا یہ ہے کہ امام احمد کا یہ قول عورت کے اس ستر کے بارے ہے جو وہ نماز میں اختیار کرے گی۔

نماز سے باہر عورت کا ستر

ا) امام احمدؒ نماز سے باہر عورت کے سارے جسم کو ستر میں شمار کرتے ہیں۔ امام ابوبکر الخلالؒ فرماتے ہیں:

ا) أخبرني منصور بن الوليد :أن جعفر بن محمد حدثهم قال سمعت أبا عبدالله يقول كل شيء من المرأة عورة حتى ظفرها (٣٣)

''مجھے منصور بن ولید نے خبر دی کہ جعفر بن محمد نے ان سے بیان کیا کہ میں نے ابوعبداللہ سے سنا' آپ کہتے ہیں کہ عورت کی ہر چیز ستر ہے' یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی ستر میں داخل ہیں۔''

ب)أخبرني حرب بن إسماعيل قال قيل لأحمد الرجل يكون في السوق يبيع ويشتري فتأتيه المرأة تشتري منه فيرى كفها ونحو ذلك فكره ذلك وقال كل شيء من المرأة عورة قيل له فالوجه؟ قال إذا كانت شابة تشتهي فإني أكره ذلك وإن كانت عجوز أو جزت (٣٤)

''مجھے اسماعیل بن حرب نے خبر دی کہ امام احمد سے سوال کیا گیا کہ آدمی بعض اوقات بازار میں ہوتا ہے' خرید وفروخت کرتا ہے' اس کے پاس عورت بھی آتی ہے جو اس سے مختلف چیزیں خریدتی ہے' وہ مرد اس کی ہتھیلی اور اس طرح جسم کے دوسرے اعضاء بھی دیکھتا ہے۔ امام احمد نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہا کہ عورت کا سارا جسم ستر میں داخل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے۔ آپ سے دوبارہ سوال ہوا کہ چہرے کا کیا حکم ہے' تو آپ نے فرمایا کہ جب عورت نوجوان ہو اور اسے دیکھ کر شہوت کے جذبات پیدا ہوتے ہوں تو میں اسے بھی ناپسند کرتا ہوں (کہ وہ چہرہ کھلا رکھے)' اور اگر عورت بوڑھی ہے تو میرے نزدیک جائز ہے۔''

ج) امام ابن تیمیہؒ ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فقيل يجوز النظر لغير شهوة إلى وجهها ويديها وهو مذهب أبي حنيفة والشافعي وقول في مذهب أحمد وقيل لا يجوز وهو ظاهر مذهب أحمد فإن كل شيء منها عورة حتى ظفرها وهو قول مالك (٣٥)

''ایک قول تو یہ ہے کہ عورت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے' یہ مسلک امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔ امام احمد سے بھی ایسا ایک قول مروی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔ یہی امام احمد کا مشہور مسلک ہے' کیونکہ عورت کا سارا جسم ستر ہے' یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی۔ امام مالکؒ کی بھی رائے یہی ہے۔''

۲) علامہ ابن جوزیؒ آیۂ مبارکہ ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقد نص عليه أحمد فقال الزينة الظاهرة الثياب وكل شيء منها عورة حتى الظفر ويفيد هذا تحريم النظر إلى شيء من الأجنبيات لغير عذر فإن كان لعذر مثل أن يريد أن يتزوجها أو يشهد عليها فإنه ينظر في الحالين إلى وجهها خاصة فأما النظر إليها لغير عذر فلا يجوز لا لشهوة ولا لغيرها وسواء في ذلك الوجه والكفان وغيرهما من البدن (٣٦)

''امام احمدؒ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ زینت ظاہرہ سے مراد کپڑے ہیں اور عورت کا سارا جسم ستر ہے' یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی ستر میں داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بغیر عذر کے دیکھنا حرام ہے۔ اگر یہ عذر کے ساتھ ہو' مثلاً شادی یا گواہی کی غرض سے دیکھنا' تو ایسی صورت میں صرف عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ لیکن بغیر عذر کے عورت کے چہرے کو شہوت یا بغیر شہوت کے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اس مسئلے میں چہرہ' دونوں ہاتھ اور جسم کے باقی اعضاء سب کا ایک ہی حکم ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۳) امام بہوتیؒ فرماتے ہیں:

(والوجه) من الحرة البالغة (عورة خارجها) أى الصلاة (باعتبار النظر كبقية بدنها) (۳۷)

''اور بالغ آزاد عورت کا چہرہ بھی نماز سے باہر دیکھنے کے اعتبار سے' ستر میں داخل ہے جیسا کہ اس کے باقی سارے بدن کا حکم ہے۔''

۴) علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ دليل على أن الحجاب إنما أمر به الحرائر دون الإماء(۳۸)

''آیت ﴿قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ اس بات کی دلیل ہے کہ حجاب کا حکم آزاد عورتوں کے لیے تھا' جبکہ لونڈیوں کے لیے یہ حکم نہ تھا۔''

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

وثبت في الصحيح أن المرأة المحرمة تنهى عن الانتقاب والقفازين وهذا مما يدل على أن النقاب والقفازين كانا معروفين في النساء اللاتي لم يحرمن وذلك يقتضي ستر وجوههن وأيديهن(۳۹)

''اور صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ حالت احرام میں عورت کو نقاب پہننے اور دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے اور یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں ان عورتوں میں معروف تھا جو حالتِ احرام میں نہ ہوتی تھیں' اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔''

ایک اور جگہ ''يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقد حكى أبوعبيدة وغيره أنها تدنى من فوق رأسها فلا تظهر إلا بعينها ومن جنسه النقاب فكن النساء ينتقبن وفي الصحيح أن المحرمة لا تنتقب ولا تلبس القفازين فإذا كن مأمورات بالجلباب لئلا يعرفن وهو ستر الوجه أوستر الوجه بالنقاب كان الوجه واليدان من الزينة التي أمرت ألا تظهرها للأجانب (۴۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''ابوعبیدہ وغیرہم نے بیان کیا ہے کہ عورت اپنے جلباب (چادر) کو اپنے سر سے لٹکائے گی اور اپنی ایک آنکھ کے علاوہ اپنے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ کرے گی اور اس کی جنس میں نقاب بھی شامل ہے۔ آپؐ کے زمانے میں عورتیں نقاب کرتی تھیں، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حالت احرام میں عورت نقاب نہ کرے اور نہ ہی دستانے پہنے، جیسا کہ عورتوں کو جلباب کا حکم اس لیے دیا گیا کہ وہ پہچانی نہ جائیں تو اس سے مراد چہرے کا چھپانا ہے، یعنی نقاب سے چہرے کا چھپانا، یہی وجہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ اس زینت میں شامل ہیں کہ جس کو اجنبی مردوں کے سامنے عورت کو چھپانے کا حکم دیا گیا۔''

البتہ یہ فقہاء ضرورت کے تحت عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت دیتے ہیں۔

۵) صالح بن فوزانؒ لکھتے ہیں:

والمرأة کلها عورة لقوله صلی الله علیه وسلم والمرأة عورة رواه الترمذی ...... هذه النصوص وماجاء بمعناها من الکتاب والسنة وهی کثیرة شهیرة تدل علی أن المرأة کلها عورة أمام الرجال الأجانب لا یجوز أن یظهر من بدنها شیء بحضرتهم فی الصلاة وغیرها أما إذا صلت فی مکان خال من الرجال الأجانب فإنها تکشف وجهها فی الصلاة فهو لیس بعورة فی الصلاة(٤١)

''اور عورت کا سارا جسم ستر ہے، اس کی دلیل ترمذی کی روایت ہے کہ عورت کا سارا جسم ستر ہے...... یہ اور اسی طرح کی دوسری نصوص سے جو کثرت سے قرآن وسنت میں وارد ہوئی ہیں، اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اجنبی مردوں کے سامنے عورت کا سارا جسم ستر ہے۔ نماز کی حالت ہو یا غیر نماز کی، دونوں صورتوں میں عورت کے جسم کا کوئی حصہ مردوں کے سامنے ظاہر نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں اگر عورت کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہی ہو جہاں اجنبی مرد نہ ہوں تو وہ نماز میں اپنا چہرہ کھول سکتی ہے، کیونکہ نماز میں عورت کا چہرہ ستر میں شامل نہیں ہے۔''

نماز میں عورت کا ستر

حنابلہ کے نزدیک نماز میں چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ جمہور حنابلہ نے امام احمد کے چہرے کے ستر میں داخل نہ ہونے والے قول کی یہی تشریح کی ہے کہ امام احمد نے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس قول میں اس ستر کو بیان کیا ہے جو عورت نماز کی حالت میں اختیار کرے گی۔

۱) امام بہوتیؒ فرماتے ہیں:

و (كل الحرة) البالغة (عورة إلا وجهها) فليس عورة في الصلاة[٤٢]

''اور ہر بالغ آزاد عورت کا سارا جسم' سوائے چہرے کے' ستر میں داخل ہے۔ چہرہ نماز کی حالت میں عورت کا ستر نہیں ہے۔''

۲) علامہ ابن مفلح حنبلیؒ لکھتے ہیں:

(والحرة) البالغة (كلها عورة) حتّٰی ظفرها نص عليه ذكر ابن هبيرة أنه المشهور ...... (إلا الوجه) لا خلاف في المذهب أنه يجوز للمرأة الحرة كشف وجهها في الصلاة ذكره في المغني وغيره وقد أطلق أحمد القول بأن جميعها عورة وهو محمول على ما عدا الوجه أو على غير الصلاة[٤٣]

''آزاد عورت تمام کی تمام ستر میں داخل ہے یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی' ابن ہبیرہ نے اس رائے کو مشہور کہا ہے..... سوائے چہرے کے۔ اور امام احمد کے مذہب میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عورت کے لیے نماز کی حالت میں اپنا چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے' جیسا کہ مغنی وغیرہ میں موجود ہے۔ اور امام احمد سے مطلقاً یہ قول بھی روایت کیا گیا ہے کہ عورت کا سارا جسم ستر ہے۔ اس قول سے مراد یا تو چہرے کے علاوہ سارا جسم ہے یا پھر یہاں نماز سے باہر کی حالت کا ذکر ہو رہا ہے۔''

۳) علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

قد ثبت بالنص والإجماع أنه ليس عليها في الصلاة أن تلبس الجلباب الذي يسترها إذا كانت في بيتها وإنما ذلك إذا خرجت وحينئذ فتصلي في بيتها وإن لوي وجهها ويداها وقدماها كما كن يمشين أوّلا قبل الأمر بإدناء الجلابيب عليهن فليست العورة في الصلاة مرتبطة بعورة النظر[٤٤]

''نص صریح اور اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ نماز میں عورت کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت گھر میں جلباب اس طرح اوڑھے کہ اپنے آپ کو چھپا لے۔ جلباب کا حکم تو اُس وقت ہے جبکہ وہ گھر سے باہر نکلے گی۔ پس وہ گھر ہی میں نماز پڑھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گی چاہے اس کا چہرہ' دونوں ہاتھ یا پاؤں ظاہر کیوں نہ ہوں' جیسا کہ عورتیں اپنے اوپر جلباب کے لٹکانے کے حکم کے نزول سے پہلے (گھر سے باہر) چلتی تھیں۔ پس نماز کا ستر اور نظر کا ستر ایک نہیں ہے۔''

۴) الشیخ مرعی بن یوسف المقدسی الحنبلیؒ لکھتے ہیں:

والحرة البالغة كلها عورة في الصلاة إلا وجهها[٤٥]

''اور نماز میں بالغ عورت کا سارا جسم سوائے چہرے کے ستر ہے۔''

۵) علامہ ابن ضویانی حنبلیؒ لکھتے ہیں:

والحرة البالغة كلها عورة في الصلاة إلا وجهها لما تقدم ولحديث المرأة عورة رواه الترمذي[٤٦]

''اور نماز میں بالغ عورت کا سارا جسم سوائے چہرے کے ستر ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور اس کی دلیل ترمذی کی یہ روایت ہے کہ عورت کا سارا جسم ستر ہے۔''

٦) سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیلؒ اور خالد بن علی المشیقعؒ لکھتے ہیں:

فالعورة في الصلاة على المشهور من مذهب الحنابلة تقسم إلى ثلاثة أقسام: مغلظة ومخففة ومتوسطة ...... والمغلظة عورة الحرة البالغة فكلها عورة إلا وجهها فانه ليس عورة في الصلاة وإن كان عورة في النظر[٤٧]

''حنابلہ کے مشہور مذہب کے مطابق نماز میں ستر کی تین قسمیں ہیں: مغلظہ' مخففہ اور متوسطہ...... مغلظہ آزاد بالغ عورت کا ستر ہے۔ پس اس کا ستر سارا جسم ہے سوائے چہرے کے' کیونکہ عورت کا چہرہ نماز میں ستر نہیں ہے اگرچہ دیکھنے کے اعتبار سے ستر ہے۔''

خلاصۂ کلام یہ کہ امام احمدؒ سے عورت کے ستر کے بارے دو روایات مروی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ عورت کا چہرہ حتیٰ کہ اس کے ناخن بھی ستر میں داخل ہیں۔ دوسرا قول یہ کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے۔ دونوں اقوال میں تطبیق یہ ہے کہ پہلا قول عورت کے اس ستر کے بارے میں ہے جو وہ اجنبی مرد کے سامنے اختیار کرے گی' جبکہ دوسرا قول نماز میں عورت کے ستر کے بارے میں ہے۔ حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے' جیسا کہ مذکورہ بالا اقوال سے ظاہر ہو رہا ہے۔ دَورِ حاضر کے سعودی علماء کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل پنجم

مسلمان علماء کا اتفاق

چہرے کے پردے کے بارے فقہاء کے حوالے سے ہم نے جو بحث کی ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک اجنبی یا نامحرم کے سامنے چہرے کا پردہ فتنے کی وجہ سے واجب ہوگا (یہ فقہاء ضرورت کے تحت عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت دیتے ہیں) اور بعض کے نزدیک فتنے کا اندیشہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں عورت کے لیے چہرے کا پردہ واجب ہو گا۔ ان دونوں نتائج کو اگر ملایا جائے تو ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ تمام فقہاء کے نزدیک 'سوائے قاضی عیاضؒ کے' فتنے کی موجودگی میں چہرے کا پردہ لازم ہے۔ یہی وہ نتیجہ ہے جسے بعض جلیل القدر علماء نے اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے چند علماء کی عبارات ہم نقل کیے دیتے ہیں:

۱) علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ آیت ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' اور ''حدیث اسماء'' کی تشریح میں فرماتے ہیں:

> أما عند خوف الفتنة فظاهر إطلاق الآية والحديث عدم اشتراط الحاجة ويدل على تقييده بالحاجة اتفاق المسلمين على منع النساء أن يخرجن سافرات لا سيما عند كثرة الفساق قاله ابن ارسلان(۴۸)
>
> ''جہاں تک فتنے کے ڈر کا تعلق ہے تو ظاہر آیت اور حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کی شرط نہ لگائی جائے۔ جبکہ آیت اور حدیث کے اطلاق کو ضرورت کے ساتھ مقید کرنے کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کو کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلنے سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جبکہ فاسق لوگوں کی کثرت ہو جائے' جیسا کہ ابن ارسلان نے کہا ہے۔''

۲) شیخ خلیل احمد سہارنپوریؒ آیت ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' اور ''حدیث اسماء'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

> والمراد أن المرأة إذا بلغت لايجوز لها أن تظهر للأجانب إلا ما تحتاج إلى إظهار للحاجة إلى معاملة أو شهادة إلا الوجه و الكفين وهذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عند أمن الفتنة وأما عند الخوف من الفتنة فلا ويدل على تقييده بالحاجة اتفاق المسلمين على منع النساء أن يخرجن سافرات الوجوه لا سيما عند كثرة الفساد وظهوره(۴۹)

''حدیث سے مراد یہ ہے کہ جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے علاوہ جسم کے کسی حصے کو سوائے کسی معاملے میں ضرورت پڑنے یا گواہی دینے کے' ظاہر کرے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو' جہاں فتنے کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو وہاں یہ اجازت نہیں ہے۔ اور اس حدیث کو ضرورت کے ساتھ مقید کرنے کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کو کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلنے سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جبکہ فتنہ وفساد بڑھ گیا ہو۔''

۳) امام شوکانیؒ ''حدیث اسماء'' کی تشریح میں ابن ارسلان کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أما عند خوف الفتنة فظاهر إطلاق الآية والحديث عدم اشتراط الحاجة ويدل على تقييده بالحاجة اتفاق المسلمين على منع النساء أن يخرجن سافرات الوجوه لا سيما عند كثرة الفساق(۵۰)

''جہاں تک فتنے کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو آیت اور حدیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مطلق ہیں اور ان کو ضرورت کی شرط کے ساتھ مقید نہ کیا جائے۔ جبکہ آیت اور حدیث کو ضرورت کے ساتھ مقید کرنے کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کو کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلنے سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جبکہ فاسق لوگوں کی کثرت ہو جائے۔''

۴) ابن حجر عسقلانیؒ 'شرح بخاری میں ابن المنذرؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

أجمعوا على أن المرأة تلبس المخيط كله' والخفاف' وأن لها أن تغطي رأسها' وتستر شعرها إلا وجهها فتسدل عليه الثوب سدلا خفيفاً تستتر به عن نظر الرجال (۵۱)

''اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت (حالت احرام میں) تمام کپڑے سلے ہوئے پہنے گی اور موزے بھی پہنے گی اور اپنے سر کو ڈھانپے گی اور بالوں کو چھپائے گی سوائے چہرے کے' چہرے پر ہلکا سا کپڑا لٹکا لے گی تا کہ مردوں کی نظروں سے اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذریعے بچ سکے۔"

۵) ابن قدامہ حنبلیؒ حالت احرام میں عورت کے پردے کے بارے میں لکھتے ہیں:

فأما إذا احتاجت إلى ستر وجهها لمرور الرجال قريباً منها فإنها تسدل الثوب من فوق رأسها على وجهها ولا نعلم فيه خلافا (٥٢)

"پس جب عورت مردوں کے قریب سے گزرنے کی وجہ سے اپنے چہرے کو چھپانے کی ضرورت محسوس کرے گی تو اپنے سر سے کپڑا اپنے چہرے پر لٹکا لے گی اور ہمارے علم کی حد تک اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔"

۶) ابن قدامہ المقدسیؒ حالت احرام میں عورت کے پردے کے بارے میں لکھتے ہیں:

فإن احتاجت إلى ستر وجهها لمرور الرجال قريباً منها فإنها تسدل الثوب فوق رأسها على وجهها. روى ذلك عن عثمان وعائشة وبه قال عطاء ومالك والثورى والشافعي وإسحاق و محمد بن الحسن ولا نعلم فيه خلافا (٥٣)

"اگر عورت مردوں کے قریب سے گزرنے کی وجہ سے اپنے چہرے کو چھپانے کی ضرورت محسوس کرے گی تو اپنا کپڑا سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لے گی۔ یہ حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے اور عطاءؒ امام مالکؒ ثوریؒ امام شافعیؒ اسحاقؒ اور امام محمدؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور ہمارے علم کی حد تک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

پس ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت یا فتنے کی موجودگی میں عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا واجب ہے۔ اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

حواشی

١) كنز الدقائق: ص ٢٨، ابوالبركات عبدالله بن أحمد بن محمود النسفى، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

٢) الهداية: ٤٣/١، برهان الدين على بن أبى بكر المرغينانى، المكتبة الاسلامية

٣) بدائع الصنائع: ١٢١/٥، امام كاسانى، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

٤) الفتاوى الهندية: ٥٨/١، جماعة من علماء الهند، مكتبة ساجدية، كوئٹه

٥) أحكام القرآن: ٣١٥/٣، ابوبكر الجصاص، دارالكتب العربى، بيروت

٦) أيضاً: ٢٧٢/٣

٧) مراقى الفلاح فى شرح متن نورالإيضاح: ص ١٣١، حسن بن عمار بن على الشرنبلالى،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مکتبہ کارخانہ تجارت کتب' آرام باغ کراچی
۸) رد المحتار علی در المختار: ۷۲/۲' محمد أمین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الدمشقی' دار احیاء التراث العربی
۹) البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ۲۸٤/۱' زین الدین ابن نجیم الحنفی' دار المعرفة' بیروت
۱۰) الدر المنتقی فی شرح المتقی: ۱۲۱/۱' علاؤالدین محمد بن علی بن محمد العینی الحکنی' دار الکتب العلمیة' بیروت
۱۱) مجمع الأنهر' ۲۲۱/۱' عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان الکلیبولی' دار الکتب العلمیة
۱۲) مؤطا إمام مالك' کتاب الحج' باب وإنما یعمل الرجل مادام حیاً فإذا مات فقد انقضی
۱۳) شرح مؤطا إمام مالك: ۲۱/۳' أبوعبدالله محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی' مکتبة البابی الحلبی' مصر
۱٤) حاشیه الصاوی علی الشرح الصغیر: ٤۰۰/۱-٤۰۱' شیخ أحمد بن محمد الصاوی المالکی' مکتبة' عیسی البابی الحلبی' مصر
۱۵) حاشیه الدسوقی علی الشرح الکبیر: ۳٤۵/۱' محمد بن احمد الدسوقی المالکی' دارالکتب العلمیة' بیروت
۱٦) حاشیه الصاوی علی الشرح الصغیر: ٤۰۱/۱' شیخ أحمد بن محمد الصاوی المالکی' مطبعة عیسی البابی الحلبی
۱۷) مواهب الحلیل من أدلة الخلیل: ۱٤۸/۱' احمد بن محمد المختار الشنقیطی
۱۸) مغنی المحتاج: ۲۸۵/۱' شمس الدین محمد بن الخطیب الشربینی' دارالمعرفة' بیروت
۱۹) مجموع الفتاوی: ۱۰۹/۲۲-۱۱۰
۲۰) الجامع لأحکام القرآن: ۲۲۷/۱٤' امام محمد بن احمد القرطبی' إحیاء التراث العربی' بیروت
۲۱) أحکام القرآن: ۱۵۷۹/۳' ابن العربی' دار المعرفة' بیروت
۲۲) أضواء البیان: ۵۸٦/٦' علامه شنقیطی
۲۳) کفایة الأخیار فی حل غایة الاختصار: ۱۸۱/۱' امام تقی الدین الحسینی' ادارة إحیاء التراث الإسلامی' دولة قطر
۲٤) کتاب الأم: ۱۲۷/۲' امام شافعی' دار الشعب
۲۵) حاشیة الشروانی علی تحفة المحتاج: ۱۱۵/۳' الشیخ عبدالحمید الشروانی
۲٦) حاشیة ابن قاسم العبادی علی تحفة المحتاج: ۱۱۵/۳' الشیخ احمد بن قاسم العبادی
۲۷) النفخات الصمدیة علی مذهب الإمام الشافعی: ۹۷/۱' علامة عبدالرحمن محمود مضای العلونی' مطبعة المدنی' مصر
۲۸) فتح الباری شرح صحیح بخاری' کتاب النکاح' باب لبن الفحل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

٢٩) فتح البارى شرح صحيح بخارى' كتاب تفسير القرآن' باب وليضربن بخمرهن على جيوبهن
٣٠) إحياء العلوم: ٤٩/٢' امام غزالى' مطبع عيسى البابى
٣١) نهاية الزين شرح قرة العين: ٨٠/١' امام محمد بن عمر نووى الجاوى
٣٢) تحفة الحبيب على شرح الخطيب: ٣٨٨/١' الشيخ سليمان البجيرمى
٣٣) أحكام النساء: ص٦' امام أحمد بن حنبل
٣٤) أيضاً: ص٥
٣٥) مجموع الفتاوىٰ: ١٠٩/٢٢-١١٠' شيخ الاسلام ابن تيمية
٣٦) زادالمسير: ٣١/٦-٣٢' المكتب الاسلامى' دولة قطر
٣٧) كشاف القناع: ٣٠٩/١' امام منصور بن يونس البهوتى' مطبعة الحكومة' مكة
٣٨) مجموع الفتاوىٰ: ٤٤٨/١٥
٣٩) أيضاً: ٣٧١/١٥-٣٧٢
٤٠) أيضاً: ١١٠/٢٢-١١١
٤١) الملخص الفقهى: ٤٢/١-٤٣' الشيخ صالح بن فوزان
٤٢) الروض المربع: ٦٥/١' منصور بن ادريس البهوتى
٤٣) المبدع: ٣٦٢/١-٣٦٣' ابن مفلح الحنبلى' المكتب الإسلامى
٤٤) مجموع الفتاوىٰ: ١١٥/٢٢
٤٥) دليل الطالب لنيل المطالب: ص ٨' الشيخ مرعى بن يوسف المقدسى الحنبلى
٤٦) منار السبيل فى شرح الدليل: ٤٨/١' ابن ضويان حنبلى
٤٧) الشرح الممتع على زاد المقنع: ٧٦/٢' الدكتور سليمان بن عبدالله ابالخيل والدكتور خالد بن على المشيقع
٤٨) عون المعبود: ١٠٩/١١' دارالكتب العلمية' بيروت
٤٩) بذل المجهود: ٤٣١/١٦' شيخ خليل أحمد سهارنپورى' دارالكتب العلمية' بيروت
٥٠) نيل الأوطار: ٢٤٥-٦' امام شوكانى
٥١) فتح البارى: ٤٠٦/٣
٥٢) المغنى: ٣٠٥/٣' ابن قدامة
٥٣) الشرح الكبير: ٣٢٣/٣-٣٢٤' ابن قدامة المقدسى

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باب پنجم

چہرے کا پردہ اور تواترِ عملی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل اول

تواترِ عملی

چہرے کا پردہ اللہ کے رسول ﷺ کے دَور سے لے کر ہم تک (یعنی عصرِ حاضر تک) تواترِ عملی کے ساتھ بھی ثابت ہے۔ ہمارے زیر نظر مضمون میں جابجا قرآن وحدیث' آثارِ صحابہ وتابعین اور فقہاء ومفسرین کی آراء موجود ہیں کہ ہر دَور میں اُمت مسلمہ میں چہرے کا پردہ رائج رہا ہے۔ احادیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چہرے کا پردہ رسول اللہ ﷺ کے دَور میں تھا جبکہ آثار صحابہ وتابعین اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ صحابہ وتابعین کے دور میں بھی عورتیں اپنا چہرہ چھپاتی تھیں۔ گویا خیر القرون میں چہرے کا پردہ دلائل کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے تقریباً ہر صدی کے حوالے سے بعض مفسرین اور فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے دَور میں بھی چہرے کا پردہ رائج تھا۔ اگر اس کے باوجود کوئی شخص اس بات پر مصر ہو کہ چہرے کا پردہ تواترِ عملی سے ثابت نہیں ہے تو اس کے لیے ہم چند جلیل القدر ائمہ کی آراء نقل کر دیتے ہیں جنہوں نے صریحاً یہ لکھا ہے کہ چہرے کا پردہ تواترِ عملی سے ثابت ہے۔

۱) **امام غزالیؒ کی رائے**: امام غزالیؒ عورتوں کے مَردوں کی طرف دیکھنے کے جواز کے قائل ہیں۔ اس کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

لسنا نقول أن وجه الرجل فی حقها عورة کوجه المرأة فی حقه بل هو کوجه الأمرد فی حق الرجل فیحرم النظر عند خوف الفتنة فقط وإن لم تکن فتنة فلا ' إذ لم تزل الرجال علی ممر الزمان مکشوفی الوجوه والنساء یخرجن منتقبات فلو استووا لأمر الرجال بالتنقب أو منعن من الخروج[1]

''ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا چہرہ عورت کے لیے ستر ہے جیسا کہ عورت کا چہرہ مرد کے لیے ستر ہے' بلکہ مرد کا چہرہ (عورت کے لیے) ایسا ہی ہے جیسا کہ نابالغ بچے کا چہرہ مرد کے لیے ہے۔ یعنی اگر فتنے کا اندیشہ ہو گا تو اس کی طرف دیکھنا حرام ہو گا اور اگر فتنہ نہ ہو تو پھر دیکھنا جائز ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سے یہ بات چلی آ رہی ہے کہ مرد ہر زمانے میں کھلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چہرے کے ساتھ باہر نکلتے ہیں' جبکہ عورتیں نقاب پہن کر باہر نکلتی ہیں۔ اگر مرد بھی اس مسئلے میں عورتوں کے برابر ہوتے تو ان کو نقاب پہننے کا حکم دیا جاتا یا عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کر دیا جاتا۔''

۲) ابن حجر عسقلانیؒ کی رائے :ابن حجر عسقلانیؒ بھی عورتوں کے مردوں کی طرف دیکھنے کے جواز کے قائل ہیں۔ اس کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویقوی الجواز استمرار العمل علی جواز خروج النساء إلی المساجد والأسواق والأسفار منتقبات لئلا یراھن الرجال ولم یؤمر الرجال قط بالانتقاب لئلا یراھم النساء فدل علی تغایر الحکم بین الطائفتین(۲)

''اور عورت کے مرد کی طرف دیکھنے کے جواز کو اس دلیل سے بھی تقویت ملتی ہے کہ شروع سے یہ عمل چلا آ رہا ہے کہ عورتوں کے لیے مساجد' بازار اور سفر کی حالت میں نقاب پہن کر باہر نکلنے کا جواز ہے' جبکہ مردوں کو کبھی بھی نقاب کا حکم نہیں دیا گیا کہ عورتیں انہیں نہ دیکھ سکیں۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرد اور عورتوں کا حکم اس مسئلے میں مختلف ہے۔''

۳) امام شوکانیؒ کی رائے :امام شوکانیؒ عورت کے مرد کی طرف دیکھنے کے مسئلے کے تحت ابن حجرؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال ویؤید الجواز استمرار العمل علی جواز خروج النساء إلی المساجد والأسواق والأسفار منتقبات لئلا یراھن الرجال ولم یؤمر الرجال قط بالانتقاب لئلا یراھم النساء فدل علی مغایرۃ الحکم بین الطائفتین وبھذا احتج الغزالی(۳)

''ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ عورت کا مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے اور اس مسئلہ کی تائید اِس بات سے بھی ہوتی ہے کہ تواتر عملی سے یہ ثابت ہے کہ عورتوں کے لیے مساجد' بازار اور سفر کی حالت میں نقاب پہن کر باہر نکلنے کا جواز ہے تاکہ مردان کو نہ دیکھ سکیں' جبکہ مردوں کو کبھی بھی نقاب پہننے کا حکم نہیں دیا گیا کہ عورتیں ان کو نہ دیکھ سکیں۔ پس یہ تواترِ عملی اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں گروہوں کا حکم مختلف ہے۔ اسی سے امام غزالیؒ نے بھی دلیل پکڑی ہے۔''

پس تواتر عملی سے یہ ثابت ہوا کہ ہر دَور میں مسلمان عورتیں نقاب پہن کر گھر سے باہر نکلتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تھیں، جیسا کہ آج کل کے دَور میں بھی مذہبی گھرانوں سے تعلق رکھنے والی عورتیں اس کا اہتمام کرتی ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں چونکہ اکثر عورتیں چہرے کا پردہ نہیں کرتیں لہٰذا تواترِ عملی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہرے کا پردہ نہیں ہے، اُن کی خدمت میں ہماری مؤدبانہ گزارش یہی ہے کہ صرف دعوؤں سے تواترِ عملی ثابت نہیں ہوتا، سب سے پہلے وہ کسی نصِ صریح سے صرف اتنا تو ثابت کر دیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دَور میں عورتیں چہرے کا پردہ نہیں کرتی تھیں۔ جب ایک عمل کی ابتدا ہی ثابت نہ ہو تو انتہا کو دیکھتے ہوئے کیسے یہ حکم لگایا جا سکتا ہے کہ چہرے کا پردہ نہ کرنا تواترِ عملی سے ثابت ہے؟ رہیں وہ احادیث جن سے احتمال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں عورتیں چہرے کا پردہ نہیں کرتی تھیں، تو ان پر ہم مفصل گفتگو کر چکے ہیں۔ آج کل کے بگڑے ہوئے اور بے عمل معاشروں سے تواترِ عملی کی دلیل پکڑنا اس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج کے دور تک ہر زمانے میں عملاً کسی مسئلے کو ثابت نہ کر دیا جائے۔

خلاصۂ کلام

چہرے کے پردے کے حوالے سے ہم نے پانچ قسم کے دلائل کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلی قسم قرآنی دلائل پر مشتمل ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کے چار مقامات ایسے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کا پردہ واجب ہے۔ دو مقامات سورۃ النور میں ہیں اور دو مقامات سورۃ الاحزاب میں ہیں۔ دوسری قسم کے دلائل میں اُن احادیثِ مبارکہ کو بیان کیا گیا ہے جو دراصل مذکورہ بالا قرآنی آیات کے مفہوم کو متعین کر رہی ہیں۔ اس عنوان کے تحت ہم نے ایسی احادیث کو بیان کیا ہے جو قرآنی آیات کی تفسیر وتشریح کے علاوہ حجاب کے بارے میں صحابیات کے طرزِ عمل کی نشان دہی کر رہی ہیں کہ ان آیات سے انہوں نے کیا سمجھا تھا۔ علاوہ ازیں ہم نے اسی بحث کے تحت ان اشکالات کا بھی جامع و مانع جواب دیا ہے جو بعض احادیث کے حوالے سے پیدا کیے جاتے ہیں۔

تیسری قسم کے دلائل میں اقوالِ صحابہؓ وتابعین کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ صحابہ اور تابعین نے پردے کے بارے میں قرآنی آیات کا کیا مفہوم سمجھا ہے۔

چوتھی قسم کے دلائل میں ہم نے مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں چہرے کے پردے کو بیان کیا ہے جس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک چہرے کا پردہ شرعاً واجب ہے اور بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے نزدیک **سدًّا للذریعة** واجب ہے۔ آخری اور پانچویں قسم کے دلائل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ چہرے کا پردہ تواترِ عملی سے بھی ثابت ہے۔

ان پانچ قسم کے دلائل کی روشنی میں ہم نے مثبت انداز میں اپنا ایک موقف بیان کر دیا ہے۔ ہمارا مضمون یہاں پر ختم ہو رہا ہے۔ اگلے باب میں ہم ان اعتراضات اور اشکالات کا شرعی دلائل کی روشنی میں جائزہ لیں گے جو ہمیں اس مضمون کی اشاعت کے دوران موصول ہوئے۔

حواشی

۱) إحیاء العلوم: کتاب النکاح، فصل سوم "آداب المعاشرت"

۲) فتح الباری: ۳۳۷/۹

۳) نیل الأوطار: ۲٤۹/٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باب ششم

چہرے کا پردہ اور چند شبہات کا جواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل اول

پہلا شبہ

چہرے کے پردے کے بارے ہمارا مضمون ''چہرے کا پردہ: واجب، مستحب یا بدعت؟'' کے عنوان سے مکمل ہو چکا ہے۔ چہرے کے پردے کے حوالے سے قرآن میں وارد صریح اور قطعی نصوص کے بارے منکرین حجاب جو شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں، ان صفحات میں ہم اُن کا ایک علمی اور تحقیقی جائزہ لیں گے۔ ماہنامہ ''اشراق'' کے مدیر جاوید احمد غامدی صاحب کی ''قانونِ معاشرت'' کے نام سے ایک سی ڈی ہاتھ لگی جو چہرے کے پردے کے حوالے سے ان کے پانچ عدد لیکچرز پر مشتمل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان لیکچرز میں حقائق کے برخلاف سطحی اور غیر معیاری قسم کے مواد کو علم و تحقیق کے نام سے جس وثوق سے پیش کیا گیا ہے، یہ انداز دبستان شبلی کے کسی نمائندہ کو زیب نہیں دیتا۔ تقاریر پر نقد و جرح اگر ہمارے نزدیک روا ہوتی تو ہم غامدی صاحب کے ان لیکچرز میں موجود خلافِ واقعہ باتوں پر ایک پوری کتاب لکھ دیتے۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تقاریر و بیانات میں انسان تحریر کی نسبت زیادہ غیر محتاط ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ سامعین طبقۂ جہلاء سے تعلق رکھتے ہوں۔ غامدی صاحب اپنی تحریر میں محتاط ہیں اور علمی انداز میں گفتگو کرتے ہیں تو کم از کم حوالے تو نقل کر ہی دیتے ہیں جو ایک اچھی روش ہے۔ ہم اپنی اس تحریر کے ذریعے انہیں صرف اتنی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ تحریر کی طرح ان کے بیانات اور تقاریر میں بھی ربع صدی کے مطالعے کی کچھ نہ کچھ جھلک تو نظر آنی چاہیے۔ ثابت شدہ حقائق کے خلاف بغیر کسی ریفرنس کے دعوے کرنا قرآن کے کسی طالب علم کے شایانِ شان نہیں ہے۔ ذیل میں ہم غامدی صاحب کے لیکچرز کا تفصیلی، تحقیقی و تجزیاتی جائزہ لینے کی بجائے اس نتیجے پر بحث کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے پانچ گھنٹے کا قیمتی وقت ضائع کرنے کے بعد نکالا۔

شبہ

غامدی صاحب نے اپنے پانچ گھنٹے کے لیکچرز کا خلاصہ یہ نکالا ہے کہ اُمت مسلمہ میں چہرے کے پردے کے بارے تین قسم کے نقطہ ہائے نظر رائج رہے ہیں۔ ایک یہ کہ محرم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رشتہ داروں کے علاوہ باقی ہر ایک سے عورت پردہ کرے گی اور اس کے لیے اجنبی افراد سے چہرے کا پردہ واجب ہے۔ یہ موقف اُمت مسلمہ میں مولانا مودودی نے پیش کیا۔ دوسرا موقف سلف صالحین کا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ بہتر ہے' لازم نہیں ہے۔ تمام سلف صالحین بشمول ابن تیمیہ اور احناف کے سب کا موقف یہی ہے۔ اگر پچھلوں میں چہرے کے پردے کے وجوب کا کوئی قائل ہے بھی تو وہ کچھ غیر معروف لوگ ہیں۔ تیسرا موقف میرا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ چہرے کا پردہ بہتر بھی نہیں ہے۔

جواب شبہ

جہلاء کے مجمع میں تو علم وفضل کے ایسے موتی بکھیرے جا سکتے ہیں' لیکن استدلال و تحقیق کی دنیا میں غامدی صاحب کے اس بیان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ غامدی صاحب نے مولانا مودودی کے بارے میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عام مسلمان عورتوں کے لیے اجنبیوں سے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیا ہے۔ اگر غامدی صاحب ایک نظر اس سلسلة الذهب (غامدی عن اصلاحی عن فراهی عن شبلی عن سرسید) کی طرف بھی کر لیتے جس سے' بقول ان کے' انہوں نے اپنا یہ دین حاصل کیا ہے تو ان پر یہ حقیقت آشکار ہو جاتی کہ دبستانِ شبلی کا ہر ایک امام عام مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کے پردے کو اسی طرح واجب قرار دے رہا ہے جس طرح مولانا مودودی' بلکہ مولانا مودودی سے بھی قدرے بڑھ کر۔ غامدی صاحب کے امام مولانا امین احسن اصلاحی صاحب آیت جلباب کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> ''یہی جلباب ہے جو ہمارے دیہاتوں کی شریف بڑی بوڑھیوں میں اب بھی رائج ہے اور اسی نے فیشن کی ترقی سے اب برقعے کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس برقع کو اس زمانے کے دلدادگانِ تہذیب اگر تہذیب کے خلاف قرار دیں تو دیں لیکن قرآن مجید میں اس کا حکم نہایت واضح الفاظ میں موجود ہے جس کا انکار صرف وہی برخود غلط لوگ کر سکتے ہیں جو خدا اور رسولؐ سے زیادہ مہذب ہونے کے مدعی ہوں۔''

اسی طرح مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کے استاذ امام حمید الدین فراہی حجاب کے مسئلے پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''حجاب کے مسئلہ میں تفاسیر اور فقہ میں پوری توضیح موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہاتھ اور چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے۔ میری رائے میں نظمِ قرآن پر توجہ نہ کرنے سے یہ غلط

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فہمی پیدا ہوئی ہے۔ایسی قدیم غلطیوں کا کیا علاج کیا جائے۔کون سنتا ہے کہانی میری' اور پھر وہ بھی زبانی میری۔فقہاء اور مفسرین کا گروہ ہم زبان ہے مگر صحابہ اور تابعین زیادہ واقف تھے۔انہوں نے ٹھیک سمجھا ہے مگر متاخرین حضرات نے ان کا کلام بھی نہیں سمجھا۔بہر حال الحق أحق اَنْ یُتَّبع ۔ میں اس مسئلے پر مطمئن ہوں اور میرے نزدیک اجنبی سے پورا پردہ کرنا واجب ہے اور قرآن نے یہی حجاب واجب کیا ہے جو شرفاء میں مروّج ہے' بلکہ اس سے قدرے زائد۔ذرا مجھے طاقت آئے تو مفصل مضمون آپ کی خدمت میں بھیجوں۔''(۱)

اسی طرح مولانا حمید الدین فراہی صاحب کے رہنما اور استاد جناب مولانا شبلی نعمانی چہرے کے پردے کے وجوب پر مولوی امیر علی کے خلاف اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''پردے کے متعلق تمام دنیا میں مسلمانوں کا جو طریق عمل رہا ہے وہ یہ تھا کہ کبھی کسی زمانہ میں عورتیں بغیر برقع اور نقاب کے باہر نہیں نکلتی تھیں اور نامحرموں سے ہمیشہ منہ چھپاتی تھیں' یہاں تک کہ یہ امر معاشرت کا سب سے مقدم مسئلہ بن گیا تھا۔''(۲)

اسی قسم کے خیالات کا اظہار مولانا شبلی کے راہنما اور دیرینہ ساتھی جناب سرسید احمد خان صاحب کے بارے منقول مختلف واقعات میں ان کے حوالے سے ہوا ہے۔دبستان شبلی کا ہر ہر امام اس بات پر زور دے رہا ہے کہ عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم ہے' جبکہ غامدی صاحب کا اصرار یہ ہے کہ میرے یہ تمام ائمہ غلط تھے اور میری رائے درست ہے' اور وہ یہ کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ تو کجا سر ڈھانپنا بھی لازم نہیں ہے۔المورد کی ویب سائٹ پر اربابِ اشراق کے فتاویٰ جات دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب المورد کا کوئی اسکالر یہ دعویٰ لے کر کھڑا ہو کہ حجاب کے مسئلے میں استاذ امام جاوید احمد صاحب کو غلطی لگی ہے' قرآن (سورۃ النور) میں تو صرف سینے اور شرم گاہوں کے ڈھانپنے کا تذکرہ ہے' اس کے علاوہ جسم کا چھپانا عورت کے لیے لازم نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلك!

جہاں تک غامدی صاحب کے اس قول کا تعلق ہے کہ سلف صالحین کا موقف یہ تھا کہ چہرے کا پردہ بہتر ہے لازم نہیں ہے' اور مولانا مودودی نے سب سے پہلے اس کو لازم قرار دیا ہے' یہ قطعاً غلط بلکہ سلف صالحین کی آراء سے جہالت کا نتیجہ ہے۔سلف صالحین میں سے صحابہ و تابعین سب چہرے کے پردے کے لزوم کے قائل تھے' جیسا کہ مولانا حمید الدین فراہی نے لکھا ہے' جبکہ فقہاء میں اختلاف ہے۔بعض فقہاء فتنے کے سبب سے چہرے کے پردے کو واجب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض دوسرے فقہاء عورت کے چہرے کو اس کے ستر میں شمار کرتے ہیں اور نص سے چہرے کے پردے کا اثبات کرتے ہیں۔ مؤخر الذکر طبقہ میں امام احمدؒ ایک رائے کے مطابق امام مالکؒ امام غزالیؒ امام قرطبیؒ امام ابن العربیؒ امام ابن تیمیہؒ امام ابن القیمؒ امام ابن کثیرؒ امام امیر صنعانیؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، امام بیضاویؒ علامہ ابن الجوزیؒ وغیرہم جیسے جلیل القدر ائمہ نے صریحاً عورت کے لیے چہرے کے پردے کو نصاً واجب قرار دیا ہے۔ ان حضرات کی آراء کو ہم سابقہ صفحات میں تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔ کیا یہ تمام جلیل القدر ائمہ غامدی صاحب کے نزدیک غیر معروف علماء ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر اُن کے نزدیک معروف علماء کون ہیں؟ ان کے اپنے ائمہ ثلاثہ، جن کا موقف ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں؟

غامدی صاحب نے بیان کیا ہے کہ ایک موقف خود اُن کا ہے اور وہ یہ کہ چہرے کا پردہ لازم تو کیا بہتر بھی نہیں ہے۔ غامدی صاحب کا کہنا یہ بھی ہے کہ چہرے کا پردہ تو کجا، سر پر دوپٹا اوڑھنا میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی ایک تہذیبی روایت ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ غامدی صاحب کا یہ موقف ایسا ہے کہ جس کو پیش کرنے کا شرف اُمتِ مسلمہ کی چودہ صدیوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ غامدی صاحب کو حاصل ہوا ہے۔ غامدی صاحب کے اس موقف کی بنیاد وہ کہانی ہے جس پر انہوں نے اپنے لیکچرز کے دوران اپنا پورا ایک گھنٹہ ضائع کیا ہے۔ عصر حاضر کے تقریباً سب منکرینِ حجاب اس کہانی کو کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ اس کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ خیر القرون میں ایک مسلمان عورت آج کی نسبت زیادہ غیر محفوظ تھی، وہاں تو عورتوں کی عزتیں محفوظ نہ تھیں، اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں مدینہ میں فساق کی کثرت تھی جو عورتوں کو چھیڑنے کے لیے راستوں پر بیٹھے ہوتے۔ گویا منکرین حجاب کے کہنے کے مطابق آج کل کے معاشرے خیر القرون کے معاشروں کی نسبت زیادہ مہذب اور پاکیزہ ہیں۔ ان کے نزدیک آج عورت کی عزت کو اتنا خطرہ نہیں ہے یا آج اس کو اتنا نہیں ستایا جاتا جتنا کہ خیر القرون میں ستایا جاتا تھا، اس لیے خیر القرون کے ''فاسق معاشروں'' کے لیے (معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ، نقل کفر کفر نہ باشد) تو حجاب کے حکم کی ضرورت تھی، آج کل کے ''پاکیزہ معاشروں'' میں حجاب کے حکم کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اِنَّا للہ وَاِنَّا الیہ راجعون! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ابتدائی مدنی دَور میں دو چار واقعات ایسے ضرور ہوئے ہیں، لیکن منکرینِ حجاب ان واقعات کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حوالہ دے کر ایک ایسی منظر کشی کرتے ہیں کہ جس سے ایک عام آدمی کو یہی تاثر ملتا ہے کہ آج کا ماحول اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے کی نسبت زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہے' لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں تو عورتوں کو حجاب کی ضرورت تھی' آج نہیں ہے۔ غامدی صاحب نے بھی سورۃ الاحزاب کی تفسیر میں حکمِ حجاب کو اڑانے کے لیے یہی کہانی تراشی ہے۔ ہم غامدی صاحب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد جب جزیرہ نمائے عرب کی حد تک اسلام کا غلبہ ہو چکا تھا' کیا کسی آزاد مسلمان عورت کو کسی فاسق کی طرف سے ستانے یا تکلیف پہنچانے کا کوئی سوال پیدا ہوتا تھا؟ گویا جس کہانی کو آپ حکمِ حجاب کی بنیاد بنا رہے ہیں وہ کہانی تو فتح مکہ کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد صحابیات نے اپنے جلباب اتارے نہیں بلکہ جلباب اوڑھنے کے حکم پر اسی پابندی کے ساتھ عمل کرتی رہیں جس پابندی سے وہ فتح مکہ سے پہلے کرتی رہی تھیں۔ بعینہٖ یہی معاملہ تابعیات کا بھی تھا۔ وہ عام حالات تو کجا' خاص حالات (کہ جن میں ایک مسلمان عورت کے لیے اپنے چہرے کو کھلا رکھنا جائز ہے' مثلاً حالتِ احرام) میں بھی اپنے چہرے کو ڈھانپتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کا قول ہے:

كنّا نغطي وجوهنا من الرجال وكنا نمتشط قبل ذلك في الإحرام[۳]

''ہم اس سے پہلے حالتِ احرام میں اپنے چہروں کو مَردوں سے ڈھانپتی تھیں اور کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں۔''

اسی طرح فاطمہ بنت منذرؒ (ایک تابعیہ) کا قول ہے کہ:

كنا نخمر وجوهنا ونحن محرمات ونحن مع أسماء بنت أبي بكر الصديق[٤]

''ہم حالت احرام میں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتی تھیں اور ہم حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ کے ساتھ ہوتی تھیں۔''

غامدی صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صحابیات اور تابعیات کو تو' جن کو یہ حکم دیا گیا' یہ بات سمجھ نہ آئی کہ یہ ایک وقتی اور تدبیری حکم ہے' جبکہ چودہ سو سال بعد غامدی صاحب پر یہ نکتہ منکشف ہوا کہ یہ حکم عارضی تھا۔ متقدمینِ احناف کے بارے میں غامدی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ وہ چہرے کے پردے کے عدمِ وجوب کے قائل تھے۔ فقہائے احناف کا موقف ہم تفصیلاً اپنے مضمون میں بیان کر چکے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل دوم

دوسرا شبہ

غامدی صاحب نے کہا ہے کہ آیت مبارکہ ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ط﴾ میں (چہرے کے پردے کا) جو حکم دیا گیا ہے وہ ایک وقتی تدبیر اور عارضی حکم ہے' جیسا کہ قرآن کے سیاق وسباق سے ظاہر ہوتا ہے۔

جواب شبہ

ہمارا خیال یہ ہے کہ غامدی صاحب کے امام مولانا امین احسن اصلاحی ان سے زیادہ قرآن کے سیاق وسباق سے واقف ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں' جس میں غامدی صاحب کے اس شبہے کا ردّ ہے' کہ:

> ''﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط﴾ اس ٹکڑے سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ ایک وقتی تدبیر تھی جو اشرار کے شر سے مسلمان خواتین کو محفوظ رکھنے کے لیے اختیار کی گئی اور اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اوّل تو احکام جتنے بھی نازل ہوئے ہیں سب محرکات کے تحت ہی نازل ہوئے ہیں' لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ محرکات نہ ہوں تو وہ احکام کالعدم ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ جن حالات میں یہ حکم دیا گیا تھا کیا کوئی ذی ہوش یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں حالات کل کی نسبت ہزار درجہ زیادہ خراب ہیں' البتہ حیا اور عفت کے وہ تصورات معدوم ہو گئے جن کی تعلیم قرآن نے دی تھی۔''(۵)

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کہ جنہوں نے' بقول غامدی صاحب' اُن کو قرآن کے سیاق وسباق اور نظمِ قرآن کی تعلیم دی' وہ ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط﴾ کو بنیاد بنا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو عارضی اور تدبیری حکم سمجھنا غلط ہے۔ اس کے لیے دلیل کے طور پر انہوں نے ایک اصول بیان کیا جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے غامدی صاحب نے اپنے استاد امام کی شان میں یہ دعویٰ کر دیا کہ ان سے بھی اس مسئلے میں غلطی ہوئی ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے یہ اُصول بیان کیا کہ ''احکام جتنے بھی نازل ہوئے ہیں وہ محرکات کے تحت ہی نازل ہوئے ہیں' لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ محرکات نہ ہوں تو وہ احکام کالعدم ہو جائیں گے۔'' یہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

استاذ امام اپنے تلمیذ رشید جاوید احمد غامدی صاحب کو جو اصول سمجھانا چاہتے ہیں اسے اصولیین ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: ''**العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب**'' کہ قرآن و سنت کی تشریح و تفسیر کرتے وقت اصل اعتبار الفاظ کے عموم کا ہو گا نہ کہ سببِ نزول کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل سوم

تیسرا شبہ

پروفیسر خورشید عالم صاحب نے چہرے کے پردے پر ہمارے مضمون کے جواب میں آیۂ جلباب کی تفسیر میں مروی ابن سیرین کے قول کے بارے میں لکھا ہے کہ اس اثر پر عصر حاضر کے سب سے بڑے محدث نے بحث کی ہے اور ''جلباب المرأة المسلمة'' میں اس کی قلعی کھول دی ہے۔

جواب شبہ

جس کثرت سے ہمارے ناقدین علامہ البانی کی تقلید میں بغیر کسی تحقیق کے ان کے حوالے نقل کرتے چلے گئے ہیں اس کے بارے میں ہمارا ان کو مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ اگر وہ اس موضوع پر واقعتاً کوئی تحقیقی اور علمی نوعیت کا کام کرنا چاہتے ہیں تو علامہ البانی کی کتاب ''الرد المفحم'' کا ترجمہ ہی کر دیں۔ ان کو چاہیے کہ ہر مسئلے میں علامہ البانیؒ کی تحقیق پر اعتماد کی بجائے خود بھی کچھ محنت کر لیا کریں۔

علامہ البانیؒ نے ابو عبیدہ السلمانیؒ کے اثر کے بارے میں جو بحث کی ہے، ہمارے نزدیک ان کی وہ بحث اور اس کے نتائج صحیح نہیں ہیں۔ علامہ البانی نے اس اثر پر درج ذیل اعتراضات وارد کیے ہیں:

علامہ البانیؒ کا پہلا اعتراض

علامہ البانیؒ اس روایت کے بارے میں ''الرد المفحم'' میں لکھتے ہیں:

وبیان ضعفه من وجوه' أنه مقطوع موقوف فلا حجة فيه لأن عبيدة السلماني تابعي اتفاقاً(٦)

''اس روایت کے ضعف کی مختلف وجوہات ہیں' جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ روایت مقطوع موقوف ہے اس لیے حجت نہیں ہے' کیونکہ عبیدہ السلمانی کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ تابعی تھے۔''

جواب اعتراض

عبیدہ السلمانیؒ کے حوالے سے جن مفسرین یا علماء نے اس اثر کو نقل کیا ہے وہ اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مقطوع ہی کہتے ہیں۔ مقطوع روایت وہ ہوتی ہے کہ جس میں کسی قول یا فعل کی نسبت کسی تابعی یا اس سے نچلے طبقے کے کسی راوی کی طرف ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عبیدہ السلمانی ؒ تابعی ہیں اور اس اثر کی سند عبیدہ السلمانی ؒ تک ''صحیح'' ہے۔ اس لیے ہم نے اس روایت کو آثارِ صحابہ و تابعین کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔ اس روایت کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک جلیل القدر تابعی نے قرآن کی اس آیت کا مفہوم کیا سمجھا ہے' یا ان سے فیض پانے والے تابعین اور تبع تابعین نے اس آیت مبارکہ کا کیا معنی بیان کیا ہے۔ لہٰذا علامہ البانی ؒ کا اعتراض اس وقت بجا ہے جب اس روایت کو مرفوع بیان کیا جائے جبکہ مفسرین نے اسے مقطوع ہی بیان کیا ہے تو پھر علامہ البانی ؒ کا اعتراض بے جا ہے' لہٰذا یہ روایت ''مقطوع'' صحیح ہے۔

علامہ البانی ؒ کا دوسرا اعتراض

علامہ البانی ؒ اس اثر کے بارے دوسرا اعتراض نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے:

أنهم اضطربوا في ضبط العين المكشوفة فيه فقيل ”اليسرى“ كما رأيت وقيل ”اليمنى“ وهو رواية الطبري وقيل ”إحدى عينيه“ وهي رواية أخرى له ومثلها في ”أحكام القرآن“ للجصاص وغيرهما ذكره ابن تيميه في الفتاوى...... لا يظهر إلا عيونهن لأجل رؤية الطريق(۷)

''اس روایت کو بیان کرنے والوں کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ کون سی آنکھ کھلی رہے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ عورت اپنی بائیں آنکھ کھلی رکھے گی' جیسا کہ آپ اس روایت کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دائیں آنکھ اور یہ طبری کی روایت ہے اور طبری کی ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں میں سے ایک آنکھ کھلی رکھے گی۔ ایسی ہی روایت جصاص نے بھی احکام القرآن میں بیان کی ہے۔ ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں جو روایت بیان کی ہے...... اس میں ہے کہ وہ اپنی دونوں آنکھیں کھلی رکھے گی تاکہ راستے کو دیکھ سکے۔''

جواب اعتراض

حدیث مضطرب کی تشریح کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود الطحان ؒ لکھتے ہیں:

أنه لا يسمى الحديث مضطرباً إلا إذا تحقق فيه شرطان وهما: ۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اختلاف روایات الحدیث بحیث لا یمکن الجمع بینها ۲) تساوی الروایات فی القوة بحیث لا یمکن ترجیح روایة علی أخری أما إذا ترجحت إحدی الروایات علی الأخری أو أمکن الجمع بینها بشکل مقبول فان صفة الاضطراب تزول عن الحدیث[۸]

''کسی بھی حدیث کو اس وقت تک مضطرب نہیں کہہ سکتے جب تک کہ اس میں دو شرطیں نہ پائی جائیں۔ ایک تو یہ کہ باہم متعارض روایات کا اختلاف ایسا ہو کہ ان کے درمیان کسی صورت میں بھی جمع ممکن نہ ہو۔ دوسری بات یہ کہ یہ روایات قوت میں اس طرح مساوی ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو۔ لیکن جب معاملہ ایسا ہو کہ ان باہم متعارض روایات میں ایک کو دوسری پر ترجیح دینا ممکن ہو یا ان کے درمیان جمع کی کوئی مقبول صورت نکل سکتی ہو تو اس حدیث سے اضطراب کی علت ختم ہو جاتی ہے۔''

ہم یہ کہتے ہیں کہ اس اثر کو بیان کرنے میں مختلف راویوں نے جو اختلاف کیا ہے اس میں جمع بھی ممکن ہے اور ترجیح بھی۔

جمع کی صورت تو یہ ہے کہ اس اثر کو بیان کرنے میں راویوں کا جو اختلاف ہے اس سے نفس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نفس مسئلہ ممکن حد تک چہرے کو چھپانا ہے۔ اب چہرے کو چھپانے سے ایک مسئلہ پیدا ہوا کہ عورت راستہ کیسے دیکھے گی۔ تو اس کے لیے بعض راویوں نے دائیں آنکھ' بعض نے بائیں اور بعض نے دونوں کا تذکرہ کر دیا۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ مختلف اوقات میں ابن سیرینؒ سے مختلف اقوال منقول ہوں' کیونکہ ان اقوال میں جو تعارض ہے وہ تضاد کا تعارض نہیں ہے۔ نفس مسئلہ میں سب راوی متفق ہیں کہ چہرے کو چھپانا چاہیے' اختلاف اس میں ہے کہ عورت راستہ دیکھنے کے لیے دائیں آنکھ کھولے گی یا بائیں یا دونوں۔ ہماری نظر میں ان تینوں صورتوں کی گنجائش موجود ہے' اور تینوں اقوال میں سے کسی قول کو بھی اختیار کرنے پر نفس مسئلہ پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔

ترجیح کی صورت یہ ہے کہ ہم نے جو روایت بیان کی وہ روایت مسلسل ہے اور کسی روایت کا مسلسل ہونا راویوں کے ضبط کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے اور راویوں کے ضبط کی زیادتی وجوہات ترجیح میں سے ایک وجۂ ترجیح ہے جس کی بنیاد پر کسی روایت کو دوسری روایات پر ترجیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر محمود الطحانؒ روایت مسلسل کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

من فوائده اشتماله على زيادة الضبط من الرواة(۹)

''اس کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ راویوں کے ضبط کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ ابو عبیدہ السلمانیؒ سے مروی مختلف روایات میں جمع بھی ممکن ہے اور ترجیح بھی۔ جب جمع اور ترجیح ممکن ہو تو اضطراب ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے علامہ البانیؒ کا اعتراض صحیح نہیں۔

علامہ البانیؒ کا تیسرا اعتراض

علامہ البانیؒ، ابن سیرینؒ کی اس روایت پر تیسرا اعتراض وارد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مخالفة لتفسير ابن عباس للآية كما تقدم بيانه فما خالفه مطرح بلاشك(۱۰)

''یہ قول ابن عباسؓ کی تفسیر کے مخالف ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور جو قول بھی ابن عباس کے قول کے مخالف ہوگا وہ مردود ہے (ابن عباس کے قول سے علامہ البانی کی مراد یہ قول ہے: أن يشددن جلابيبهن على جباههن)۔''

جواب اعتراض

علامہ البانیؒ کا یہ اعتراض بھی بوجوہ درست نہیں ہے:

ا) ابن عباسؓ کا یہ قول صحیح سند سے ثابت نہیں ہے اور علامہ البانیؒ نے خود اس کا اقرار کیا ہے۔ علامہ البانیؒ، ابن جریرؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"وقال آخرون بل أمرن أن يشددن جلابيبهن على جباههن" وهذا وإن كان إسناده ضعيفاً فإنه أرجح من الأول لأمور(۱۱)

''بعض دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنی چادریں اپنی پیشانی پر اچھی طرح باندھ لیں۔ اگرچہ اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن یہ ابن عباس کے دوسرے قول سے چند امور کی وجہ سے راجح ہے۔''

ب) خود ابن عباسؓ سے ''آیہ جلباب'' کی تفسیر میں جو اقوال مروی ہیں ان میں اختلاف ہے، اس لیے ابن عباس کا قول کیسے حجت ہو سکتا ہے جب کہ خود اس قول میں (علامہ البانیؒ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بقول) تعارض موجود ہو؟ ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں ابن عباس کے دونوں اقوال نقل کیے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

۱) حدثنی علی قال حدثنا أبو صالح قال حدثنی معاویة عن علی عن ابن عباس قوله ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ أمر اللّٰه نساء المؤمنین إذا خرجن من بیوتهن فی حاجة أن یغطین وجوههن من فوق رؤوسهن بالجلابیب ویبدین عیناً واحدة(۱۲)

''مجھ سے علی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابوصالح نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے معاویہ نے بیان کیا' وہ علی سے اور وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام سے گھر سے باہر نکلیں تو وہ اپنے چہرے کو اپنے سر کے اوپر سے چادر لٹکا کر ڈھانپ لیں اور اپنی ایک آنکھ کھلی رکھیں۔''

۲) حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی أبی قال حدثنی عمی قال حدثنی ابی عن ابیه عن ابن عباس قوله ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ...... وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ قال كانت الحرة تلبس لباس الأمة فأمر (اللّٰهُ نِسَآءَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ) وإدناء الجلباب أن تقنع وتشد علٰى جبينها(۱۳)

''مجھ سے محمد بن سعد نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا' وہ اپنے باپ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ سے لے کر ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ تک کے بارے میں ابن عباسؓ نے کہا کہ آزاد عورتیں لونڈیوں جیسا لباس پہنتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دیا کہ وہ اپنے جلباب لٹکا لیا کریں۔ جلباب کو لٹکانے سے مراد یہ ہے کہ عورت چادر کو چہرے پر لپیٹ لے اور اس کو اچھی طرح اپنی پیشانی پر باندھ لے۔''

علامہ البانیؒ نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دوسرا قول پہلے قول

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی نسبت زیادہ ضعیف ہے جس میں سوائے پہلے اور آخری راوی کے' درمیان میں کسی راوی کے نام تک کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ سے مختلف اقوال مروی ہونے کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک کا حجت ہونا کسی طور پر بھی ثابت نہیں ہوتا۔

ج) حقیقت یہ ہے کہ ابن عباسؓ کے یہ دونوں اثر باہم متعارض نہیں ہیں' بلکہ ایک ہی معنی اور مفہوم کو بیان کر رہے ہیں۔ ابن عباس کا پہلا قول بھی چہرہ چھپانے کے بارے میں ہے اور دوسرا قول بھی چہرہ چھپانے ہی کے بارے میں ہے۔ ''تَقَنَّعَ'' کے لغوی مفہوم میں چہرہ چھپانا بھی شامل ہے۔ جیسا کہ علامہ زمخشری نے لکھا ہے:

أن ترخي المرأة بعض جلبابها علی وجهها' تتقنع' حتی تتمیز من الأمة(١٤)

''عورت اپنے جلباب کا بعض حصہ اپنے چہرے پر لٹکائے گی' یعنی گھونگھٹ نکال لے گی' تا کہ آزاد عورت کی لونڈی سے تمیز ہو سکے۔''

اسی طرح عبیدہ السلمانیؒ کے اثر میں ہے:

قال ابن عون :بردائه فتقنع به ' فغطی أنفه وعینه الیسری وأخرج عینه الیمنی وأدنی رداءه من فوق حتی جعله قریباً من حاجبه أو علی الحاجب(١٥)

''ابن عون نے اپنی چادر لی اور اس کا نقاب بنا لیا' اپنی ناک اور بائیں آنکھ ڈھانپ دی جبکہ دائیں آنکھ کو کھلا رکھا اور اپنی چادر کو سر سے نیچے کیا' یہاں تک کہ اس کو ابرو تک کیا یا ابرو کو بھی چھپا لیا۔''

ابن حجر عسقلانیؒ 'صحیح بخاری کی ایک روایت ''اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِیْدِ'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

قوله (مُقَنّع) بفتح القاف والنون المشددة وهو كناية عن تغطية وجهه بآلة الحرب

''مُقَنَّع'' قاف کی فتحہ اور نون کی تشدید کے ساتھ ہے اور یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ اس شخص نے اپنا چہرہ آلاتِ حرب سے ڈھانپ رکھا تھا۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ ابنِ عباسؓ کے دونوں قول ایک ہی معنی میں ہیں اور وہ معنی چہرے کو چھپانا ہے۔ جب ابن عباسؓ کے قول کا یہ معنی متعین ہو گیا تو ابن عباس کے قول اور ابن سیرین کے قول میں کوئی اختلاف نہ رہا۔ لہٰذا علامہ البانیؒ کا یہ اعتراض باطل ہوا کہ ابن سیرین کا قول ابن عباسؓ کے قول کے مخالف ہے۔ اس اثر پر علامہ البانیؒ کے تمام اعتراضات کا ہم نے مدلل جواب دے دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل چہارم

چوتھا شبہ

پروفیسر خورشید عالم صاحب نے ہمارے مضمون پر یہ اعتراض بھی وارد کیا ہے کہ ہم نے آیۂ جلباب کے بیان میں تو مفسرین کے اقوال نقل کیے ہیں لیکن سورۃ النور کی آیت ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بیان میں مفسرین کے اقوال نقل نہیں کیے۔ ہمارے ممدوح ناقد نے اپنے مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آیۂ جلباب اور سورۃ النور کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال میں تعارض ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں مفسرین کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ مفسرین نے آیت جلباب اور سورۃ النور کی آیت کو مختلف اعتبارات سے جمع کیا ہے' جس کی چند ایک مثالیں ہم یہاں پیش کیے دیتے ہیں۔

پہلی جمع

بعض مفسرین نے چہرے کو عورت کے ستر میں شمار کرتے ہوئے آیت جلباب سے مراد چہرے کے پردے کا وجوب لیا ہے اور ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے کپڑے' انگوٹھی' سرمہ' خضاب وغیرہ کی زینت (یعنی ایسی زینت کہ جس کا ظہور چہرہ چھپانے کے منافی نہ ہو) مراد لی ہے۔ مثلاً:

۱) **حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تفسیر:** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد کپڑے لیے ہیں۔ جیسے:

عن عبد اللّٰه بن مسعود ﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ ﴾ قال لا خلخال ولا شنف ولا قرط ولا قلادة ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال الثياب (١٦)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ ﴾ سے مراد یہ ہے کہ عورتیں اپنی پازیب' بالیاں اور ہار وغیرہ ظاہر نہ کریں' اور ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد کپڑے ہیں۔''

۲) **تفسیر بیضاوی:** امام بیضاویؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

عند مزاولة الأشياء كالثياب والخاتم فإن سترها حرجاً وقيل المراد بالزينة مواضعها على حذف المضاف أو ما يعم المحاسن الخلقية والتزينية والمستثنى هو الوجه والكفان لأنها ليست بعورة والأظهر إن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

هذا في الصلاة لا في النظر فإن كل بدن الحرة عورة لا يحل لغير الزوج والمحرم النظر إلى شيء منها إلا لضرورة كالمعالجة وتحمل الشهادة (١٧)

''﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے وہ کچھ مراد ہے جو مختلف اشیاء کے استعمال کے وقت ظاہر ہو جائے' مثلاً کپڑے اور انگوٹھی' کیونکہ ان کو چھپانے میں بہت زیادہ تنگی ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ زینت سے مراد مواضع زینت ہیں اور یہاں پر مضاف محذوف ہے' یا زینت سے مراد عام زینت ہے جس میں پیدائشی محاسن اور میک اپ دونوں شامل ہیں' اور استثناء سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں' کیونکہ یہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہیں۔ لیکن صحیح رائے یہ ہے کہ یہ قول نماز کے ستر کے بارے میں ہے نہ کہ نظر کے ستر کے بارے میں' کیونکہ آزاد عورت کا تمام جسم ستر ہے' شوہر کے علاوہ کسی اجنبی مرد کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ عورت کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھے سوائے ضرورت کے' مثلاً علاج معالجے کے لیے یا گواہی لینے کے لیے۔''

۳) تفسیر زاد المسیر: علامہ ابن جوزیؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وفيه سبعة أقوال أحدها أنها ثياب رواه أبو الأحوص عن ابن مسعود وفي لفظ آخر قال هو الرداء ...... والقول الأول أشبه وقد نص عليه أحمد فقال الزينة الظاهرة الثياب وكل شيء منها عورة حتى الظفر ويفيد هذا تحريم النظر إلى شيء من الأجنبيات لغير عذر فإن كان لعذر مثل أن يريد أن يتزوجها أو يشهد عليها فإنه ينظر في الحالين إلى وجهها خاصة فأما النظر إليها لغير عذر فلا يجوز لا لشهوة ولا لغيرها وسواء في ذلك الوجه والكفان وغيرهما من البدن (١٨)

''﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں سات اقوال مروی ہیں۔ پہلا قول تو یہ ہے کہ اس سے مراد کپڑے ہیں۔ یہ قول ابوالاحوص نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔ ابن مسعودؓ کے اس قول کی بعض دوسری روایات میں چادر کے الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں ...... پہلا قول صحیح ہے اور امام احمدؒ سے اسی کی صراحت ہے۔ امام احمدؒ نے کہا ہے کہ زینت ظاہرہ سے مراد کپڑے ہیں' کیونکہ عورت کا سارا جسم حتیٰ کہ اس کے ناخن بھی اس کے ستر میں داخل ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بغیر عذر کے دیکھنا حرام ہے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے دیکھے' مثلاً اس سے نکاح کرنے کے لیے' یا اس کے بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں گواہی دینے کے لیے' تو ایسی صورت میں بھی صرف اس کے چہرے کو ہی دیکھے گا۔ بغیر عذر کے عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے چاہے شہوت ہو یا نہ ہو۔ اور اس مسئلے پر چہرہ' دونوں ہاتھ اور باقی جسم سب کا ایک ہی حکم ہے۔''

۴) روائع البیان فی احکام القرآن: علامہ صابونی ؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وجميع هذه النصوص تفيد حرمة النظر إلى الأجنبية ولا شك أن الوجه فيما لا يجوز النظر إليه فهو إذا عورة (۱۹)

''ان تمام نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے۔''

۵) تفسیر ابن کثیر: امام ابن کثیر ؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أي لا يظهرن شيئا من الزينة للأجانب إلا ما لا يمكن إخفاء ہ قال ابن مسعود كالرداء والثياب ...... وقال ابن عباس وجهها وكفيها والخاتم وهذا يحتمل أن يكون تفسيرا للزينة التي نهين عن إبدائها كما قال ابن مسعود الزينة زينتان فزينة لا يراها إلا الزوج' الخاتم والسوار وزينة يراها الأجانب وهي الظاهر من الثياب(۲۰)

''اجنبی مردوں کے سامنے عورتیں کسی بھی قسم کی زینت کا اظہار نہ کریں سوائے اس کے کہ جس کو چھپانا ناممکن ہو۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ اس سے مراد چادر یا کپڑے ہیں...... جبکہ ابن عباس کا قول ہے کہ اس سے مراد عورت کا چہرہ' دونوں ہاتھ اور انگوٹھی ہے۔ ابن عباسؓ کے اس قول میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ ابن عباسؓ نے زینت کی جو تعریف کی ہے وہ (زینت ظاہرہ کی بجائے) اس زینت کے بارے میں ہے کہ جس کو ظاہر کرنے سے عورتوں کو منع کیا گیا۔ جیسا کہ ابن مسعود کا قول ہے کہ زینت دو قسم کی ہے: ایک وہ کہ جس کو دیکھنا سوائے شوہر کے اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے' وہ انگوٹھی اور کنگن ہیں' اور ایک زینت وہ ہے کہ جس کی طرف دیکھنا اجنبی مردوں کے لیے جائز ہے اور اس سے مراد کپڑوں کی ظاہری زینت ہے۔''

۶) تفسیر مظہری: قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عند مزاولة الأشياء كالثياب والخاتم فان في سترها حرجاً ...... فاستثناء الوجه والكفين من عورة الحرة ليس إلا لأجل الصلاة ويدل على عدم جواز بداء المرأة وجهها قولهٗ تعالىٰ : ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ (۲۱)

''﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد یہ ہے کہ مختلف اشیاء کو استعمال کرتے وقت کپڑے یا انگوٹھی ظاہر ہو جاتی ہے' کیونکہ اُن کے چھپانے میں تنگی ومشقت ہے...... استثناء سے جو آزاد عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ مراد لیے گئے ہیں اس سے مراد نماز میں عورت کا ستر ہے پس (عام حالات میں) عورت کے لیے اپنے چہرے کو کھلا رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ﴾۔''

۷) تفسیر کلام المنان المعروف بتفسیر سعدی: علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدیؒ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أی الثیاب الظاهرة التی جرت العادة بلبسها إذا لم یکن فی ذلك ما یدعو إلی الفتنة (۲۲)

''﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد وہ ظاہری کپڑے ہیں کہ جن کو عام طور پر پہنا جاتا ہے' جب تک کہ ان کپڑوں میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو فتنے کا باعث ہو (یعنی کپڑے بھی سادہ ہونے چاہئیں)۔''

۸) أیسر التفاسیر: شیخ ابوبکر جابر الجزائریؒ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فما لا یمکنها ستره وإخفاء ه کالکفین عند تناول شیء أو اعطائه أو العینین تنظر بهما وإن کان فی الید خاتم وحناء وفی العینین کحل وکثیاب الظاهرة من خمار علی الرأس وعباء ة تستر الجسم فهذا معفو عنه إذ لا یمکنها ستره (۲۳)

''اس سے مراد وہ زینت ہے کہ جس کا ستر اور چھپانا ناممکن ہو' مثلاً دونوں ہاتھ' کیونکہ عورتیں کسی چیز کو لیتے وقت یا دیتے وقت ان کو استعمال کرتی ہیں' یا اس سے مراد دونوں آنکھیں ہیں کہ عورت ان سے رستہ دیکھتی ہے۔ ہاتھوں کی زینت سے مراد انگوٹھی اور مہندی ہے اور آنکھوں کی زینت سرمہ ہے۔ اسی طرح ظاہری کپڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مثلاً سر پر اوڑھی ہوئی چادر اور وہ چادر جو سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے' بھی اس میں شامل ہیں' یہ وہ زینت ہے کہ جس کے ظاہر ہونے پر کوئی پکڑ نہیں' کیونکہ اس کو چھپانا ناممکن ہے۔''

۹) أضواء البیان: علامہ شنقیطیؒ ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ کی تفسیر میں مروی دو اقوال کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

أظهر القولين المذكورين عندي قول ابن مسعود أن الزينة الظاهرة هي ما لا يستلزم النظر إليها رؤية شيء من بدن المرأة الأجنبية وإنما قلنا هذا القول هو الأظهر لأنه هو أحوط الأقوال وأبعدها عن أسباب الفتنة وأطهرها لقلوب الرجال والنساء ولا يخفى أن وجه المرأة هو أصل جمالها رؤيته من أعظم أسباب الافتتان بها (٢٤)

''میرے نزدیک اِن دو اقوال میں سے صحیح قول ابن مسعودؓ کا ہے کہ زینت ظاہرہ سے مراد ایسی زینت ہے کہ جس کی طرف دیکھنے سے اجنبی عورت کے جسم کے کسی حصے کی طرف دیکھنا لازم نہ آتا ہو۔ ہم اس قول کو اس لیے بہتر قرار دے رہے ہیں کیونکہ یہ احتیاط کے زیادہ قریب ہے' اور اس قول کے اختیار کرنے میں فتنے کے اسباب سے زیادہ دُوری ہے اور اس کو اختیار کرنے میں مردوں اور عورتوں کے دلوں کی طہارت کا سامان ہے۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ عورت کا چہرہ ہی دراصل اس کا اصل اور کُل حسن ہے' اور عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا عورتوں کے فتنے میں مبتلا کرنے والے بڑے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔''

۱۰) البحر المحیط: علامہ ابوحیان الاندلسیؒ ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واستثنى ما ظهر من الزينة والزينة ما تتزين به المرأة من حلي أو كحل أو خضاب فما كان ظاهرا منها كالخاتم والفتخة والكحل والخضاب فلا بأس بإبدائه للأجانب (٢٥)

''زینت ظاہرہ کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اور زینت سے مراد زیورات' سرمہ اور مہندی ہیں۔ پس جو زینت ظاہرہ ہو مثلاً انگوٹھی' چھلا' سرمہ اور مہندی وغیرہ' اگر عورت اس کو اجنبی مَردوں کے سامنے ظاہر کرے گی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

۱۱) معانی القرآن: امام ابوزکریا یحیٰی بن زیاد الفراءؒ ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ کی تفسیر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لکھتے ہیں:

﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ مثل الكحل والخاتم والخضاب (٢٦)

''﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد سرمہ' انگوٹھی اور مہندی ہے۔''

۱۲) فتح البیان: علامہ قنوجیؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ولا يخفى عليك أن ظاهر النظم القرآني النهي عن إبداء الزينة إلا ما ظهر منها كالجلباب والخمار ونحوهما مما في الكف والقدمين من الحلية ونحوهما (٢٧)

''اور یہ بات آپ پر مخفی نہیں ہے کہ قرآن کا نظم اور ظاہر اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ عورت کو اپنی زینت کے اظہار سے منع کیا گیا ہے سوائے اس کے جو از خود ظاہر ہو جائے' مثلاً جلباب یا دوپٹہ وغیرہ۔ اسی طرح وہ زیورات جو کہ عورتیں اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں پہنتی ہیں وہ بھی زینت ظاہرہ میں داخل ہیں۔''

۱۳) تفسیر المراغی: امام احمد مصطفیٰ المراغی ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أي ولا يظهرن شيئاً من الزينة للأجانب إلا ما لا يمكن إخفاءه مما جرت العادة بظهوره كالخاتم والكحل والخضاب (٢٨)

''اس سے مراد ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس چیز کے جس کا چھپانا ممکن نہ ہو اور جو عادتاً ظاہر ہو جائیں' جیسے انگوٹھی اور سرمہ اور مہندی۔''

۱۴) تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن: مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''أي الثياب الظاهرة التي لا تخفى من النقاب وغيره لقوله تعالىٰ: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ أي يسترن وجوههن وصدورهن بالنقاب وقت الذهاب وليس المراد بما ظهر الوجه واليدان لقوله تعالىٰ: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ (٢٩)

''﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد ظاہری کپڑے مثلاً نقاب وغیرہ ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول مبارک: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ عورتیں گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے چہروں اور سینوں کو نقاب سے ڈھانپ لیا کریں۔ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ نہیں ہیں۔ اس کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ ''(اے نبیؐ!) مؤمنوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہوں کو دبا کر رکھیں۔''

۱۵) تفسیر ابن ابی حاتم: امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازیؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں جلیل القدر تابعین مجاہد اور سعید بن جبیر کے اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ا) عن ابن جبير في قول الله ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ يعني الوجه والكفين فزينة الوجه الكحل وزينة الكفين الخضاب ولا يحل أن يرى منها غريب غير ذلك (۳۰)

''حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں۔ چہرے کی زینت سے مراد سرمہ ہے اور ہاتھوں کی زینت مہندی ہے۔ اور کسی اجنبی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی عورت کی زینت میں اس کے علاوہ کچھ دیکھے۔''

ب) عن مجاهد ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال الثياب والخضاب والخاتم والكحل (۳۱)

''مجاہد سے روایت ہے کہ زینتِ ظاہرہ سے مراد کپڑے، مہندی، انگوٹھی اور سرمہ ہے۔''

علاوہ ازیں امام نووی الجاویؒ نے ''مواح لبید'' میں، علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادیؒ نے ''تنویر المقباس فی تفسیر ابن عباس'' میں، مولانا امین احسن اصلاحی نے ''تدبر القرآن'' میں، سید احمد حسن محدث دہلویؒ نے ''احسن التفاسیر'' میں، مولانا مودودیؒ نے ''تفہیم القرآن'' میں اور مولانا صلاح الدین یوسف صاحب نے ''احسن البیان'' میں اسی جمع کو اختیار کیا ہے۔

دوسری جمع

﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں عورت کا چہرہ اور ہاتھ وغیرہ بھی داخل ہیں، لیکن عورت ان کو قصداً کھلا نہیں رکھتی، بلکہ یا تو کسی حرکت کے تحت ان اعضاء کا کھل جانا مراد ہے یا پھر کسی ضرورت یا مجبوری کے تحت عورت کا ان اعضاء کو کھولنا مراد ہے۔ یہ جمع درج ذیل مفسرین نے بیان کی ہے:

۱) تفسیر ابن عطیہ: مشہور مفسر ابن عطیہؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ويظهر لي بحكم ألفاظ الآية أن المرأة مأمورة بألا تبدي وأن تجتهد في

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الإخفاء لكل ما هو زينة ويقع الاستثناء في كل ما غلبها فظهر بحكم ضرورة حركته فيما لا بدا منها وإصلاح شان فما ظهر على هذا الوجه فهو المعفى عنه (۳۲)

''آیت کے الفاظ سے مجھے یہ لگتا ہے کہ عورت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور ہر قسم کی زینت کو اچھی طرح چھپانے کی کوشش کرے۔ اور استثناء سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عورت پر غالب آ جائے' مثلاً عورت کوئی ضروری حرکت کرے یا اپنا حلیہ ٹھیک کرنے کی وجہ سے اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہو جائے تو وہ معاف ہے۔''

امام قرطبیؒ نے بھی ابن عطیہؒ کی اس جمع کو ''حسن'' کہا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

۲) روح المعانی: علامہ آلوسیؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ويكون المعنى إن ما ظهر منها من غير إظهار كان كشفته الريح مثلاً فهن غير مؤاخذات به في دار الجزاء وفي حكم ذلك ما لزم إظهاره لنحو تحمل شهادة ومعالجة طبيب (۳۳)

''﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کا معنی یہ ہوگا کہ عورت کے جسم کا کوئی حصہ بغیر اس کا اظہار کیے خود بخود کھل جائے' جیسے ہوا سے کھل جانا' ایسے معاملات میں آخرت میں عورت سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اور اس کے مفہوم میں وہ حصہ بھی شامل ہے کہ جس کا اظہار لازماً ہو جاتا ہو' مثلاً گواہی لینے کے لیے اور ڈاکٹر کے علاج کے لیے (عورت کا اپنے جسم کے کسی حصے کو ظاہر کرنا)۔''

۳) نظم الدّرر: امام بقاعیؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أي كان بحيث يظهر فيشق التحرز في إخفائه فبدأ من غير قصد كالسوار والخاتم والكحل فإنها لا بدلها من مزاولة حاجتها بيدها ومن كشف وجهها في الشهادة ونحوها (۳۴)

''یعنی وہ چیز ظاہر ہو کہ جس کے چھپانے میں مشقت ہو اور بغیر ارادے کے ظاہر ہو' مثلاً کنگن' انگوٹھی اور سرمہ وغیرہ' کیونکہ عورت کو مختلف اشیاء لینے دینے میں اپنا ہاتھ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح گواہی اور اس قسم کے دوسرے معاملات میں عورت کو اپنا چہرہ بھی کھولنا پڑتا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تیسری جمع

بعض مفسرین نے سورۃ النور کی آیت ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد ہاتھ اور چہرہ لیا ہے' لیکن اس اظہارِ زینت کو اِس صورت میں جائز قرار دیا ہے جبکہ فتنے کا خوف نہ ہو۔

۱) تفسیر جلالین: صاحب تفسیر جلالین ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ وهو الوجه والكفان فيجوز نظرة لأجنبي إن لم يخف فتنة في أحد وجهين والثاني يحرم لانه مظنّة الفتنة (۳۵)

''﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد ہاتھ اور چہرہ ہے۔ اس لیے ایک اجنبی کے لیے ان کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ فتنے کا ڈر نہ ہو۔ یہ تو ایک تفسیر ہے' دوسری تفسیر کے مطابق عورت کے ان اعضاء کی طرف دیکھنا مطلقاً حرام ہے' کیونکہ عورت کے یہ اعضاء فتنے کا محل ہیں۔''

۲) التفسیر المنیر: ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والراجح فقهاً وشرعاً أن الوجه والكفين ليسا بعورة إذا لم تحصل الفتنة فإن خيفت الفتنة وحصلت المضايقة وكثر الفساق وجب ستر الوجه (۳۶)

''فقہ و شریعت کے اعتبار سے راجح قول یہی ہے کہ فتنے کی عدم موجودگی میں ہاتھ اور چہرہ ستر میں داخل نہیں ہیں' لیکن اگر فتنے کا اندیشہ ہو اور عورتوں کو تنگ کیا جائے اور فُساق کی کثرت ہو جائے تو ایسے حالات میں عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا واجب ہے۔''

۳) البحر المدید: ابن عجیبہ الحسنیؒ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ إلا ما جرت العادة إظهارها وهو الوجه والكفان إلا لخوف الفتنة (۳۷)

''﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد وہ کچھ ہے جس کا عورت کی طرف سے عادتاً اظہار ہوتا ہو اور یہ چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں بشرطیکہ فتنے کا خوف نہ ہو۔''

پیر کرم شاہ صاحب الازہری نے بھی ''ضیاء القرآن'' میں اسی جمع کو اختیار کیا ہے۔ علمائے احناف بھی اسی جمع کو اختیار کرتے ہوئے عورتوں کے لیے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چوتھی جمع

بعض مفسرین نے ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عورت کے ستر اور حجاب میں فرق ہے۔ ستر عورت کا وہ پردہ ہے جو وہ گھر میں اختیار کرے گی اور یہ پردہ سورۃ النور میں بیان ہوا ہے' جبکہ حجاب عورت کا گھر سے باہر کا پردہ ہے اور حجاب کا بیان سورۃ الاحزاب میں ہے۔

۱) ترجمان القرآن: مولانا ابوالکلام آزادؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''علماء نے ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں فقہی موشگافیاں بھی کی ہیں اور لکھا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ ستر میں داخل نہیں ہیں' لہٰذا ان کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ مگر یہ بات قابل غور ہے کہ زیر بحث آیت میں ستر کا بیان ہے' حجاب کا نہیں اور حجاب ستر سے زائد ایک چیز ہے جو غیر محرم مردوں اور عورتوں کے درمیان حائل کر دیا گیا' لہٰذا دونوں کے احکام الگ الگ ہیں۔''(۳۸)

۲) تذکیر القرآن: علامہ وحید الدین خان ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''خواتین کے سلسلے میں احکام دو پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک وہ جن کا عنوان ستر ہے اور دوسرے وہ جن کا عنوان حجاب ہے۔ ستر کا تعلق جسم کے پردے سے ہے' یعنی عورت خواہ گھر کے اندر ہو یا گھر سے باہر' اس کے لیے اپنے بدن کا کون سا حصہ کس کے سامنے اور کن حالات میں کھلا رکھنا اور کب کھلا رکھنا جائز ہے۔ حجاب کا تعلق باہر کے پردے سے ہے' یعنی اس مسئلے سے شریعت نے عورت کو کن حالات میں گھر سے باہر نکلنے اور سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ ان آیات میں بنیادی طور پر ستر کا مسئلہ بیان ہوا ہے۔ حجاب کا مسئلہ آگے سورۃ الاحزاب میں ہے۔''(۳۹)

مولانا مودودی نے بھی ''تفہیم القرآن'' میں اس جمع کو بیان کیا ہے۔

پانچویں جمع

بعض مفسرین نے ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد تو ہاتھ اور چہرہ ہی ہے' لیکن اس زینت کو ایک عورت صرف اپنے ان محارم کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے جن کا ذکر آگے آیت میں ہو رہا ہے' اجنبی افراد کے سامنے نہیں۔

معارف القرآن: مولانا ادریس کاندھلویؒ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''زینت کے معنی آرائش اور زیبائش کے ہیں خواہ خلقی اور قدرتی ہو' جیسے چہرہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دونوں ہاتھ اور ہتھیلیاں' یا مصنوعی اور اختیاری ہو' جیسے پوشاک اور زیور' یہ سب چیزیں زینت ظاہرہ یعنی ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں داخل ہیں جن کا اظہار سوائے محارم کے کسی کے سامنے جائز نہیں' جن کا ذکر آئندہ آیت میں آنے والا ہے۔''(٤٠)

چھٹی جمع

چھٹی جمع وہ ہے جو غامدی صاحب نے پیش کی ہے۔ وہ یہ کہ سورۃ الاحزاب میں نازل شدہ حکمِ جلباب کو ایک وقتی اور تدبیری حکم مانا جائے۔ پروفیسر خورشید عالم صاحب نے بھی غامدی صاحب کی اس جمع کو اختیار کیا ہے۔ اس جمع کی بنیاد وہ ''کہانی'' ہے جس کو غامدی صاحب نے قانونِ معاشرت سے متعلقہ اپنے لیکچرز میں بیان کیا ہے' جس کا جواب ہم صفحات گزشتہ میں دے چکے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل پنجم

پانچواں شبہ

ششماہی ''منہاج'' (جولائی تا دسمبر ۲۰۰۵ء) میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر صاحب کا طویل مقالہ حجاب کے موضوع پر شائع ہوا۔ اس کا تفصیلی جواب ہماری طرف سے ''منہاج'' (جنوری تا جون ۲۰۰۶ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالے میں پروفیسر صاحب نے آیت جلباب کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں ''ذلك أدنى أن يعرفن فلايؤذين'' کا حکم حجاب کا سبب ہے اور سبب کے بارے میں اصولیین کا قاعدہ یہ ہے کہ جب سبب ہوگا تو حکم ہوگا اور جب سبب نہیں ہوگا تو حکم بھی نہیں ہوگا اس لیے آپؐ کے زمانے میں تو یہ سبب موجود تھا اس لیے حجاب کا حکم بھی تھا' آج یہ سبب موجود نہیں ہے اس لیے حجاب کا حکم بھی نہیں ہوگا۔

سبب اور حکمت کا فرق

پروفیسر صاحب نے ''ذلك أدنى أن يعرفن فلايؤذين'' کو سبب بنایا ہے حالانکہ اصولیین کی اصطلاح میں اسے ''حکمت'' یا ''مصلحت'' کہتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان ''حکمت'' کے بیان میں لکھتے ہیں:

> وإنما شرعت لمصلحة العباد في العاجل والآجل وهذا المصلحة المقصودة أما جلب منافع لهم ،وأما دفع أضرار ومفاسد ورفع حرج عنهم ...فالقرآن الكريم غالباً ما يقرن بحكمه الحكمة الباعثة على تشريعه من جلب نفع أو دفع ضرر فحكمة الحكم هي المصلحة من جلب نفع أودفع ضرر أراد الشارع تحقيقها بتشريع ذلك الحكم إلا أن الملاحظ: أن الشريعة، غالباً، لا تربط الحكم بحكمتة وجودًا وعدمًا...وقد تكون الحكمة أمرا غير منضبط،أي يختلف باختلاف الناس وتقديرهم، ولا يمكن بناء الحكم عليه لأنه يؤدى إلى الاضطراب والفوضى في الأحكام فلا يستقيم أمر التكليف ولا يطرد ولا ينضبط وتكثر الادعات للتحلل من الأحكام(٤١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''حقیقت یہ ہے کہ احکام شرعیہ بندوں کی مصلحت کے لیے دیے گئے ہیں خواہ ان کا فائدہ فوراً ہو یعنی دنیا میں یا کچھ دیر بعد یعنی آخرت میں۔ اس مصلحت سے مقصود، یا تو بندوں کے لیے منفعت کا حصول ہے یا ان سے نقصانات، مفاسد اور تنگی کو دور کرنا ہے... قرآن مجید اکثر اوقات اپنے حکم کے ساتھ اس حکمت کا بھی ذکر کرتا ہے جو اس حکم کی تشریع کے لیے محرک ہو یعنی حصول منفعت یا دفع مضرت... پس حکمت سے مراد وہ مصلحت ہے جو حصول منفعت یا دفع مضرت کی صورت میں ہوتی ہے جس کو شارع اس حکم کی تشریع کے ساتھ وجود میں لانا چاہتے ہیں۔ تاہم یہ بات قابل لحاظ ہے کہ شریعت نے حکم کو اس کی حکمت کے ساتھ اکثر احکام میں' وجود یا عدم کے اعتبار سے براہ راست مربوط نہیں کیا ہے... اور بعض اوقات حکمت غیر منضبط ہوتی ہے یعنی لوگوں کے اختلاف اور ان کے اندازوں میں تبدیلی سے یہ بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اس وقت حکم کی بنیاد اس پر نہیں رکھی جا سکتی کیونکہ ایسی صورت میں حکمت کو حکم کی بنیاد بنانا انتشار اور بد نظمی کا باعث بنتا ہے۔ اس صورت میں مکلف ہونے کا حکم ایک چیز پر قائم نہیں رہتا اور نہ ہی اس میں عمومیت آسکتی ہے اور نہ ہی اس کو منضبط کیا جا سکتا ہے اور احکام سے راہ فرار اختیار کرنے کے بہت سے دعوے ہو سکتے ہیں۔''

ہماری مذکورہ بالا اس بحث سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

۱) حکمت سے مراد جلب منفعت اور دفع ضرر ہے۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ''**ذلك أدنى أن يعرفن فلايؤذين**'' میں دفع ضرر کی بات ہو رہی ہے اس لیے یہ حکمت ہے نہ کہ سبب۔

۲) 'حکمت' غیر منضبط ہوتی ہے، یعنی اگر اس کی بنیاد پر حکم جاری کیا جائے تو وہ حکم مختلف اشخاص کے اعتبار سے تبدیل ہوتا رہے گا جبکہ ''سبب'' کے بارے میں اصولیین نے لکھا ہے کہ سبب ایک منضبط وصف ہوتا ہے یعنی اس پر اگر کسی حکم کی بنیاد رکھی جائے تو وہ حکم سب کے لیے ایک ہی ہوگا۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ''**ذلك أدنى أن يعرفن فلايؤذين**'' ایک غیر منضبط وصف ہے کیونکہ اس کی بنیاد پر حکم بعض مکلفین کے حق میں باقی رہتا ہے جبکہ بعض مکلفین کے حق میں باقی نہیں رہتا۔ اس لیے یہ ''سبب'' نہیں، حکمت ہے۔

۳) حکم کی بنیاد حکمت پر نہیں رکھی جاتی بلکہ علت پر رکھی جاتی ہے یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ بعض اوقات حکمت ہی علت بن جاتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ حکمت ایک منضبط وصف ہو۔ حکمت اور علت میں اصل فرق انضباط کا ہے۔ حکمت اگر منضبط ہو جائے تو وہ علت بن جاتی ہے۔

۴) اگر حکمت ایک غیر منضبط وصف ہو تو اس پر احکام کی بنیاد رکھنے کا مطلب ہے احکام سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

راہ فرار اختیار کرنا اور شرعی احکامات کو اڑانا، جیسا کہ پروفیسر صاحب نے مذکورہ مسئلے میں حکمت کو بنیاد بنا کر حکم حجاب کا انکار ہے۔ یہ واضح رہے کہ بعض استثنائی مسائل میں حکمت کو بھی علت بنایا جا سکتا ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ کا موقف ہے لیکن اس کی حدود و قیود اور اصول وضوابط ہیں کہ جن میں بہت تفصیل ہے جس کا یہ مقام متحمل نہیں ہے۔ اس لیے ہم اس کی طرف اشارہ کرنے کے بعد آگے چلتے ہیں۔

۵) اضافی طور پر یہ بات ہمارے علم میں ہونی چاہیے کہ اگر کسی حکم کا سبب ایسا ہو کہ عقل اس کے اور حکم کے درمیان مناسبت کا ادراک کر سکتی ہو تو اس سبب کو 'علت' کہتے ہیں اور اگر کسی حکم کا سبب ایسا ہو کہ عقل اس (سبب) کے اور حکم کے درمیان مناسبت کا ادراک نہ کر سکتی ہو تو اس سبب کو صرف 'سبب' کہتے ہیں۔ مثلاً سفر روزہ افطار کرنے کا سبب ہے لیکن یہ سبب ایسا ہے کہ اس کے اور حکم کے درمیان مناسبت کا ادراک عقل سے ممکن ہے اس لیے یہ سبب علت ہے جبکہ سورج کا غروب ہونا مغرب کی نماز کے وجوب کا سبب ہے لیکن یہ سبب ایسا ہے کہ اس کے اور حکم کے درمیان مناسبت کا ادراک عقل سے ممکن نہیں ہے اس لیے اسے صرف سبب کہیں گے۔ سبب اور علت میں اصل فرق مناسبت کا ادراک کا ہے۔ بفرض محال 'ذلك أدنى أن يعرفن فلايؤذين' کو اگر پروفیسر صاحب کے کہنے کے مطابق سبب مان بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ سبب نہیں کہلائے گا کیونکہ عقل اس کے درمیان اور حکم حجاب کے درمیان مناسبت کا ادراک کر سکتی ہے ایسی صورت میں اس کو علت کہیں گے نہ کہ سبب۔

خلاصہ کلام یہ کہ 'ذلك أدنى أن يعرفن فلايؤذين' حکم حجاب کی حکمت یا مصلحت ہے جس سے شارع کا مقصد دفع ضرر ہے۔ اس حکمت کے غیر منضبط ہونے کی وجہ سے اس کو نہ تو علت بنایا جا سکتا ہے اور نہ ہی سبب، کیونکہ علت اور سبب دونوں ہی منضبط وصف ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلیؒ نے بھی 'ذلك أدنى أن يعرفن فلايؤذين' کو حکمت قرار دیا ہے وہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> الحكمة من أمر الحرائر بالتستر ألا يختلطن بالإماء فإذا عرفن لم يقابلن بأدنى معارضة مراعاة لرتبة الحرية فتنقطع الأطماع عنهن(٤٢)
>
> ''آزاد عورتوں کو حجاب کا حکم دینے کی حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ آزاد عورتیں لونڈیوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائیں۔ جب آزاد عورتوں کے بارے میں معلوم ہو جائے گا کہ وہ آزاد ہیں تو پھر انھیں کسی قسم کی معمولی سی تکلیف بھی نہ دی جائے گی تاکہ آزاد عورتوں کے مقام کا لحاظ رکھا جائے اور ان سے ہر قسم کی غلط امیدیں ختم ہو جائیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل ششم

چھٹا شبہ

عام طور پر عوام الناس اور بعض اسکالرز کی طرف سے یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر عورت کے لیے چہرے کا پردہ ضروری ہے تو پھر قرآن میں ''غض بصر'' کا جو حکم آیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اگر ہم قرآن کی اس آیت کو اس کے سیاق وسباق میں سمجھنے کی کوشش کریں تو یہ شبہ دور ہو جاتا ہے۔ ''غض بصر'' کا حکم سورۃ النور کی آیت ۳۱ میں بیان ہوا ہے جبکہ سورۃ النور کی چار آیات (۲۷ تا ۳۱) کا موضوع ایک ہی ہے۔ ان آیات میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو کسی دوسرے مسلمان بھائی کے گھر داخل ہونے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ ان آیات کا آغاز یوں ہوتا ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا۟ وَتُسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا۟ فِيهَآ أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ٱرْجِعُوا۟ فَٱرْجِعُوا۟ ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَـٰعٌ لَّكُمْ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا۟ مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ وَيَحْفَظُوا۟ فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَـٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَـٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّـٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ (النور)

''اے وہ لوگو! جو ایمان لے کر آئے تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ تم اجازت نہ طلب کر لو اور اہل خانہ پر سلامتی نہ بھیج لو' یہ تمہارے لیے بہت زیادہ بہتر ہے شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پس اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ گھر میں کوئی بھی نہیں ہے تو بغیر اجازت کے گھر میں داخل نہ ہو اور اگر تمہیں یہ کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے جایا کرو' یہ تمارے لیے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔ تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم ان غیر رہائشی گھروں میں (بغیر اجازت کے) داخل ہو کہ جن میں تمہارے لیے نفع ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ (اے نبیؐ!) آپ مؤمن مردوں سے کہہ دیں وہ اپنی نظروں کو دبا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے' یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ (اے نبیؐ!) کہہ دیں مؤمن عورتوں سے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو پست رکھیں' اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ جو خود بخود ظاہر ہو جائے' اور اپنی چادروں کے پلو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (میل جول کی) عورتوں کے یا اپنے لونڈی غلام کے یا اُن زیردست مردوں کے جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں یا اُن بچوں کے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں۔ اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) مار کر نہ چلیں کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور تم سب مل کر اللہ کے ہاں توبہ کرو اے اہل ایمان! شاید کہ تم فلاح پا جاؤ۔''

ان آیات میں کسی دوسرے مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہونے کے درج ذیل آداب سکھائے گئے ہیں:

۱) بلا اجازت اور سلام کیے بغیر نہیں داخل ہونا چاہیے' جیسا کہ آیت ۲۷ میں بیان ہوا ہے۔

۲) اگر اہل خانہ گھر پر موجود نہ ہوں تو گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیے' جیسا کہ آیت ۲۸ میں بیان ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۳) اگر اہل خانہ مصروف ہوں یا کسی اور وجہ سے فوراً ملاقات نہ کر سکتے ہوں اور ملاقاتی سے معذرت کر لیں تو ملاقاتی کو ان کی معذرت قبول کرنی چاہیے اور ملاقات پر اصرار نہیں کرنا چاہیے' جیسا کہ آیت ۲۸ میں بیان ہوا ہے۔

۴) وہ گھر جو کہ ذاتی رہائش کی جگہیں نہ ہو مثلاً ہوٹل' سرائے وغیرہ وہاں بغیر اجازت داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے' جیسا کہ آیت ۲۹ میں بیان ہوا ہے۔ یہ آیت درمیان میں ایک جملہ معترضہ ہے کیونکہ سابقہ آیات میں ان گھروں میں داخل ہونے کے آداب بتائے جا رہے ہیں جو رہائشی ہوں اور اس سلسلے میں سب سے پہلی تعلیم یہ دی گئی کہ بغیر اجازت کسی رہائشی گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیے جس پر مخاطب کے ذہن میں خود بخود ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر غیر رہائشی گھروں کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب آیت ۲۹ میں دیا گیا ہے۔

۵) کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہوتے وقت مسلمان مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنی نگاہوں کو دبا کر رکھیں' جیسا کہ آیت ۳۰ میں بیان ہوا ہے کیونکہ گھر کی خواتین کو گھر کے کام کاج کرنے ہیں یا مہمان نوازی کرنی ہے یا بچوں کی دیکھ بھال کے لیے حرکت کرنی ہے تو ان اور ان جیسے تمام دوسرے کاموں کے دوران خواتین کے لیے عموماً اپنے چہرے اور سر وغیرہ کی زینت چھپانا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے ایک طرف تو خواتین کو یہ حکم دیا کہ اس مشقت کے باوجود اپنی زینت کو چھپانے کی انتہائی کوشش کریں اور اس کوشش کے باوجود بھی اگر ان کے چہرے یا جسم کا کوئی دوسرا حصہ کام کاج کے دوران کسی حرکت کی وجہ سے کھل جاتا ہے تو اس کی رخصت ہے' جیسا کہ آیت ۳۱ میں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ گھر میں موجود نامحرم مردوں کو بھی یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی نگاہ کو آوارہ اور کھلا نہ چھوڑیں بلکہ دبا کر رکھیں تاکہ خواتین کے چہرے وغیرہ کا ستر اگر کسی حرکت کی وجہ سے کھل بھی جائے تو اس پر نظر نہ پڑے اور اگر ایک آدھ دفعہ اتفاقاً کوئی ایسی نگاہ پڑ بھی جائے تو فوراً لوٹا لے جیسا کہ حضرت علیؓ وغیرہ کی احادیث میں آیا ہے۔ یہ اس آیت اور اس کے مفہوم کی احادیث کا اصل محل و مقام ہے۔

علاوہ ازیں کسی مسلم معاشرے میں غیر مسلم خواتین بھی ہوتی ہیں جو اپنے چہرے کو نہیں چھپاتیں' اسی طرح ایک مسلمان معاشرے میں کئی ایسے مقامات ہیں کہ جہاں عورت کو ضرورت کے تحت اپنا چہرہ یا بعض دوسرے اعضاء کھولنے پڑتے ہیں مثلاً کسی ہسپتال میں ڈاکٹر کے سامنے یا کسی عدالت میں قاضی کے سامنے گواہی کے لیے' یا کسی جنگ کے دوران میدانِ جنگ میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسی طرح ایک باپردہ خاتون کو بیسیوں ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ جن میں اس کے چہرے یا بعض دوسرے اعضاء کا ستر بغیر کسی ارادے کے جسم کی کسی حرکت کی وجہ سے یا ہوا کی حرکت سے یا گود میں اٹھائے ہوئے بچے کو سنبھالتے ہوئے کھل جاتا ہے تو یہ تمام مقامات بھی 'غض بصر' اور اس مفہوم کی احادیث کے حکم میں شامل ہیں۔

حواشی

١) ماہنامہ اشراق' مئی ١٩٩٢ء' ص ٦٠
٢) چہرے کا پردہ: ص ٦٧' مرتبہ انجینئر نوید احمد' انجمن خدام القرآن سندھ
٣) المستدرك على الصحيحين: ٤٥٤/١
٤) موطا إمام مالك' كتاب الحج' باب وإنما يعمل الرجل مادام حياً
٥) تدبر قرآن: ٢٧٠/٦' فاران فاؤنڈیشن' لاهور
٦) الرد المفحم: ص ٢٨
٧) أيضاً: ص ٢٩
٨) تيسير المصطلح الحديث: ص ١١١-١١٢' ڈاکٹر محمود الطحان
٩) أيضاً: ص ١٨٧
١٠) الرد المفحم: ص ٢٩
١١) أيضاً: ص ٢٦
١٢) تفسير طبرى: سورة الاحزاب : ٥٩
١٣) أيضاً
١٤) تفسير كشاف: الأحزاب : ٥٩
١٥) تفسير طبرى: سورة الاحزاب : ٥٩
١٦) المستدرك على الصحيحين: ٣٩٧/٢
١٧) تفسير بيضاوى: ٩٨/٢' مطبعة مصطفى البابى الحلبى
١٨) زاد المسير: ٣١/٦-٣٢
١٩) روائع البيان فى احكام القرآن: ١٥٦/٢' علامه صابونى
٢٠) مختصر تفسير ابن كثير: ٦٠٠/٢' دار القرآن الكريم' بيروت
٢١) التفسير المظهرى: ٤٩٥/٦-٤٩٦' بلوچستان بك ڈپو' كوئٹه
٢٢) تفسير سعدى: ٤١٠/٥' الرياض
٢٣) شيخ ابوبكر الجزائرى: ص ٤٣٢' جدة' سعودى عرب
٢٤) أضواء البيان: ٦/٦٠٠
٢٥) البحر المحيط: ٤٤٧/٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۲٦) معانی القرآن: ۲٤۹/۲ ' دار السرور
۲۷)فتح البیان: ۲۰٥/۹
۲۸) تفسیر المراغی: ۹۹/۱٦' دار إحیاء التراث العربی' بیروت
۲۹) تفسیر القرآن بکلام الرحمن: ص ٤٦۷' دارالسلام' ریاض
۳۰) تفسیر ابن ابی حاتم: ۲٥۷٥/۳
۳۱) أیضاً
۳۲) المحرر الوجیز: ٤۸۸/۱۰-٤۸۹
۳۳) روح المعانی: ۱٤۱/۱۸
۳٤) نظم الدرر: ۲٥۹/۱۳
۳٥) تفسیر جلالین: ص ۳٥٤' تاج کمپنی لمیٹڈ
۳٦) التفسیر المنیر: ۲۱۷/۱۸' دارالفکر' دمشق
۳۷) البحر المدید: ٦۹/٥' دار الکتب العلمیة' بیروت
۳۸) ترجمان القرآن: ۲۰/۳' إسلامی أکادمی' لاهور
۳۹) تذکیر القرآن: ۱۹۲/۲' فضلی سنز' کراچی
٤۰) معارف القرآن: ۱۱۸/٥' مکتبه عثمانیة' جامعة أشرفیة' لاهور
٤۱) الوجیز فی أصول الفقه: ص۲۰۲-۲۰۳' الدکتور عبدالکریم زیدان
٤۲) التفسیر المنیر: ۱۱۰/۲۲' دار الفکر' دمشق

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فصل ہفتم

ساتواں شبہ

پروفیسر خورشید عالم، علامہ البانیؒ اور چہرے کا پردہ

ماہنامہ ''اشراق'' مارچ ۲۰۰۹ء کے شمارے میں پروفیسر خورشید عالم صاحب کا مضمون ''چہرے کا پردہ: احادیث و آثار کی روشنی میں'' شائع ہوا۔ ایک زمانے میں جبکہ پروفیسر صاحب چہرے کے پردے کے موضوع پر ماہنامہ ''اشراق'' میں لکھ رہے تھے، ہم نے انہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر واقعتاً وہ اس موضوع پر کوئی سنجیدہ اور علمی کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ علامہ البانیؒ کی کتابوں "جلباب المرأة المسلمة" اور "الرد المفحم" کا ترجمہ کر دیں۔ بہر حال اس موضوع پر ایک کتاب لکھنے کے بعد پروفیسر صاحب کو اس کا احساس پیدا ہو ہی گیا ہے تو یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ پروفیسر صاحب کے ''اشراق'' میں شائع شدہ حالیہ مضمون میں علامہ البانیؒ کی ان دو کتابوں میں بیان شدہ احادیث اور آثار کا ترجمہ اور تشریح شائع کی گئی ہے۔

پروفیسر صاحب حقیقت کو چھپانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور اپنے حالیہ مضمون میں انہوں نے علامہ البانیؒ کے صحیح موقف پر پردہ ڈالنے کے لیے زبان و بیان کی تمام صلاحیتیں کھپا دی ہیں۔ پروفیسر صاحب جب ماہنامہ ''اشراق'' میں چہرے کے پردے پر مضامین لکھ رہے تھے یا بعد میں انہوں نے ان مضامین کو ایک کتابی شکل میں شائع کیا یا حال ہی میں انہوں نے ایک نیا مضمون اس موضوع پر لکھا، ان کی اس ساری تحقیق کا مرکز و محور علامہ البانیؒ اور ان کے دلائل ہیں لیکن مجال ہے کہ اپنے سلسلہ مضامین یا کتاب یا اپنے حالیہ مضمون میں انہوں نے علامہ البانیؒ کے موقف کو صحیح طور پر نقل کیا ہو۔ پروفیسر صاحب خود بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ انہوں نے اس مسئلے میں علامہ البانیؒ سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے لیکن علامہ البانیؒ کے وہ دلائل تو دھڑا دھڑ نقل کر دیتے ہیں جو چہرے کے پردے کے عدم وجوب کے بارے میں ہیں جبکہ چہرے کے پردے کے استحباب کے بارے میں علامہ البانیؒ کے بیان کردہ دلائل یا موقف کو وہ ہمیشہ چھپانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم نے پروفیسر صاحب کو اپنی تحریروں میں بعض دفعہ متوجہ بھی کیا لیکن انہوں نے اس کے باوجود کتمان حقیقت کے اپنے اس مشن کو جاری رکھا۔ ذیل میں ہم پروفیسر صاحب کے حالیہ مضمون کا بھانڈا پھوڑ رہے ہیں جس میں انہوں نے علامہ البانیؒ کا ایسا موقف بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ درحقیقت ان کا نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب اپنے حالیہ مضمون کا خلاصہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علامہ البانی کی رائے کے مطابق چہرے اور ہاتھوں کو نہ عادتاً چھپایا جا سکتا ہے' نہ عبادتاً۔'' (ماہنامہ ''اشراق'' مارچ ۲۰۰۹: ص ۶۷)

اب علامہ البانیؒ کی اس مسئلے پر عبارتیں ملحوظ فرمائیں:

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:

" نلفّت نظر النساء المؤمنات إلى أن كشف الوجه وإن كان جائزا فستره أفضل." (حجاب المرأة المسلمة : ص ٥)

''ہم عورتوں کو اس بات کی توجہ دلاتے ہیں کہ چہرہ کھلا رکھنے کا اگرچہ جواز ہے لیکن اس کا ڈھانپنا افضل ہے۔''

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

" فمن حجب ذلك أي الوجه والكفين أيضا منهن' فذلك ما نستحبه وندعو إليه۔" (حجاب المرأة المسلمة : ص٨)

''جس نے ان دونوں یعنی چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپا تو اسی بات کو ہم مستحب سمجھتے ہیں اور اسی کی دعوت دیتے ہیں۔''

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"ويقابل هؤلاء طائفة أخرى يرون أن ستره بدعة وتنطع في الدين' كما قد بلغنا عن بعض من يتمسك بما ثبت في السنة في بعض البلاد اللبنانية ' فإلى هؤلاء الاخوان وغيرهم نسوق الكلمة التالية ليعلم أن ستر الوجه والكفين له أصل في السنة' وقد كان معهودا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

في زمنه ﷺ.... (حجاب المرأة المسلمة : ص ٢٧)

''اور اس کے بالمقابل ایک دوسرا گروہ ہے جن کا خیال یہ ہے کہ چہرے کا پردہ بدعت ہے اور دین میں ایک نئی ایجاد ہے۔ جیسا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ لبنان کے بعض علاقوں کے رہنے والے حاملین سنّت نے بھی ایسی بات کہی ہے۔ ہم اپنے ان بھائیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی ذیل میں چند دلائل بیان کرتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں کے ڈھانپنے کی اصل قرآن وسنّت میں موجود ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں عورتیں اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ ڈھانپتی تھیں......''

اس کے بعد علامہ البانیؒ نے گیارہ کے قریب احادیث اور آثار صحابہ سے استدلال کرتے ہوئے اپنی اس بحث کو واضح فرمایا جن کی اسناد اور ان کی تحقیق ''حجاب المرأة المسلمة'' کے صفحات ۴۷ تا ۵۳ پر دیکھی جا سکتی ہیں۔

علامہ البانیؒ کی جو آخری کتاب حجاب کے موضوع پر شائع ہوئی اس کا عنوان درج ذیل ہے:

" الرد المفحم 'على من خالف العلماء وتشدد وتعصب' وألزم المرأة بستر وجهها وكفيها وأوجب ولم يقتنع بقولهم أنه سنة ومستحب"

''اس شخص کا منہ توڑ جواب جس نے تشدد اور تعصب سے کام لیتے ہوئے علماء کی مخالفت کی اور عورت کے لیے اس کے چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا واجب قرار دیا اور اس نے علماء کے اس قول پر اکتفا نہ کیا کہ عورت کے لیے اپنے چہرے کو ڈھانپنا سنت اور مستحب ہے۔''

پس معلوم ہوا کہ علامہ البانیؒ کا آخری موقف بھی یہ تھا کہ چہرے کا پردہ مستحب ہے نہ کہ واجب' جبکہ پروفیسر صاحب کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تو مسلمان عورتوں کے چہروں کے پردے اتروانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ پروفیسر صاحب اس موضوع پر اپنی حالیہ کتاب کا انتساب اپنی والدہ کی طرف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''انتساب اپنی والدہ مرحوم کے نام جنہوں نے گاؤں میں اور پھر شہر میں کھلے چہرے کے ساتھ انتہائی پاکیزہ زندگی گزاری۔'' (چہرے کا پردہ: واجب یا غیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واجب' پروفیسر خورشید عالم' دار التذکیر)

دوسری طرف علامہ البانیؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

" فبينا ما يجب على المرأة وما يحسن بها' من التزم الواجب فبها ونعمت' من أخذ بالاحسن فهو أفضل وهذا هو الذى التزمته عمليا مع زوجى' وأرجوالله تعالى أن يوفقنى لمثله مع بناتى حين يبلغن۔" (حجاب المرأة المسلمة : ص ۷)

"پس ہم نے اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے کہ عورت کے لیے کیا واجب ہے اور کیا مستحسن ہے۔ جس نے واجب کو مضبوطی سے پکڑا تو وہ اس کو کفایت کرے گا اور وہ بہتر ہے' اور جس نے احسن (یعنی چہرے کے پردہ) کو پکڑا تو وہ افضل ہے۔ اور یہ (چہرے کا پردہ) وہی ہے جس کا التزام میں نے ازدواجی زندگی میں اپنی بیوی کے ساتھ کیا ہے اور میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے اسی بات (چہرے کے پردے) کی اپنی بیٹیوں کے بارے میں بھی توفیق دے جب وہ جوان ہو جائیں۔"

کیا اس تقابلی مطالعے کے بعد بھی کوئی پروفیسر صاحب کے اس دعوے پر یقین رکھ سکتا ہے کہ چہرے کے پردے کے بارے میں ان کا موقف بھی وہی ہے جو علامہ البانیؒ کا ہے۔ علامہ البانیؒ تو مسلمان عورت کے لیے چہرہ ڈھانپنے کے داعی ہیں جبکہ پروفیسر صاحب مسلمان عورتوں کے نقاب اتروانے کے ٹھیکے دار بنے ہوئے ہیں۔

پروفیسر صاحب کو ابھی تک ہمت نہیں ہوئی اور نہ ہی کبھی ہوگی کہ وہ اپنے کسی مضمون میں یہ لکھ سکیں کہ وہ چہرے کے پردے کو مستحب سمجھتے ہیں۔ پروفیسر صاحب اپنے ہر مضمون میں بار بار کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ غیر واجب ہے۔ غیر واجب کا مطلب کیا ہے؟ غیر واجب یا تو مستحب ہوگا یا مباح ہوگا یا مکروہ ہوگا یا حرام بھی ہو سکتا ہے۔ اگر پروفیسر صاحب کی غیر واجب سے مراد مستحب ہے تو اس کو اپنے کسی مضمون میں لکھ کیوں نہیں دیتے؟ اپنی کتاب کا عنوان یہ کیوں نہیں رکھتے "چہرے کا پردہ: واجب یا مستحب۔" پروفیسر صاحب درحقیقت علامہ البانیؒ جیسے سلف کے موقف کو اپنے بدعتی موقف کے ساتھ خلط ملط کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصود کے حصول کے لیے وہ غیر واجب جیسی مبہم اصطلاحات کا سہارا تلاش کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

علامہ البانیؒ چہرے کے پردے کو مستحب سمجھتے ہیں اور مستحب کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کو نہ کیا جائے یا اس کے نہ کرنے کی لوگوں کو دعوت دی جائے۔ مثلاً پانچ نمازوں کی سنن ہیں، اب سنن کے مستحب ہونے کا یہ مفہوم قطعاً نہیں ہے کہ کوئی شخص ان کے چھوڑنے کو افضل سمجھے اور ان کی ادائیگی کو مشقت قرار دیتے ہوئے امت مسلمہ کو ان کے چھوڑنے کی تلقین کرے۔ پروفیسر صاحب کا معاملہ یہ ہے کہ وہ زبانی کلامی اس بات کا اقرار کرتے نظر آتے ہیں کہ ان کا موقف علامہ البانیؒ والا ہی ہے لیکن وہ اس موقف کے داعی نہیں بنتے۔ جب بھی وہ اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو ایک تو وہ چہرے کے پردے کے قائلین پر تنقید کرتے ہیں دوسرا وہ چہرے کا پردہ نہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اسے مشقت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ پروفیسر صاحب اپنی تحقیقات میں جن بعض سلف صالحین کے اقوال کے حوالے دیتے ہیں وہ چہرے کے پردے کے داعی ہیں اور عورت کے لیے چہرہ ڈھانپنے کو' نہ ڈھانپنے سے افضل سمجھتے ہیں۔ یہ منکرین حجاب مستحب کی اصطلاحی تعریف سے بھی واقف نہیں ہیں۔ اصولیین نے مستحب یا سنت کی جو تعریف کی ہے وہ یہ ہے:

" هو ما طلب الشارع فعله من المكلف طلبا غير حتم." (أصول الفقه الاسلامي' الدكتور: ۷٦/۱'مكتبة رشيدية كوئٹه)

''مندوب یا مستحب سے مراد وہ فعل ہے کہ جس کا شارع نے مکلّف سے مطالبہ کیا ہو لیکن اسے لازم قرار نہ دیا۔''

گویا کہ مستحب وہ ہوتا ہے جس کے کرنے کا شارع نے مطالبہ کیا ہو لیکن اس کے کرنے کو لازم قرار نہ دیا ہوا، یعنی اگر اسے کرے گا تو ثواب ملے گا اور نہ کرے گا تو گنہگار نہیں ہوگا۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سلف میں چہرے کے پردے کے بارے تین موقف موجود ہیں۔ بعض سلف صالحین کے نزدیک یہ شرعاً واجب ہے جبکہ بعض فقہاء اس کو شرعاً مستحب قرار دیتے ہیں اور سدا للذریعۃ واجب قرار دیتے ہیں' جبکہ بہت ہی کم تعداد ایسے علماء کی ہے جو اس کو نہ شرعاً واجب سمجھتے ہیں اور نہ سدا للذریعۃ' بلکہ ہر حال میں مستحب قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک پہلا موقف دلائل کی روشنی میں قوی اور راجح ہے اور ہم دوسرا موقف رکھنے والے علماء وفقہاء کو بھی ''عند اللہ ماجور'' سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی بساط میں اجتہاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کر کے قرآن وسنت سے اللہ کے حکم کو معلوم کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ اس کے اہل بھی تھے اور مخلص بھی تھے۔ لیکن سلف میں سے کسی عالم کا بھی ایسا قول موجود نہیں ہے جس میں چہرے کے پردے کو بدعت یا ایک تہذیبی روایت کہا گیا ہو اور جو نام نہاد سکالرز چہرے کے پردے کو بدعت یا ایک تہذیبی روایت یا دین میں مشقت کہتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا ہے "أضله الله علی علم" اللہ تعالیٰ نے ان کو علم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے۔

علمائے اہل سنت میں سے کسی کا بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنا واجب یا افضل ہے۔ علماء کی بحث اس مسئلے میں صرف اس بات تک محدود ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے یا نہیں، یعنی عورت اپنا چہرہ کھلا رکھنے کی وجہ سے گنہگار ہو گی یا نہیں۔ جہاں تک چہرے کے پردے کے مستحب ہونے کا تعلق ہے تو تمام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ کم از کم چہرے کا پردہ مستحب ہے، ماسوائے عصر حاضر کے بعض متجددین کے جو چہرے کے پردے کو اپنی کم علمی کی وجہ سے بدعت قرار دینے کی طرف مائل ہیں۔

مذاہب اربعہ کے متبعین، جمہور علماءِ متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا شرعاً واجب ہے۔ عصر حاضر میں علامہ البانیؒ نے چہرے کے پردے کے بارے میں استحباب کا موقف پورے شدّ ومد کے ساتھ پیش کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ علامہ البانیؒ کے دَور کے اور مابعد کے تمام نام نہاد محققین حضرات نے علامہ البانیؒ ہی کے بیان کردہ دلائل اور تحقیق کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ جہاں تک علامہ البانیؒ کی بات ہے تو ہم ان کو اس حدیث ((إذا حکم الحاکم ثم أصاب فله أجران وإذا حکم فاجتهد ثم أخطأ فله أجر)) کے مصداق کے طور پر معذور اور عند اللہ ماجور سمجھتے ہیں، لیکن منکرین حجاب سے ہم یہ گزارش کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس موضوع پر قلم اٹھاتے وقت اپنے بدعی موقف کے ساتھ علامہ البانیؒ یا دیگر علمائے سلف کے موقف کو خلط ملط نہ کریں۔ دراصل یہ حضرات مغرب کی اندھی تقلید میں پردے کو روایت پسندی قرار دیتے ہیں جبکہ بعض علمائے سلف اور علامہ البانیؒ کے نزدیک چہرے کا پردہ مستحب ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تبصرہ جات

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور

تبصرہ نگار: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بعض اہل علم کو اپنی علمی قدر و منزلت کا اس قدر زعم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کے لیے مسلمات کو اپنی تحقیق کا تختہ مشق بنا کر یک طرفہ نتائج قارئین کے سامنے لاتے ہیں اور قارئین کو ورطہ حیرت و استعجاب میں ڈال دیتے ہیں، حالانکہ دین کے معاملے میں تو یہ چیز ہر وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ کتاب و سنت کا فہم رکھنے اور اُن سے مسائل اخذ کرنے میں قرون اولیٰ کے اہل علم یقیناً صائب الرائے تھے۔ اگر یہ حقیقت تسلیم نہ کی جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ آج سے پہلے قرآن و سنت کو کسی نے سمجھا ہی نہیں۔ اس معاملے میں دیدہ دلیری کا یہ حال ہے کہ کوئی عالم دین اُٹھتا ہے تو سود اور شراب کی حرمت کو چیلنج کر دیتا ہے۔ کوئی دوسرا محمد فاضل منظر عام پر آ کر موسیقی کو روح کی غذا اور مخلوط معاشرت کو جائز قرار دیتا ہے۔

عورت کے ستر و حجاب کے سلسلہ میں چہرے کا پردہ بھی اسی ستم ظریفی کا نشانہ بنایا گیا، اور متجددین نے اسے بھی غیر ضروری قرار دیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں فاضل نوجوان نے ایسے لوگوں کا محاکمہ نہایت موثر انداز میں کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ عورت کے چہرے کا پردہ مسلمات شرعیہ میں سے ہے۔ علاوہ ازیں فطرت سلیمہ بھی اس بات سے ابا کرتی ہے کہ عورت بڑی سی چادر کے ساتھ سارا جسم تو ڈھانپ لے مگر اُس کا چہرہ کھلا رہے جو کہ نسوانی حسن کا اولین مرکز ہے۔ اپنے دعوے کی تصدیق و تصویب کے لیے مصنف نے کتاب کو ایک تمہید اور چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ابواب کے عنوانات اس طرح ہیں:

باب اول:	چہرے کا پردہ: آیاتِ قرآنی کی روشنی میں
باب دوم:	چہرے کا پردہ: احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں
باب سوم:	چہرے کا پردہ: آثارِ صحابہ و تابعین کی روشنی میں
باب چہارم:	چہرے کا پردہ: مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں
باب پنجم:	چہرے کا پردہ اور تواترِ عملی
باب ششم:	چہرے کا پردہ اور چند شبہات کا جواب

اگرچہ زیر بحث عنوان پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر اتنی مدلل، مفصل، جامع کتاب شاید ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس سے پہلے منظر عام پر آئی ہو، کیونکہ اس کتاب میں وہ سارے دلائل یکجا کر دیئے گئے ہیں جو دوسری کتابوں میں متفرق طور پر لکھے گئے ہیں اور اُن تمام شبہات کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ معروف عالم دین ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے اس کا مقدمہ تحریر کیا ہے اور کتاب کی تعریف کی ہے۔ کتاب معنوی حسن سے تو مالا مال ہے ہی، اچھے سفید کاغذ اور خوبصورت ٹائٹل نے کتاب کو ظاہری طور پر بھی دیدہ زیب بنا دیا ہے۔

☆☆☆

ہفت روزہ ''اعتصام'' لاہور

تبصرہ نگار: ملک عصمت اللہ قلعوی

مستورات کے چہرے کے پردہ علماء میں مختلف فیہ رہا ہے۔ علماء کا ایک گروہ چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتا ہے جب کہ دوسرا گروہ اسے مستحب خیال کرتا ہے اور یہ بحث اس حد تک محدود ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے یا نہیں؟ جو عورت کے چہرے کے پردے کو مستحب خیال کرتے ہیں وہ چہرے کو کھلا رکھنے کے جواز کے قائل ہونے کے باوجود چہرے کو ڈھانپنا افضل سمجھتے ہیں۔ تاہم بعض متجددین چہرے کے پردے کو بدعت قرار دینے کی طرف مائل نظر آتے ہیں اور ان کے استشہاد و استنباط کی زیادہ تر بنیاد چہرے کے پردے کو مستحب قرار دینے والوں کے ہی دلائل ہیں۔ ان حالات میں یہ ضروری ہو گیا تھا کہ چہرے کے پردے کو مستحب کہنے والوں کے دلائل کا بھرپور تجزیہ کیا جائے اور ان کے دلائل کا علمی انداز میں جائزہ لے کر ان کے دلائل کے ضعف و سقم کو آشکار کیا جائے۔

اس کام کا بیڑا جناب حافظ محمد زبیر صاحب نے اُٹھایا اور چہرے کے پردے کے وجوب کو محکم دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے استدلال کی بنیاد قرآن وحدیث، آثار صحابہ و تابعین، مذاہب اربعہ کی آراء اور امت کے تواتر عملی پر قائم کی ہے۔ اپنوں اور غیروں کی طرف سے اُٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دے کر ان کے فکر و استدلال کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!

چہرے کے پردے کے وجوب کے موضوع پر یہ نہایت عمدہ کاوش ہے اور ہمیں یقین ہے کہ کتاب کے مطالعہ کے بعد اس بارے میں کسی قسم کے شکوک و شبہات باقی نہیں رہیں گے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ماہنامہ ''القاسم'' نوشہرہ

تبصرہ نگار: مولانا عبدالقیوم حقانی

ایامِ جاہلیت میں آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل ملک عرب میں پردے کا رواج بالکل نہ تھا، جیسا کہ آج کل مغربی ممالک میں ہے اور یہی بے پردگی معاشرے کے بگاڑ کا سب سے بڑا سبب ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اصلاحِ معاشرہ اور سوسائٹی کو بگاڑ سے بچانے کے لیے خاص احکام ذکر فرمائے اور ازواجِ مطہرات، اُمہات المومنین اور عام مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾ (الاحزاب:۳۳)

''اور ٹکی رہو بیچ اپنے گھروں کے اور مت بناؤ کرو بناؤ پہلی جاہلیت کا''

اور

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾

(الاحزاب:۵۹)

''اے نبیؐ! کہہ دیں اپنی بی بیوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی بی بیوں کے واسطے کہ نزدیک کرلیں اوپر اپنے بڑی چادریں اپنی، یہ بہت نزدیک ہے اس سے پہچانی جاویں، پس نہ ایذا دی جائیں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔''

انہی قرآنی آیات اور نبوی تعلیمات کی وجہ سے پردہ فرض ہے۔

آج کل مستشرقین اور مغرب سے متاثرہ آزاد خیال لوگ کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ ضروری نہیں بلکہ بہتر بھی نہیں۔ انہی لوگوں کے اس باطل نظریہ کو حافظ محمد زبیر، ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی لاہور نے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور اقوالِ فقہیہ سے رد کر کے ثابت کیا ہے کہ چہرے کا پردہ واجب ہے کیونکہ سارا فساد تو چہرہ دیکھنے ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی موضوع پر حافظ صاحب کی یہ کتاب بہت ہی مدلل، محقق اور ایک اچھی اور عمدہ کاوش ہے۔ حافظ صاحب نے کتاب کو چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے: باب اول ''چہرے کا پردہ: آیات قرآنی کی روشنی میں'' باب دوم ''چہرے کا پردہ: احادیث مبارکہ کی روشنی میں'' باب سوم ''چہرے کا پردہ: آثار صحابہ وتابعین کی روشنی میں'' باب چہارم ''چہرے کا پردہ: مذاہب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اربعہ کی روشنی میں'' باب پنجم ''چہرے کا پردہ اور تواتر عملی جبکہ باب ششم ''چہرے کا پردہ اور چند شبہات کا جواب'' ہے۔

کتاب اپنے موضوع پر لاجواب ہے۔ ۲۰۸ صفحات پر مشتمل یہ خوبصورت علمی سوغات مکتبہ رحمۃ اللعالمین' نذیر پارک' غازی روڈ لاہور سے ۱۵۰ روپے میں طلب کی جاسکتی ہے۔

☆☆☆

ماہنامہ ''الصیانۃ'' لاہور

تبصرہ نگار: مولانا حافظ زاہد علی

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل عورت دنیا کی مظلوم ترین چیز تھی۔ رشتہ ازدواج کے بنیادی مقصد کو لوگوں نے بھلا دیا تھا اور سکون و آسودگی سے لوگوں کے دل خالی ہو چکے تھے۔ عورت ہر جگہ مردوں کے ظلم و جور کا شکار بنی ہوئی تھی۔ مرد عورت کے لیے مرد نہیں بلکہ جنگل کا ایک درندہ بنا ہوا تھا۔ چوپاؤں اور گھر کے دوسرے سامان کی طرح عورتیں خریدی اور فروخت کی جاتی تھیں بلکہ عورتوں کو بدکاری کا پیشہ تک اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔

اسلام نے آکر عورت کو ہر روپ میں عزت وافتخار سے نوازا۔ عورت ماں ہو، بیوی ہو، بہن ہو یا بیٹی ہو، ہر حالت میں اسلام نے اسے عزت واحترام سے نوازا۔

آج کل تحریک آزادیٔ نسواں میں عورت پر بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ فطرت نے جو ذمہ داریاں عورت پر ڈالی ہیں ان کے علاوہ مردوں نے اپنی الگ ذمہ داریاں ان پر ڈال دی ہیں جنہیں عورتیں اپنی حماقت کی وجہ سے اپنی آزادی سمجھ کر قبول کر بیٹھی ہیں۔

مرد و زن کے بارے میں اسلام کے نظریہ کے برعکس آزادیٔ نسواں کے علم برداروں نے عورت کی وہ مٹی پلید کی کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگئی:

I wish I had stayed home.

''کاش میں اپنے گھر ہی میں رہتی۔''

اللہ رب العزت نے بلا ریب عورت کو گھر اور چار دیواری کی زینت بنایا ہے۔ شوہر اور اس کے گھر، اولاد پر امین بنایا مگر آج کی یورپی تہذیب اور اس تہذیب سے متاثرہ نام نہاد سکالروں نے اسلام کے مسلمہ شرعی مسئلہ حجاب کو محل نزاع بنا دیا اور مسلمان خواتین کو چوراہوں پر زیب و زینت کا سامان بنا دیا۔ اس سے اسلامی معاشرہ تہہ و بالا ہو کر رہ گیا ہے۔ ضرورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محسوس کی جا رہی تھی کہ اسلام کے اہم ''مسئلہ حجاب'' پر ایک مدلل اور محقق کتاب تحریر کی جائے تا کہ مسلم خواتین پردے کی اہمیت کو سمجھیں' اسے اختیار کریں اور اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں۔

الحمد للہ حافظ محمد زبیر صاحب کی زیر تبصرہ کتاب نے اس کمی کو بہت حد تک دور کر دیا ہے اور اس میں نام نہاد سکالروں کے قرآن وسنت سے متصادم نظریات کو انتہائی قوی دلائل سے رد کیا ہے۔ ان میں علامہ ناصر الدین البانی مرحوم جن کی احادیث مبارکہ پر تخریج و تنقیح پر علمائے عرب وعجم میں انتہائی تحفظات رہے ہیں اور علماء نے علامہ صاحب کی زندگی میں اور بعد میں بھی ان کی تحقیق وافکار کے رد پر کتب تحریر کی ہیں اور ایسے ہی پروفیسر خورشید عالم اور علامہ جاوید احمد غامدی (جنہوں نے اپنے پیش رو اور اپنے مربی اور اساتذہ کی تعلیمات کے برعکس موقف اختیار کیا) پر بھی احسن انداز سے مدلل اور مفصل رد کیا ہے۔

آخر میں حافظ محمد زبیر صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب چونکہ منکرین حجاب کے رد میں لکھی گئی ہے جو ایک مناظرانہ اور محققانہ انداز شکل اختیار کر گئی ہے جس سے ایک عام مسلمان کا فائدہ اُٹھانا قدرے مشکل ہے اس لیے ان علمی مباحث کو نکال کر قرآن وسنت کے دلائل سے مزین شرعی حجاب پر کتاب کریں تا کہ اس کا استفادہ عام اور تام ہو۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت حافظ صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائیں اور ہماری مسلم خواتین اور حجاب کے منکر سکالروں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

☆☆☆

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور

تبصرہ نگار: نائلہ صفدر

اسلام نے اپنے متبعین کو جو طرز فکر اور انداز زندگی عطا فرمایا ہے وہ جداگانہ اور ہر پہلو سے ممتاز ہے۔ اسلام نے تکریم انسانیت کا درس دے کر انسان کا مقام بلند کیا اور اسے معاشی، معاشرتی، قانونی اور سیاسی حقوق کا تحفظ دے کر معاشرے میں باعزت مقام دلایا اور اس طرح ایک صالح معاشرے کی تشکیل کو ممکن بنا دیا۔ اسی معاشرے کا ایک لازمی جزو عورت ہے جسے اسلام نے ظلمت سے نور، نشیب سے فراز اور ذلت سے عزت عطا فرما کر قابل قدر احسان کیا۔ اسلام کے عطا کردہ منفرد مقام اور تحفظ حقوق کی بدولت عورت امن وسلامتی اور سکون واطمینان کی دولت سے مالا مال ہوئی۔ اسی حکیمانہ نظام میں عورت کی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عورت فطرتاً باحیا ہے اور اسلام میں ستر وحجاب کے احکامات عورت کے اسی فطری حیا کا حصہ ہیں۔ اسلامی قوانین تقاضا ہائے فطرت کے عین مطابق ہیں اگرچہ انسان مادی حجابات اور محدود عقل سے ان غیر محدود مصالح کا ادراک نہیں کرسکتا۔

معاشرے کے استحکام کا انحصار اس کی بنیادی اکائی ''خاندان'' کی مضبوطی پر ہے اور پاکیزگی کو تعلقات کی خوبصورتی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ عورت کا پردہ اسی پاکیزگی کا محافظ ہے۔ پردہ بلا اختلاف ہر عورت کی فطری ضرورت اور اسلام کا حکم ہے جبکہ چہرے کے پردے کے متعلق علماء وفقہا کا اختلاف موجود ہے۔ اسی اختلاف کے پیش نظر مؤلف کتاب ھذا نے صرف پردے پر نہیں بلکہ خصوصاً چہرے کے پردے پر تحقیق کی ہے۔ مؤلف نے حسن ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب کو چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب ''چہرے کا پردہ: آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں'' کو چار فصلوں میں تقسیم کرتے ہوئے پہلی فصل میں آیت جلباب سورۃ الاحزاب: ۵۹ کے ضمن میں ۳۸ مفسرین کی آراء بیان کرنے کے بعد چہرہ چھپانے کا وجوب ثابت کیا ہے۔ دوسری فصل آیت زینت میں سورۃ النور: ۳۱، تیسری فصل، آیت حجاب میں سورۃ الاحزاب: ۵۳-۵۵ اور چوتھی فصل آیت قواعد میں سورۃ النور: ۶۰ سے استشہاد کیا ہے۔ دسرے باب میں احادیث مبارکہ سے دلائل دے کر قرآنی آیات کا مفہوم متعین کیا ہے اور احادیث کے حوالے سے پیدا کردہ اشکالات کا جامع جواب دیا ہے۔ تیسرے باب میں صحابہ وتابعین کے حوالے سے قرآنی آیات کی توضیح کی ہے جبکہ چوتھے باب میں مذاہب اربعہ یعنی حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ اور شوافع کا موقف بیان کیا ہے کہ بعض کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے، بعض کے نزدیک مستحب اور سداً الذریعہ۔ پانچویں باب میں چہرے کا پردہ تواتر عملی سے ثابت کیا گیا ہے اور چھٹی فصل میں چہرے کے پردے کے متعلق شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں مؤلف نے اپنے موقف کی تائید میں مضبوط فکر، سنجیدگی اور تحقیقی رویہ اختیار کرتے ہوئے مدلل انداز اپنایا ہے۔ بنیادی کتب کے حوالہ جات نے کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کردیا ہے۔ ایسے اجتہادی موضوعات میں اختلاف علمی کی گنجائش بہرطور موجود رہتی ہے لیکن اپنے موضوع کے اعتبار سے مجموعی طور پر یہ کتاب ایک بہترین کاوش ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ماہنامہ ''مکالمہ بین المذاہب'' لاہور

چودہ صدیوں سے مسلم علماء اس معاملے میں متفق ہیں کہ مسلم خواتین غیر محرم مردوں سے پردہ کریں گی اور یہ پردہ کرنا واجب ہے۔ اس پر قرآنی نصوص، رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور صحابیات رضوان اللہ علیہن کا تعامل گواہ ہے۔ امت نے ان بنیادوں پر یہی کچھ سمجھا ہے اور امت میں اسی پر صدیوں سے عمل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو حسن و جمال اور جاذبیت و کشش کی جس نعمت سے نوازا ہے وہ خاندان کی وحدت اور گھریلو زندگی کی بہار کا سبب ہے۔ اس نعمت بے بہا کی حفاظت اور خاتون کی حرمت کو قائم رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت میں حجاب یعنی پردے کا حکم دیا ہے۔ اس کی حکمتوں، مصلحتوں اور فوائد کا مضمون تو بہت وسیع ہے اور اس پر ہزاروں صفحات لکھے جا سکتے ہیں لیکن پردے کے شرعی حکم کے سلسلے میں اجمال بھی یہ ہے اور تفصیل بھی یہ کہ عورت کا پورا وجود اور جسم کا ہر حصہ غیر محرم مردوں سے مستور رہے۔ یہ واجب ہے اور اسی بنیاد پر خواتین کو مستورات کا نام دیا گیا ہے، لیکن یہ حکم مسلمان خواتین کے لیے ہے۔ جو خاتون مسلمان رہنے میں مطمئن نہ ہو یا اسے مستورات کی جنس سے نکل کر مردوں یا خنثیٰ شکل کی جنس میں جانے کا شوق ہو، وہ جو جی چاہے کرے لیکن اسے یاد رکھنا چاہیے کہ جو نام نہاد دانشور اس کے اس جذبے کے لیے احکام و نصوص میں تاویلات، من مانی تعبیرات کا کھیل کھیل رہے ہیں وہ کسی ابلیسی تحریک کے نمائندے اور ترجمان تو ہو سکتے ہیں' اسلامی شریعت کے ترجمان نہیں ہو سکتے اور اس سارے کھیل کو جن لوگوں کی سرپرستی اور پشت پناہی حاصل ہے ان کے افکار اور مذہبی وابستگی سے اس سارے کھیل کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے اور وہ شریعت کی خلاف ورزی پر روز قیامت شرعی پردہ ترک کر دینے والی عورت کے کام نہیں آئیں گے۔

زیر نظر کتاب میں مؤلف نے مسلم خواتین کے لیے صحابیات میں مروج حجاب کے وجوب پر علمی دلائل قائم کرنے کے ساتھ انتہائی خوبصورت انداز میں اس کے خلاف امت کو فکری انتشار میں مبتلا کرنے والے خیالات کی حیثیت بھی واضح کی ہے اور پوری کتاب پر علم، برہان، دلیل اور سنجیدہ الفاظ کا سلسلہ قائم رکھا ہے۔ کتاب کے چھ ابواب ہیں اور چھٹے باب میں پردے کے وجوب پر کیے جانے والے شبہات کا جواب دیا ہے۔

کمپیوٹر کتابت کے ساتھ اچھے کاغذ پر کتاب کی طباعت سے مطالعہ کرنے والوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذوق کو تسکین ہوتی ہے۔

کتاب کا مقدمہ داعی تحریک احیاء خلافت جناب ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم جب کہ پیش لفظ جناب حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی) نے تحریر کیا ہے۔

☆☆☆

ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' جھنگ
تبصرہ نگار: مختار حسین فاروقی

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کا ایک عکس جمیل ہر صحیح الفطرت انسان کے قلب و ذہن پر کندہ ہوتا ہے اور کوئی شخص بقائی ہوش و حواس اس سے آنکھیں نہیں چراتا۔ مسلمانوں کے اجتماعی شعور میں ان تعلیمات کی ایک ایسی چھاپ اب بھی موجود ہے جو عصر حاضر کے مغربی فتنوں اور ثقافتی یلغار کے باوجود ابھی تک قائم ہے۔ ایک ایسا مسلمان جو کبھی مسجد نہیں جاتا، اس سے بھی پوچھ لیا جائے کہ اسلام کی تعلیمات کیا ہیں تو وہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سچ بولنا، حلال کمانا، کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرنا، بدکاری و بے حیائی سے دور جانا، عورتوں کا برقع پہننا اور غیر مردوں سے میل ملاپ سے اجتناب کرنا جیسے معاملات گنوا دے گا۔ مگر...... دین دار لوگ جو مسجدوں سے ربط ضبط رکھتے ہیں اور قرآن و سنت پر نظر بھی وہ نا معلوم کیوں ان باتوں میں بحث و تمحیص کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ خواتین کے لیے گھر سے باہر نکلتے وقت غیر محرموں کے سامنے چہرے کا پردہ بھی اسلام کی فطری تعلیمات کا حصہ ہے، جسے آج مغربی تہذیبی و ثقافتی یلغار کے باعث آزادئ نسواں کے نام پر بعض دانشور حضرات موضوع بحث بنا کر متنازعہ بنانے کے درپے ہیں۔

برادرم حافظ زبیر صاحب نے زیر تبصرہ کتاب میں اس بنیادی بات کو موضوع بحث بنایا ہے اور وقیع معلومات کو یکجا کر دیا ہے، جو موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے ایک اثاثہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جو خواتین و حضرات بھی دینی لحاظ سے سرگرم ہوں اور دل میں اس موضوع پر کوئی خلش رکھتے ہوں، ان کے لیے اس کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

ہمارے نزدیک اس کتاب میں ایک تقریظ کے انداز میں ایک باب کا اضافہ کر دیا جائے کہ اسلام کی ہمہ گیر پاکیزہ تعلیمات کے Perspective میں عورت کے بارے میں گھر سے نکلتے وقت جو بعض احکام دیئے گئے ہیں، اُن کا اصل پس منظر کیا ہے؟ —— تو کتاب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

افادیت میں اضافہ ہو جائے گا اور ایک درمیانے درجے کا تعلیم یافتہ قاری بھی اس سے استفادہ کر سکے گا۔ کتاب سفید کاغذ پر اعلیٰ طباعت اور خوبصورت چار رنگہ ٹائٹل کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

☆☆☆

تقریظ

پروفیسر عبداللہ شاہین

نوعِ بشر کی تانیث اور صنفِ نازک کے لیے جو اصطلاحات عموماً مستعمل ہیں، جیسے ''عورۃ'' (جمع عورتیں) اور ''مستورۃ'' (جمع مستورات) اُن کے لغوی معنی چھپائی جانے والی اور چھپائی گئی چیز کے ہیں۔ لہٰذا اصطلاحی اور لغوی اعتبار سے یہ ''صنف'' پردے میں رہنے والی جنس ہی ہے۔ اس حوالے سے عزیزم حافظ محمد زبیر نے بعنوان ''چہرے کا پردہ'' ایک جامع (Comprehensive)، پُرمغز (Intellectual) اور مدلل (Profound + well grounded) کتاب تالیف کی ہے۔ اس کی ترتیب میں وہ پہلے آیاتِ قرآنی، پھر احادیث رسول ﷺ، بعد ازاں آثار صحابہ (رضی اللہ عنہم) و تابعین (رحمۃ اللہ علیہم) اور آخر میں آئمہ اربعہ (رحمہم اللہ) کی آرا لائے ہیں۔

پیش نظر رہے کہ ترتیب نزولی اور ترتیب مصحف کے اعتبار سے مسئلہ حجاب کے بارے میں نازل شدہ مقدم آیت یعنی ''آیت حجاب'' کے اولین مخاطبین نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ اور آپؐ کی ازواجِ مطہراتؓ تھیں، جن سے بڑھ کر کسی کے قلوب و اذہان پاکیزہ نہیں ہو سکتے۔ نیز یہ کہ ازواج النبیؐ صحابہؓ کی ایسی روحانی مائیں اور امہات المومنین تھیں جن سے صحابہ کرامؓ یا کسی بھی اُمتی کا نکاح ہی نہیں ہو سکتا۔ نہ نبی ﷺ کی زندگی میں، نہ وفات کے بعد اور نہ ہی طلاق کی صورت میں۔

اس پر مستزاد یہ کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل و نگاہ کی پاکیزگی کا عالم یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں موجود حضرت انسؓ بن مالک کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے از خود ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت عالیہ میں عرض کرتے تھے ''اگر آپؐ کے حق میں میری بات مانی جائے تو کبھی میری نگاہیں آپ کو نہ دیکھیں'' (حضرت عمرؓ کے اسی پاکیزہ جذبہ کی موافقت میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل کر دی اور یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کا شانِ نزول ہے)۔ اگر قرآن مجید سے صحابہ کرامؓ کی پاکیزگیٔ قلب کا حال دریافت کریں تو گواہی یوں ملتی ہے:

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ (الحجرات:۷)

''ولیکن اللہ نے تمہیں ایمان محبوب بنا دیا اور اُسے تمہارے دلوں کی زینت بنا دیا اور تمہارے دلوں میں کفر، فسق اور گناہ سے نفرت پیدا کردی۔ یہی (صحابہؓ) ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔''

گویا قرآن مجید صحابہ کرامؓ کے دلی ایمان اور رُشد وہدایت کی پکی گواہی دے رہا ہے۔ احادیث کو لے لیجیے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زبانی اصحاب رسولؐ کی طہارت قلبی کا حال یوں معلوم ہوتا ہے: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ ...... ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قُلُوْبَ اَصْحَابِهٖ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ)) (مسند احمد) ''بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں جھانکا۔ پس حضرت محمد ﷺ کے دل کو تمام انسانوں کے دلوں سے بہتر پایا۔ بارِ دگر بندوں کے دلوں میں جھانکا۔ پس آپ ﷺ کے صحابہ کے دلوں کو تمام انسانوں کے دلوں سے بہتر پایا۔'' نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کو لیجیے تو ان کی پاک دامنی کی گواہیاں قرآنی آیات کی شکل میں موجود ہیں جو قیامت تک تلاوت کی جاتی رہیں گی۔ جب اس تمام تر پاکیزگیٔ قلوب کے باوجود ان سعید ارواح اور نفوس قدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے باہم دگر پردے کا پابند بنا دیا اور من وراءِ حجاب گفتگو کا حکم دے دیا تو ایرا غیرا اور ہما شما کیا چیز ہیں جو چہرے کے پردے کے سرے سے انکاری ہوں یا اُسے فتنہ وشہوت سے مشروط کریں۔ کیا حضور ﷺ کے صحابہؓ اطہار اور آپؐ کی ازواجِ مطہراتؓ کو فتنے میں پڑنے یا نعوذ باللہ لذت وشہوت کا اندیشہ تھا!

واقعہ یہ ہے کہ منکرین حجاب متجددین اور نام نہاد دانشوروں، جن کو دانش چھو کر بھی نہیں گزری، کا حال تو یہ ہے کہ ع ''جلوۂ صبح کا اندھوں میں تو ہے جوش وخروش'' مگر ان بظاہر بینا لوگوں کو ''وہی رات نظر آتی ہے''۔ بات دراصل یہ ہے کہ بفحوائے عبارت قرآنی ﴿فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ﴾ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، دل اندھے ہوتے ہیں۔ اسی کو اقبال نے کہا ہے ؎

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

افسوس، صد افسوس کہ ع ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' اور بقول شاعر ملت اسلامیہ ع

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا مانند مسلمانی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

☆ ''اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کو جب کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے نکلنا پڑے تو بھی چادر سے تمام بدن چھپا کر نکلیں اور اس چادر کو سر کے اوپر سے لٹکا کر چہرہ بھی چھپا کر چلیں۔ مروّجہ برقع بھی اس کے قائم مقام ہے۔'' (معارف القرآن سورۃ الأحزاب:59: مولانا مفتی محمد شفیعؒ)

☆ ''موجودہ زمانے کے بعض مترجمین اور مفسرین مغربی مذاق سے مغلوب ہو کر اس لفظ کا ترجمہ صرف ''لپیٹ لینا'' کرتے ہیں تاکہ کسی طرح چہرہ چھپانے کے حکم سے بچ نکلا جائے...... آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر ان کا ایک پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں جسے عرف عام میں گھونگھٹ ڈالنا کہتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

☆ ''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس (آیت ۵۹) میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر ڈال کر اپنا منہ چھپا لیا کریں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں۔ جمہور صحابہ وتابعین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔'' (ترجمان القرآن: مولانا ابوالکلام آزادؒ)

☆ ''قرآن نے اس ''جلباب'' سے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمان خواتین گھروں سے باہر نکلیں تو اس کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تاکہ چہرہ بھی فی الجملہ ڈھک جائے اور انہیں چلنے پھرنے میں زحمت پیش نہ آئے۔ یہی ''جلباب'' ہے تو ہمارے دیہاتوں کی شریف بڑی بوڑھیوں میں اب بھی رائج ہے اور اسی نے فیشن کی ترقی سے اب برقع کی شکل اختیار کر لی ہے۔'' (تدبر القرآن: مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

☆ ''اے نبی مکرمؐ! آپ اپنی ازواج مطہرات، اپنی دخترانِ پاک نہاد اور ساری مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دیں کہ جب وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو ایک بڑی چادر سے اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ لیا کریں۔ پھر اس کا ایک پلو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں تاکہ دیکھنے والوں کو پتا چل جائے کہ یہ مسلمان خاتون ہے۔ اس طرح کسی بدباطن کو تمہیں ستانے کی جرأت نہ ہوگی۔'' (ضیاء القرآن: مولانا پیر کرم شاہ الازہریؒ)

☆ ''جلابیب، جلباب کی جمع ہے جو ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا بدن ڈھک جائے۔ اپنے اوپر چادر لٹکانے سے مراد اپنے چہرے پر اس طرح گھونگھٹ نکالنا ہے کہ جس سے چہرے کا بیشتر حصہ بھی چھپ جائے اور نظریں جھکا کر چلنے سے اسے راستہ بھی نظر آنا چاہیے۔'' (احسن البیان: مولانا صلاح الدین یوسف)

مکتبہ رحمۃ للعالمین

مکتبہ رحمۃ للعالمین، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ